

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188311

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 9507.122 Acc No. 147960

ف ۱۶

زوف، کنور بریم کشور

فنا ئع عالم شانی

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 920.222 Accession No. 42960

Author

فراق گنور پریم کشور

Title

وفاٹع عالم شاپی

The book should be returned on or before the day last marked below.

وقائع عالم شاہی

مصنفہ

کنور پریم کشور فراق بن کنور انند کشور
بن راجہ جگل کشور دہلوی عظیم آبادی

بمصحح و تحشیہ

امتیاز علی خان 'عرشی'

نیاظم کتاب خانہ

بحکم اعلیٰ حضرت فرمانروای رامپور، دام اقبالہم و ملکہم

ہندوستان پریس، رامپور

۱۹۴۹ء

بار اول ۱۹۴۹ ع

جملہ حقوق محفوظ

Rs. 150/-

فهرست مضامین

دیباچه :

- | | |
|-------|---------------------------|
| ۱۰—۵ | (۱) تمهید |
| ۱۷—۱۱ | (۲) حالات مصنف |
| ۳۲—۱۷ | (۳) تصنیفات |
| ۴۳—۳۲ | (۴) مآخذ دیباچه و تشریحات |

وقائع عالمشاهی :

- | | |
|--------|--------------|
| ۲۸—۱ | (۱) دفتر اول |
| ۱۴۴—۲۹ | (۲) دفتر دوم |

تشریحات

اشاریه :

- | | |
|---------|------------|
| ۲۲۴—۲۱۱ | (۱) اشخاص |
| ۲۳۱—۲۲۵ | (۲) مقامات |
| ۲۳۲ | (۳) کتب |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شاہ عالم ثانی کی حکومت کا زمانہ، ہندوستان کی
نئی اور پرانی تاریخ کا سنگم ہونے کی وجہ سے مورخین
کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

اس عہد میں ملک کے اندر بہت سی دیسی اور
پردیسی طاقتیں ابھر کر آس خلا کو بھرنے کی تیاری کر رہی
تھیں، جو مغل سلطنت کے خاتمے سے پیدا ہونے والا
تھا۔ مرہٹے، سکھ، روہیلے اور انگریز ان متصادم قوتوں
میں پیش پیش تھے۔

حصول اقتدار کے لیے ان طاقتوں نے جو بیہم
کوشش کی، اس کی روداد تاریخ کی مختلف کتابوں میں
بیان ہوئی ہے۔ مگر ان کے مصنف کسی نہ کسی ایسی
سرکار کے متوسل تھے، جو فریق کی حیثیت رکھتی تھی،
اس لیے ان تصنیفات کا دامن جانبداری سے بالکل پاک
نہ رہ سکا۔ اس عہد کی مختلف تاریخوں کو پڑھیے
اور پھر کسی ایک واقعے کے اسباب و علل متعین کرنے کی
کوشش کیجئے۔ بہت جلد آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ غیر
کڑی نکتہ چینی کہے ہوئے آپ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔

ظاہر ہے کہ عموماً ہر مورخ اپنے آقا کا وفادار اور اپنا بھی خواہ پہلے، اور حق و صداقت کا خدمت گار بعد کو ہوتا ہے، پھر آپ اس سے عام انسانی فطرت کے خلاف کس طرح کوئی نفع قائم کر سکتے ہیں۔

ہاں، کوئی کتاب اس عیب سے کسی حد تک پاک ہو سکتی ہے، تو وہ ذاتی روز ناچھے ہونے میں ان نجی تحریروں کا مرتب کرنے والا، ع:

زہ ستایش کی نمنا نہ صیل کی پروا

کے تحت جو کچھ اپنی نظر میں درست پاتا ہے، وہ لکھ رکھتا ہے اور جسے غلط ٹھہراتا ہے، اسے جھوڑ جاتا ہے یا اس سے اختلاف کر جاتا ہے۔ اسے کسی وقیع کو توڑ، ڈور کر بیان کرنے کی ضرورت کسی خوف کی وجہ سے بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی تحریروں دوسروں کی نگاہ سے اوجھل ہوتی ہیں۔ وہ تو بس اس پیاس کو بجھانا چاہتا ہے، جو انسان کی تجسس پسند طبیعت کا فطری تقاضا ہے

خوش قسمتی سے شاہ عالم کے عہد سے متعلق اسی قسم کا ایک روز ناچھ عرصے سے کتاب خانہ عالیہ رامپور میں محفوظ تھا۔ اس کا مرتب، کنور پریم کشور نرائی، ایسے خاندان کا فرد تھا، جو عرصے تک سلطنتی کاروبار میں دخیل اور سیاسی توڑ جوڑ میں شریک رہا تھا۔ اس لیے اس میں کچھ نہ کچھ سیاسی بصیرت، اور واقعات کے اسباب و علل سمجھنے کی تھوڑی بہت صلاحیت موجود

نہی۔ مورخاۃ «جزری» کی بھی آس کے مزاج میں
کی نظر نہیں آتی، جس کے باعث معمولی معمولی واقعات کو
بھی وہ قید کتابت میں لے آئے سے نہیں چوکتا تھا۔

مزید برآں یہ روزنامچہ فراقی نے شاہی لشکر میں
قیام کے زمانے میں مرتب کیا تھا۔ لشکر شاہی میں آس کا
داخلہ آس زمانے میں ہوا تھا۔ جب کہ افراسیاب خان
کی درخواست پر شاہ عالم آگرے جانے کے لیے دہلی سے
نکل کر تلیت (فرید آباد) میں خیمہ زن ہوئے تھے۔
یہاں سے فراقی لشکر کے ساتھ ساتھ سید پور (تعلقہ سیکری)
نک کیا، اور وہاں سے راو راجہ ساچھڑی کی سرکار کا
متوسل ہو کر شاہی لشکر سے جدا ہوا تھا۔ اسی عرصے
میں شاہ عالم کے عہد کا وہ سب سے اہم واقعہ پیش آیا
تھا، جس کو شمالی ہندوستان میں «سرمنہ کردی» کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے، یعنی افراسیاب خان کا مارا جانا
اور اس کی جگہ مہاجی سیندھیا پٹیل کا برسر اقتدار آنا۔

فراقی اس زمانے میں لشکر کے اندر موجود تھا، اور
روز مرہ پیش آنے والے واقعات کا عینی شاہد ہونے
ہوئے وہ سب کچھ لکھ رہا تھا، جس کی آئندہ مورخ
کو ضرورت پیش آسکتی تھی، مگر جانبدار مورخوں کے
قلم سے آس کا نکالنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔

اگرچہ فراقی کا یہ سفر تقریباً دو ماہ کے مختصر سے زمانے میں ختم ہو گیا تھا، لیکن اس مدت میں بھی اُس جو کچھ تحریر کر دیا، وہ «عہد شاہ عالم» پر کام کرنے والوں کے لیے بیحد مفید اور ضروری نظر آ رہا تھا۔ نابین اعلیٰ حضرت فرمانِ روای رامپور، دام اقبالہم و ملاکہم کے حسبِ ایما، کتابِ خانۂ عالیۃ رامپور کی طرف سے اُس کی اشاعت طے ہوئی اور تصحیح و تحشیہ کا کام حقیقہ عرشی کے سپرد ہوا۔

کتاب خانے میں اس کتاب کا جو نسخہ محفوظ ہے، وہ فراقی کے چچازاد بھائی نے اُس کے لیے لکھا تھا، اور پھر خود فراقی نے اُس کی تصحیح کی تھی۔ اس لیے صرف ایک نسخے پر کسی مطبوعہ متن کو مبنی کرنے کی غلطی کا بوجھ یہاں ہلکا نظر آیا۔ مگر کتاب کا خط شکستہ تھا، اور کاتب و مصحح دونوں نے نقطوں کی باندی سے اپنا دامن بچالیا تھا، اس لیے جگہ جگہ الفاظ کے پڑھنے اور سمجھنے میں دقت پیش آئی۔ یہ دشواری ناموں کے سلسلے میں خطرناک حد تک نمودار ہوئی، چنانچہ کئی نام انتہائی کوشش کے باوجود مشتبہ رہ گئے۔ فراقی کی ذاتی تصحیح کے بعد بھی متعدد جگہ الفاظ چھوڑے نظر آئے۔ کہیں کہیں فقرے اور جملوں کا دروبست اصول کے خلاف معلوم ہوا، جس سے عبارت میں خاصی تعقید لفظی پیدا ہو گئی ہے۔

میں نے ایسے تمام مقاموں پر حواشی میں اشارہ کر دینا مناسب خیال کیا، اور متن میں کسی لفظ کا اضافہ کیا بھی، تو آسے قوسین میں جگہ دی، تاکہ موافق و مصحح کا کلام مخلوط نہ ہو جائے

فراقی نے روزِ ساچے کے مطالعہ کرنیوالوں کی آسانی کے خیال سے شاہ عالم کی ولیمہ ی و سلطنت کے پچھلے واقعات بطور تمہید شروع میں لکھے تھے۔ ایک تو یہ واقعات بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھے گئے تھے، دوسرے اس حصے کا ماخذ صرف منوں لال کا شاہ نامہ تھا، جس کے باعث جگہ جگہ اختلاف کی گنجائش نکلتی معلوم ہوتی تھی۔ ان وجوہ سے یہ مناسب نظر آیا کہ ان کی تشریح و تصحیح کے لیے دوسری معاصر تاریخوں کی مدد سے نوٹ لکھے جائیں۔ یہ کام دقت طلب بھی تھا اور وقت خواہ بھی۔ مگر اہل علم کی سہولت کے پیش نظر تشریحات کے عنوان سے اس قسم کے حاشیے آخر میں شامل کیے گئے، اور اتفاق و اختلاف دونوں صورتوں میں ان تاریخوں کے مکمل حوالے درج کرنے کا التزام کیا گیا جس پر مصحح کے بیان کی بنا تھی۔

شروع میں فراقی اور اس کے خاندان نیز اس روزِ ناچے کے مخطوطے کی حالت اور اس کے مندرجات کی اہمیت وغیرہ مباحث پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے، تاکہ مصنف اور

آس کی تصنیف کے متعلق مصحح کی رائے سے پڑھنے والے واقف ہو جائیں۔ تصحیح و تہشیہ میں تقریباً دو سال صرف کرنے کے بعد کتاب اس قابل ہوئی کہ اسے چھاپ کر اعلیٰ حضرت فرمان روای رام پور، دام اقبالہم و ملاکھم، کے حضور میں پیش کیا جاسکے۔

ابتداء ہے کہ اعلیٰ حضرت اس حقیر کوشش کو شرف قبول عطا فرمائیں، اور دعا ہے کہ کتاب خانہ رامپور کے سلسلہ مطبوعات کو روز افزوں ترقی نصیب ہو۔ آمین !

احقر

امتیاز علی عرشی
ناظم

کتاب خانہ، ریاست رامپور
۱۰ مئی ۱۹۴۹ ع

حالات مصنف

نام و نسب | کنور پریم کشور فراقی تخلص، کنور
انند کشور کا بیٹا اور راجہ جنگل کشور کا پوتا ہے۔^۱

جنگل کشور قوم کا بھاٹ اور پیشے کے لحاظ سے
شراب فروش تھا۔^۲ اپنی فطری استعداد اور ذاتی نیابت کی
بدولت نواب مہابت جنگ، صوبہ دار بنگال، کے یہاں رسوخ
پیدا کیا، اور کئی برس تک محمد شاہ بادشاہ دہلی کے
دربار میں ان کے وکیل کی حیثیت سے مامور رہا۔^۳

جنگل کشور نے مرشد آباد میں بہت بڑی جاگیر حاصل
کر لی تھی۔ ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) میں اس کی ماہانہ آمدنی ۲۴
ہزار روپے اور خرچ ۱۲ ہزار تھا، اس میں سے ۷ ہزار روپے
شاگرد پیشہ پر اور ۵ ہزار بیوات پر صرف ہوتے تھے۔^۴

دولت و ثروت کے ساتھ جنگل کشور دل والا بھی تھا۔
اپنے بڑے بیٹے کنور انند کشور کی شادی اس شان و شکوہ
سے کی کہ قاسم کے بقول دلی میں اس جیسی دھوم دھام

(۱) مجموعہ نفز: ۳۸، ۲ و روز روشن: ۵۱۶ (۲) سفرنامہ مخلص: ۸۳ ح ۲ و
طبقات شعرائی ہند: ۵۳۰، گلشن بیخار: ۲۰۲ (۳) سفرنامہ مخلص، ذکر میر:
۵، مجموعہ نفز: ۳۸، ۲، مقالات الشعراء: ۱۷ الف، تاریخ مظفری: ۱۳۸ ب
بیل: ۲۰۲ (۴) سفرنامہ مخلص: ۸۳۔

کی کوئی اور شادی نہ ہوسکی ۔ چنانچہ سارے شہر کو
 کھانے پر بلایا تھا، اور جس کے بارے میں یہ خطرہ
 کزرا کہ « صلائی عام » کو اپنے لیے باعث ننگ خیال کرے
 گا، اس کے گھر پر خود جا کر ان الفاظ کے ساتھ مدعو
 کیا تھا کہ

»آپ کے بھتیجے کی شادی ہے۔ اگر آپ شریک نہ
 ہوئے، تو محفل بے رونق رہے گی«۔ ۱۔

مگر جگل کشور کے اس لکھ لٹ پن کا نتیجہ خود اس
 کی زندگی میں یہ نکلا کہ میر تقی میر نے ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء)
 میں اس سے اپنی پریشان روزگاری کی شکایت کی، تو
 شرمناک کہنے لگا کہ « میرے پاس صرف ایک پرانی شال
 ہے۔ کچھ اور قدرت ہوتی، تو اس سے دریغ نہ کرتا»۔ ۲۔

نواب صفدر جنگ سے بھی جگل کشور کے خصوصی
 تعلقات تھے۔ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ (نومبر ۱۷۴۸ء) میں نواب
 فائز خان بنگش، روہیلوں کے مقابلے میں مارے گئے،
 تو صفدر جنگ کی طرف سے جگل کشور ہی کو نذرانے کے
 ۶۰ لاکھ روپے وصول کرنے بھیجا گیا تھا۔ ۳۔

(۱) مجموعۂ نفز: ۳۸۲۔ تواریخ اودہ: ۱۱۲۱ میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ
 شجاع الدولہ کی شادی بھی ایسی ہی دھوم دھام اور شان و شکوہ سے
 ہوئی تھی۔ ان دو کے بعد پھر تیسری ایسی شادی کسی سے نہ ہوسکی۔

(۲) ذکر میر: ۷۸۔ (۳) تاریخ فرخ آباد: ۹۶۲۔

سوال ۱۱۶۳ (ستمبر ۱۹۷۰ء) میں صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش سے ہمکت کھائی، اور نواب قمرالدین خان نے بادشاہ کو صفدر جنگ کے خلاف بھڑکا دیا، تو جاوید خان خواجہ سرا اور صفدر جنگ کے درمیان نکمہ و پیام کا کام بھی جگل کشور ہی نے انجام دیا تھا۔

رواج زمانہ کے مطابق جگل کشور کو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی۔ ثروت تخلص کے ساتھ شعر کہتا اور غیر نفی میر دہلوی سے اسلاح لیتا تھا۔ مگر میر نے اس کی سخن کوئی کے متعلق بہت بڑی رائے ظاہر کی ہے ۴۔

مشہور ہے کہ عالمگیر نائی کے عہد (۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ = ۱۷۵۴ء تا ۱۷۵۹ء) میں ایک دن نواب احمد خان بنگش، حماد الملک اور راجہ جگل کشور اپنے اپنے ہانہوں پر سوار مکن پور سے فرخ آباد واپس آ رہے تھے۔ نوا کے میدان میں جگل کشور کسی ضرورت سے نیچے اترا۔ اچانک ہانہ نے حملہ کر کے سار ڈالا۔ احمد خان نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا ۴۔

اس ضبطی سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ احمد خان کو جگل کشور کے سبب موت میں کچھ دخل تھا۔

(۱) تاریخ فرخ آباد: ۲۹۲ بعد - (۲) مقالات الشرا: ۱۷ الف تکلمۃ الشرا: ۲۲ الف، پیل: ۲۰۴ (۳) ذکر میر: ۷۵ - (۴) تکلمۃ الشرا: ۱۷ الف - تاریخ فرخ آباد: ۹۷۲۔

فراق کا باب | فراقی کا باب ، اندکے کشور ، بڑے
ناز و نعم میں بلا تھا اور جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے ،
ساری دلی میں اسکی شادی بے نظیر ہوئی تھی ۔ مگر جنگل
کشور کی فضول خرچی اور اس کے مرائے کے بعد احمد خان
بنگش کے جور و ستم نے اندکے کشور کی زندگی کو شاید بے کیف
بنادیا تھا کہ اس نے ترك دنیا کر کے بندابن میں منڈیا
ڈال لی ، اور وہیں فوت ہو گیا ۔

قاسم ، مواف مجموعہ نغز ، نے لکھا ہے کہ وہ باطن
 میں مومن اور ظاہر میں کافر تھا ۔ اس راز کو آس نے
 صرف مجھ پر کھول دیا تھا ۔ یوں عام طور پر کسی کے
دوبرو اسلام کا اظہار نہیں کرتا تھا ۱ ۔

فراق کے ذاتی حالات | فراقی نے بڑے گھر میں
 پرورش پائی تھی ، اور اس کی تعلیم و تربیت حسب دواج
زمانہ اعلیٰ درجے کی ہوئی تھی ، اس لیے وہ جوان ہوا تو
 — حسین ، خلیق ، متواضع ، با ادب ، مہذب ، شیریں
کفتار ، پسندیدہ کردار ، ہوشیار اور مودت شعار — نکلا ۔
فارسی اور ریختہ دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا اور
برکت اللہ خان برکت دہلوی سے اصلاح لیتا تھا ۲ ۔

فارسی کے متعدد اشعار خود وقائع میں موجود ہیں

یہ ایک شعر روز روشن ، میں نقل کیا گیا ہے :

مریض عشق ترا داروی شفا چہ کند ؟

کسی کہ درد تو دارد، دگر دوا چہ کند ؟

اردو کا صرف یہ شعر تذکروں میں ملتا ہے :

ہوئیں آنکھیں کلابی روتے روتے

کلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس !

بقول غلام محمد ہفت قلمی، فراقی خط شکستہ کا

بڑا اچھا خطاط اور پریم ناتھ آرام کا شاگرد تھا۔ ۱۔ وقائع

کے پہلے صفحے پر اس کے فلم کی تحریر موجود ہے۔ نیز

جہاندار شاہ کے دہلی سے فرار ہوجانے کا واقعہ بھی،

جو زیر نظر مطبوعہ نسخے میں صفحہ ۱۹ سے شروع ہوا

ہے، اصل مخطوطے میں فراقی کا اپنے قلم سے بڑھایا ہوا

ہے۔ ان دونوں تحریروں سے غلام محمد کے بیان کی تصدیق

و توثیق ہو جاتی ہے۔

فنون سپہ گری میں سے تیز اندازی میں بھی فراقی کو

بڑی مہارت حاصل تھی۔ ۲۔

دادا کی جائداد کزدر بسر کے لیے کہاں تک کام آتی۔

آخر فراقی نے تلاش معاش میں گھر سے نکلنے کی ٹھان لی۔ دو

شنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۳ء) کو تلبت کے

مقام پر اس نے شاہی لشکر میں قدم رکھا یہاں شاہی مودیت
 دای رام دین کے بیٹوں کے پاس قیام کیا، اور ادبی مشغلے
 کے ساتھ معاشی کتنی سلجھانے کی کوشش بھی کرتا رہا۔
 شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ (۱۰ جنوری ۱۷۸۵ء) کو راجہ
 ماچھڑی والے کے دامن دولت سے وابستہ ہو گیا ۱۔

غالباً یہ توسل نابائدار ثابت ہوا۔ یکشنبہ ۶ جمادی الاولیٰ
 ۱۲۰۶ھ (یکم جنوری ۱۷۹۲ء) کو ہم اسے کنگا میں بسواری
 کشتی مرشدآباد کا عازم دیکھتے ہیں ۲۔ قاسم کی بھی
 تصریح یہی ہے کہ آخر میں مرشدآباد جا رہا تھا اور دادا کی
 بقیہ جائداد بیچ کر گزارا کرتا تھا ۳۔ اور بقول لایم الدین
 دنیا کو چھوڑ، دین اختیار کر کے متوکل اور زاہد ہو گیا
 تھا ۴۔

فراق کا مذہب | جہاں تک مذہب کا تعلق ہے، فراق
 کا باپ کنور اندکشور، قاسم سے اپنے مسلم ہونے
 کا پوشیدہ طور پر اظہار کر چکا تھا۔ فراق نے باپ سے زیادہ
 اسلام کے ساتھ دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وقائع کے
 دیباچے میں مسلمان مصنفوں کی طرح حمد، نعت اور
 منقبت لکھنا اس کے اسلامی رجحان کا کھلا ہوا ثبوت
 ہے ۵۔ اسی طرح شیورامداس اور رائنداس کو «کافر»

(۱) وقائع: ۱۹۴۲ و ۱۹۴۳ (۲) وقائع: ۱ (۳) مجموعہ نقود
 (۴) طبقات شرایع: ۲ (۵) وقائع: ۲۔

کے لفظ سے اپنے تہی روز ناچے میں یاد کرنا بھی اسی خیال کی تائید کرتا ہے ۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں «وصی» کی صفت کا استعمال اس کا غماز ہے کہ فراق کا میلان خصوصیت کے ساتھ شیعیت کی طرف تھا۔

فراق کی اولاد | فراق کے کئی بیٹے تھے ان میں سے بڑا ہرچند کشور تھا۔ یہی مرشد آباد کے سفر میں باپ کے ہمراہ تھا ۲۔

تصنیفات | فراق کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشگو شاعر ہی نہیں «بسیار گو» بھی تھا۔ چنانچہ فارسی زبان میں کئی مثنویاں اس نے لکھی تھیں۔ ان میں کی ایک خود اسی کے قلم کی لکھی ہوئی غلام محمد نے بھی دیکھی تھی ۳۔ اب یہ سب مثنویاں عنقا ہو چکی ہیں۔

وفات | لیکن کتاب خانۂ عالیہ راہپور میں ایک قلبی کتاب «وفات عالم شاہی» نام کی محفوظ ہے۔ اس کے سرورق، دیباچے اور خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنور پریم کشور فراق کا مرتبہ روز ناچہ ہے۔ چونکہ مسٹر الیٹ نے اپنی تاریخ ہندوستان میں اس کا

(۱) وفات: ۱۵ (۲) ایضاً: ۱۰ (۳) تذکرہ خوشنویسان، مطبوعہ کلکتہ: ۱۱۶ میں «دو» اور اسی کتاب کے خطوط راہپور ۴۴ الف میں «چند» لکھا ہے۔

حوالہ نہیں دیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تصنیف کے بعد سے اب تک یہ نایاب رہا، اور اس بنا پر بیحد قابل قدر ہے۔

نسخے کی حالت | نسخے کا ناپ $\frac{3}{4} \times \frac{1}{2} \times 8$ و $\frac{1}{2} \times 6$

اور اوراق کی تعداد ۷۰ ہے۔ ہر صفحے میں ۱۰ سطریں ہیں۔ کاغذ پرانا انگریزی دیزائنڈ کے رنگ کا، روشنائی سیاہ، عنوان شنگرفی اور خط عمدہ شکستہ ہے۔ پوری کتاب لوح اور جدولوں سے خالی ہے۔ برای نام کرغوردگی کے نشان بھی پائے جاتے ہیں۔ خاتمے میں تاریخ کتابت اور کاتب کا نام بھی موجود ہے۔ جگہ جگہ حک و اضافہ بھی نظر آتا ہے، اور ایسے یقینی قرینے پائے جاتے ہیں، جن سے یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ سب خود فراق کے قلم کا ہے۔ چنانچہ سرورق کی تحریر، جو فراق کی دستخطی اور مہری ہے، اس تحریر سے بالکل مشابہ ہے جو ورق ۶ ب و ۷ الف و ب و ۸ الف و ۹ الف تا ۱۰ ب کے حاشیوں پر ثبت ہے۔

تاریخ تصنیف | دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ فراق

دوشنبہ ۱۶ شعبان ۱۱۹۸ھ (۵ جولائی ۱۷۸۳ء) کو شاہی لشکر میں وارد ہوا۔ یہ لشکر شاہ عالم کے ہمرکاب دہلی سے آکرے کی طرف کوچ کر رہا تھا، اور اس تاریخ کو ضلع حصار کے ایک قصبے تلپت میں، جو موجودہ فریدآباد کے پاس

واقع اور دلی سے آکرے جانے ہوئے پہلی منزل تھی، ڈیرے ڈالے پڑا تھا یہاں سے فراق اشکر کے ساتھ ساتھ کوچ کرتا رہا: اسے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اس سفر کے روزمرہ کے واقعات تلہبند کرے، مگر کسی طرف سے تحریک نہ ہونے کے باعث کام میں تعویق ہوتی گئی۔

۱۲ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۵ نومبر ۱۷۸۴ء) کو بادشاہ نے سیدپور (تعلقہ فتحپور - بیکری) میں قیام کیا، تو شاہی مودی راجہ رام دتن کے بیٹوں، لالہ رام نراین اور لالہ ہرنراین اور ان کے منشی دیبی رام آباد تخلص نے روزِ ناعچہ شاہی مرتب کرنے کی تجویز پیش کی فراق نے اسے خوش آمدید کہا اور اسی تاریخ سے روزانہ کے واقعات ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیے۔

مگر بقول فراق کتاب کے لیے تمہید کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے کتاب کو دو دفتروں میں منقسم کیا۔ پہلے دفتر میں بطور تمہید احمد شاہ بادشاہ کے نابینا کیے جانے کے واقعے سے شروع کر کے عالمگیر ثانی کے واقعات حکومت اور شاہ عالم ثانی کی تخت نشینی تک کے حالات اجمالاً لکھے، اور اس سلسلے کو ۱۱ محرم ۱۱۹۹ھ (۲۵ نومبر ۱۷۸۴ء) پر ختم کر دیا۔

دوسرا دفتر ۱۲ محرم سے شروع کیا اور ۱۱ ربیع الاول سنہ مذکورہ پر ختم کر دیا۔ اس طرح ایک دن کم دو ماہ

کے روزمرہ واقعات لشکر شاہی نید تحریر میں آگئے، اور
آنیوالے مورخوں کو متعدد پوست کندہ حالات کے
مطالعہ کرنے کا موقع مل سکا۔

فراقی کا ارادہ تھا کہ اس سلسلے کو آخر ماہ تک جاری
رکھے، مگر داو راجہ مآچھڑی والے کا ملازم ہو جانے کی
وجہ سے اس میں اور لشکر شاہی میں بعد ہو گیا تھا،
اور مشاہدے کی جگہ سنی سنائی جھوٹ سیچ باتیں لکھنا
پڑتی تھیں، یہ بات فراقی کو پسند نہ تھی، اس لیے اس
نے ۱۱ ربیع الاول پر روزنامے کو ختم کر دیا۔

وقائع کی فنی حیثیت اس روزنامے کے پڑھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ دوسرے متعدد شاہی روزناموں کے
برخلاف اس کو شاہی حکم سے یا بادشاہ کو خوش
کرنے کے لیے مرتب نہیں کیا گیا تھا، اسی لیے اس کا
انداز بیان بیباک اور طرز بیان بڑی حد تک صاف و سادہ
ہے۔ واقعات کے بیان میں بھی کسی شخص یا فریق کی
بیجا حمایت نظر نہیں آتی، حتیٰ کہ شاہ عالم پر بھی، جس
کا فراقی خاصا معتقد نظر آتا ہے، آزادی کے ساتھ تنقید
کی کئی ہے۔

مثلاً بادشاہ نے اپنے خاصے کو کوچ حکم دیدیا ہے۔

پٹیل کسی مصحلت سے التوا سفر کا خواہان ہے، اور اس
خواہش کو یہ کہہ کر پیش کرتا ہے کہ پھر نیازمند ہمارکاب

نہ چل سکے گا۔ بادشاہ اسے مغویوں کی کارروائی سمجھ کر روانگی پر مصر ہیں، اور آغا پسند کی معرفت پٹیل کو یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ «خاصہ کیا۔ عدول حکمی سے کیا فائدہ؟ ہم اگلے پڑاو پر تمہارا انتظار کرائیں گے۔ بھیجے ہوئے خاصہ کو واپس بلانے میں عوام کی نظر میں چمکی۔ سلطنت ہے۔ شامی خاندان کی لاج رکھنا چاہیے»۔

اس پر فراقی لکھتا ہے کہ «سبحان الله! سبکی و کرانسنگی، خلیفہ روزگار وابستہ کوچ و مقام است اگر شد، مدارج عالی، والا سفلی نصیب کشت» ۱۔

بادشاہوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ہندیوں کی کھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ فراقی ہندو گھرانے کا ایک رکن تھا۔ لشکر شامی میں اس کا ورود ہوا ہے، تو بادشاہ پٹیل کے قبضے میں آچکا تھا، اور پٹیل ہندو ہونے کے باعث ملک میں ہندو راج یا کم از کم مرہٹہ سالادستی قائم کرنا چاہتا تھا چاہیے تھا کہ فراقی اس کے یا دوسرے ہندو سرداروں کے ہر طرز عمل کو سراہتا، مگر ہیں پوری کتاب میں کسی ایک جگہ بھی یہ دھبا نظر نہیں آتا۔ وہ قومیت یا مذہب کی بنا پر پٹیل وغیرہ کا ساتھی بننے کو ہرگز آمادہ نہیں۔ اس کے دل میں تو اس کا درد محسوس ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنے حقیقی پر عظمت درجے

سے گر پڑا ہے اور اسے واجبی مقام دلانے کی بظاہر کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ چنانچہ جگہ جگہ بٹیل پر چہرے اور کھلے طنز اسی جذبے کے تحت کیے گئے ہیں۔ مثلاً

ڈیگ کا قلعہ فتح ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس کے فاتح،
 » بٹیل انجم خیل « کو اس کا بخش دینا طے کیا ہے اور خود
 اس کے دیکھہ لینے پر قناعت کرنے کی ٹھانی ہے۔ اس
 پر فرافی لکھتا ہے کہ » زہی شاہی کہ سلطنت وقف ساخته
 و در لباس شاہی کوس کدائی نواخته «۔

بادشاہ کی حالت | وقائع کے دوسرے دفتر سے مرھٹوں،
 بکھوں، جاٹوں اور راجپوتوں کے متعلق بہت سے دلچسپ جزئیات
 کا پتا چلتا ہے۔ نیز اس سے شاہ عالم کی حیثیت بھی اچھی
 طرح روشنی میں آجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 اس زمانے میں بادشاہ کی بے بسی اس درجے تک
 پہنچ چکی تھی کہ امرای دربار ہی نہیں، خدام بھی شاہی
 رعب و داب نہ مانتے تھے، چنانچہ ایک بار بھرے دربار میں بادشاہ
 کی بلا اجازت ایک مرھٹہ سردار نے، بٹیل پر کچھ نقدی نیچھاور
 کی تو فرار اور خدام بے دھڑک لوٹنے لگے اور
 بادشاہ کی نظروں کے سامنے کتھم کتھا دو گئے ۲۔

کسی بات پر خفا ہو کر بادشاہ درباریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے، تو مہمہ توڑ جواب سنتے، اور اس جواب میں بخش الفاظ تک موجود ہونے ۱۔

بے بسی نے بادشاہ کو دروغ کو اور دروغ پسند بھی بنادیا تھا۔ خود بھی بڑھا چڑھا کر بات بیان کرتے اور دوسروں سے بھی اسی کے متوقع رہتے تھے ۲۔

آمدنی کی کمی اور خرچ کی زیادتی نے بادشاہ سلامت کے مزاج میں نازیبا کفایت شعاری اور شاعرانہ حسن طلب بھی پیدا کر دیا تھا۔ ایک بار نقارچیوں نے حسب حکم کوچ کا نقارہ بجایا۔ پٹیل کی ایما سے بادشاہ نے سفر منٹوی کر دیا۔ نقارچیوں نے پچھلے بادشاہوں کے دستور کے مطابق سوا سو روپے «تاوانی انعام» کے طلب کیے۔

بقول فراقی، اس «سلطنت بخش» بادشاہ نے سوا روپیہ باکراہ دیا، اور ان کی واویلا پر فرمایا کہ «یہ بھی ہماری ہی ہمت تھی کہ صدای طبل پر ۲۰ آنے بخش دیے۔ تمہیں یہ بھی کیا برے ہیں، جو زیادہ طلبی کرتے ہو» ۳۔

پٹیل نے ایک مرتبہ بوشاک کی چند کشتیاں مرشدزادوں کے لیے بھیجیں۔ شاہ عالم کی ایک بیٹی بڑی چہیتی تھیں، اور «میان صاحب» کہلاتی تھیں۔ ان کے

مطلب کا کوئی کپڑا ان میں نہ تھا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ سلامت نے لائے والے کے سامنے فرمایا کہ « چونکہ پٹیل جانتے ہیں کہ ہمیں میان صاحب سے کتنی محبت ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جداگانہ اچھا سا کپڑا بھیجیں گے »۔ پٹیل نے یہ ارشاد سنا، تو فوراً اعلیٰ درجے کا کپڑا پیش کر دیا ۱۔

درباری بھاٹ کے کلام میں بھی اس سے زیادہ کیا حسن طلب ہو سکتا ہے !

اس صورت حال نے عیش و عشرت میں بھی جھجھور اپن پیدا کر دیا تھا۔ بڑھاپے میں « عزیزن » نامی ایک معمولی کنچنی پر عاشق ہو کر اسے شرف زوجیت سے مشرف فرمایا تھا، اور « ملکہ عالم » خطاب دے کر الفاظ کی مٹی پلید کی تھی۔ وہ بدذات روٹھے جاتی، اور کسی طرح نہ مٹتی، جب تک بادشاہ کو خوب دق اور ذلیل نہ کر لیتی۔ بادشاہ سلامت اس کی ہی نہیں، اس کے بھائی بندوں کی بھی خوشامد درآمد فرماتے اور آخر ہزار منت وساجت اسے راضی کر کے دم لیتے ۲۔

بادشاہ کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ چنانچہ وقائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں بھی دربار

شاعرائہ بذلہ سنجیوں سے خالی نہ رہا۔ بادشاہ خود بھی اس میں حصہ لیتے اور دوسروں کی بھی ہمت افزائی فرماتے رہتے۔

ایک دن غالب علی خان سید تخلص نے تائید اصفہانی کے اس مطلع پر غزل لکھ کر سنائی :

باز در عشق تو دارم سر داد و ستدی
کہ دہم افسر شاہی بکلاہ نمدی

سید کا مطلع تھا :

بوسہ خواہم زایش، یک دلی دادہ، صدی
ہست زبان سادہ مرا خوش سر داد و ستدی

بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ »داد و ستد« سے خواجہ حافظ کا یہ شعر یاد آگیا :

پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت
نا خلف باشم، اگر من بجوی نفروشم

حاضرین میں سے ایک صاحب بولے کہ اس شعر سے تو بے نیازی و استغنا ٹپکتی ہے۔ بہترین شعر یہ ہے :

عنقریب است کہ با خاک برابر گردد
تاج زرین شد و کاسۂ جویں گدا

بادشاہ سلامت نے سید کی غزل کے قافیے کے پیش
 نظر فرمایا کہ اگر اس شعر کے قافیے کا الف «ی» سے
 بدل کر: تاج زرین شہ و کاسہ چوبین کدی،
 پڑھا جائے، تو کیسا ہوگا؟

حاضرین اس لطیفے سے بہت محظوظ ہوئے۔

خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے انتقال کی بادشاہ
 سلامت کو خبر ملی، تو بہت رنجیدہ ہوئے، اور اظہار
 ملال کی خاطر ہاتھی کا یہ شعر پڑھا:

او رفت و رویم ما ز دنبال

آخر ہمہ را ہمین بود حال؟

بادشاہ کے رنج و ملال میں صرف اس کو دخل
 نہ تھا کہ خواجہ صاحب دہلی کے ایک مشہور صوفی اور
 درویش تھے، بلکہ وہ اردو زبان کے بڑے مشہور اور
 صاحب طرز شاعر بھی تھے، اور بادشاہ تصوف سے زیادہ
 اس صفت کے دلدادہ اور قدردان نظر آتے ہیں۔

شاہ عالم کا سوگوار دربار بعض اوقات برجستہ
 قروں اور شکفتہ لطیفوں سے بھی تابناک ہو جاتا تھا۔

پٹیل کے ایک سردار مینڈھاسنگھ نے شاہی اشکر
 کے فصایوں کو گاو کشی سے روک دیا۔ بادشاہ سلامت

نے ہٹیل سے اس بارے میں شکایت کرائی، تو اس نے جواب میں عرض کیا :

» حضور والا، آخر مینڈھا ہے نا۔ جان کے خوف سے قصاب سے الجھ پڑا۔ «

بادشاہ سلامت کو یہ فقرہ بہت بھلا لگا۔ ہنسکر فرمایا :

در مسلخ عشق جز نکو را نہ کشند۱

یہی مینڈھا سنگھ، ایک دن میرزا مینڈھو شاہی میرآتش سے الجھ پڑے۔ بادشاہ نے صالح صفائی کرا کے فرمایا : » آج ہم چاہتے، تو سب کو مینڈھوں کی لڑائی کا تماشا خوب دیکھنے کو ملتا «۲۔

ایک دن کسی نے دربار میں ذکر کیا کہ مسٹر تلیو فرنگی نے راجہ جے پور کی ملازمت سے استعفا دیدیا، اور اب آبا جی کھنڈو سے بات چیت کر رہا ہے۔ اس پر ارشاد ہوا : » اگر تلیو ایک ڈالی سے اڑ کر دوسری پر جا بیٹھا، تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے : پرندے بیوفا ہوا ہی کرنے ہیں «۳۔

شنکرایت پر ہٹیل نے حضور شاہ میں تل شکری پیش کی۔ حضرت نے زانخانے میں جا کر خود بھی کھائی

اور بیگمات کو بھی کھلائی اس پر ایک منہ چڑھی بیگم بولیں : « تصور معاف، ہندوستان میں یہ رسم ہے کہ باندی غلام یا کھوڑا خریدتے ہیں، تو اسے تل شکری کھلاتے ہیں، تاکہ وفادار نکلے۔ حضرت نے بٹیل کی تل شکری کھائی ہے، تو وفاداری بھی برپا ہوگی »

بادشاہ سلامت نے فرمایا « بھئی، جب غلاموں کو تل شکری کھلاتے ہیں، تو حدیث میں تو یہ آیا ہے کہ بردوں سے بھلائی کہ امید نہ رکھنی چاہیے، لہذا یہاں بھی وفا کا ذکر عبث ہے ا »۔

طنزیہ جملے | چونکہ یہ روزنامہ بالکل نجی حیثیت رکھتا تھا، فراقی نے اس میں جا بجا طعن و طنز کی نمک پاشی بھی کی ہے یہ طنزیہ عبارتیں پر لطف تو نہیں ہیں، تاہم متعلقہ واقعے کی بدمزگی میں کچھ نہ کچھ اضافہ ضرور کر دیتی ہیں۔

مثلاً شاہ عالم بادشاہ ہندوستان کی بیچارگی کا اظہار مقصود ہے۔ اس کی سواری کی منظر کشی کرتے ہوئے فراقی لکھتا ہے ۲ :

بگردون شد آواز کوس رحیل
شہنشاہ برآمد بہ تابوت فیل

اس شعر میں « تابوت فیل » کا جھوٹا سا مرکب کتنا کھرا معنوی اثر پیدا کر دیتا ہے ۔

یا بادشاہ سلامت کا مزاج ناساز ہو گیا ہے، اور بقول فراقی ساری رات اہل لشکر صحت طبع ہمایوں کے لیے جناب باری میں دست بدعا رہے ہیں۔ اس دعا کوئی کی علت بیان کرتے ہوئے فراقی لکھتا ہے کہ « بھلا لشکری دعا کیسے نہ کرتے۔ بادشاہ کے طفیل میں انہیں ایسا سفر جو نصیب ہوا ہے » ۱۔

اس سفر میں جو دشواریاں اہل لشکر کو پیش آئی تھیں، ان کا اندازہ کر لینے کے بعد فراقی کے اس ایک جملے سے « دعا و بددعا » کی حقیقت ابھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

فراقی کے طنزیہ فقروں اور جملوں میں لطافت و نزاکت کم ہونے کی اہم وجہ تو یہ ہے کہ وہ طبعاً « طناز » معام نہیں ہوتا۔ جو کچھ کہتا ہے، اس میں آورد یا « زور زبردستی » زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس پر مستزاد یہ ہے کہ فارسی اس کی مادری زبان نہیں ہے۔ محاوروں کی برجستگی اور الفاظ کی موزونیت سے جو تیزی و تندگی و برستگی طنزیہ فقروں اور جملوں میں پیدا ہوا کرتی ہے، وہ فراقی کے بس کی بات نہ تھی۔

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض جگہ لطافت کی کمی کو مطلب کی عربیانی سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر اس میں بھی کامیابی کا دامن ہاتھ نہ آسکا ہے۔ مثلاً بادشاہ کی عیش پرستی و بیگمات نوازی پر چوٹ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ — « بعد بمشکوی خسروی داخل شدہ، عضو مردہ را زندہ کردہ بحوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند »۔

اگر اس جملے کا لکھنے والا کوئی اہل زبان ظریف ہوتا، تو پڑھنے والے بے اختیار ہنس پڑتے، یا رو اٹھتے۔ مگر بحالت موجودہ ان کیفیات کی جگہ خود عبارت کی طرف سے نفرت اور متلی پیدا ہو کر رہ جاتی ہے۔

وقائع کے لفظی و معنوی اسقام | فراقی نے وقائع میں متعدد ایسے مرکبات استعمال کیے ہیں جو اصولاً درست نہیں، مثلاً حسب درخواست ۲، دارالراج ۲، مجموع الآواز ۳۔

ہو سکتا ہے کہ یہ فراقی کی ایجاد نہ ہوں، لیکن ہر حال ان سے احتراز کرنا چاہیے تھا۔

بعض عربی و فارسی الفاظ کو فراقی نے لفظی یا معنوی اعتبار سے غلط استعمال کیا ہے، مثلاً « امرا » بفتح میم کو بسکون میم باندھ دیا ہے۔ یا « ملاکہ »

بکسر لام کو بسکون لام نظم کیا ہے ۱۔ یا « قدوم » کو جو عربی زبان کا ایک مصدر اور اردو مصدر « آنا » کا مترادف ہے، « قدم » کی جمع قرار دیدیا ہے ۲، یا « ہند » کا ہم قافیہ « بلند » کو لکھ دیا ہے ۳، یا اس شعر میں

چنان شاہ خود غرض و خود مطلبی است

کہ در عصر ما سایۂ ایزدی است

« غرض » بفتح ثانی کو بسکون اور « خود مطلب » کی جگہ « خود مطلبی » تحریر کر دیا ہے ۴۔

مستحق یا حقدار کی جگہ « محق » اور « باغی کشتہ » کی جگہ « بغی کشتہ » بھی اس کے یہاں موجود ہے ۶۔ « صعبت و کعبت »، مقرب حذیر ۸ اور « خلوت عظیم » ۹ بھی ناپسندیدہ مرکبات ہیں ایک مقام پر « جزاک اللہ بر آن شاعر » فرما گئے ہیں ۱۰۔ یہ جدت بھی محل نظر ہے۔

ان لفظی عیوب کے ماسوا متعدد مقامات پر شاید ابوالفضل کے تتبع میں، بیجا معترضہ جملے لکھ کر کلام میں تعقید پیدا کر دی ہے۔ مثلاً — « بعد مختار شدن با اعتقاد الدولہ بہادر لطافت علی خان خواجہ سرا کہ با دو بلثن

(۱) وقائع : ۱۰ (۲) ایضاً : ۹ (۳) ایضاً : ۱۰۱ (۴) ایضاً : ۱۲۲

(۵) ایضاً : ۴۵ (۶) ایضاً : ۲۲ (۷) ایضاً : ۶ (۸) ایضاً : ۱۵ (۹) ایضاً :

۸۰ (۱۰) ایضاً : ۱۱۷۔

و چند ترك سوار از طرف وزير الممالك آصف الدوله مجد
یحیی خان بہادر ہڑبر حکم کہ بحضور می ماند، زیادہ از
امیرالامرای مرحوم اشرف الدوله عقد مودت مستحکم بستہ ۱۔

اس انداز تحریر کو ابوالفضل کے بھی محاسن میں
سمار نہیں کیا گیا ہے، چہ جائیکہ فراقی کو اس کی داد
دیجائے۔

ان عیوب سے قطع نظر کر لی جائے، تو یہ کہا
جاسکتا ہے کہ فراقی نے تمہیدی جملوں کے علاوہ ہر جگہ
صاف و سادہ زبان میں ادای مطلب کی کوشش کی ہے،
اور اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوا ہے۔

ماخذ دیباچہ و تشریحات | دیباچے اور تشریحات کی ترتیب
میں جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے، ان کے نام
ضروری کیفیت کے ساتھ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عربی

- ۱۔ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، للشیخ ابی علی
مجد بن علی بن مجد الشوکانی المتوفی سنہ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء)۔ مطبع
مجدی لاہور ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۶ء)۔

۲- فارسی

۱- آئینہ بخت، تصنیف محمد بختاور خان خواجہ سرا متوفی ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء)، مصنفہ سنہ ۱۰۷۸ھ (۱۶۶۷ء) مخطوطہ رامپور۔

۲- تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ، تصنیف قاسم علی بن مرزا محمد ہمدانی، مصنفہ ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) مخطوطہ رامپور۔

۳- تاریخ فرخ آباد، تصنیف سید محمد ولی اللہ بن سید احمد علی فرخ آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) مخطوطہ رامپور۔

۴- تاریخ محمدی، تصنیف میرزا محمد حارثی بدخشی دہلوی مخطوطہ رامپور بخط مولف۔

۵- تاریخ مظفری، تصنیف محمد علی خان انصاری مصنفہ سنہ ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷ء) تقریباً مخطوطہ رامپور۔

۶- تاریخ ہنری، تصنیف سید باقر علی خان بن شاہ کلیم اللہ بخاری دہلوی مخطوطہ رامپور۔

۷- تحفۃ العالم، تصنیف میر عبداللطیف شوستری متوفی سنہ ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء)، مصنفہ ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) طبع حیدرآباد ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۸- تذکرہ خوشنویسان، تصنیف غلام محمد حققت نامی دہلوی راقم تخلص متوفی سنہ ۱۲۳۹ھ (۱۸۲۳ء) مطبوعہ کلکتہ ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء)

۹۔ تذکرۃ الکاتبین، تصنیف غلام محمد مذکور۔ مخطوطہ رامپور۔ یہ تذکرہ خوشنویسان کا مسودہ ہے، اور چونکہ مطبوعہ نسخے سے کافی مختلف ہے اس لیے میں نے اسے بھی پیش نظر رکھا ہے۔

۱۰۔ ترک جہانگیری، تصنیف شہنشاہ جہانگیر متوفی سنہ ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) مطبع سید احمد خان، علی گڑھ سنہ ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۳ء)۔

۱۱۔ تکلمۃ الشعراء، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری متوفی سنہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) مصنفہ ۱۱۹۲ھ و مکتوبہ ۱۲۱۸ھ بخط حافظ غلام محمد رامپوری۔ مخطوطہ رامپور۔

۱۲۔ تنقیح الاخبار، تصنیف رای منوال فلسفی بریلوی متوفی سنہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) نسخہ مولف۔ مخطوطہ رامپور۔

۱۳۔ جام جہان نما، تصنیف قدرت اللہ شوق رامپوری صاحب تکلمۃ الشعراء۔ مصنفہ ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) مکتوبہ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۳ء) بخط عبدالرحمن رامپوری۔ مخطوطہ رامپور

۱۴۔ جنات الفردوس، تصنیف میرزا محمد در سنہ ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۳ء)، مع تتمہ از تجمل حسین مولفہ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) مخطوطہ رامپور۔

۱۵۔ حدیقة الاقالیم، تصنیف اللہ یار عثمانی بلگرامی در سنہ ۱۱۹۵ھ، مطبع نولکشور ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء)۔

۱۶- حقیقة العالم، تصنیف میر ابوالقاسم الموسوی
مخاطب به میر عالم متوفی سنه ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) مطبع ستنکی
- راج الملك بهادر حیدرآباد (دکن) سنه ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء) -

۱۷- خزانه عامره، تصنیف میر غلام علی آزاد بلگرامی
متوفی سنه ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۶ء) مصنفه ۱۱۷۶ھ (۱۷۶۲ء) مطبع
نولکشور کانپور ۱۸۷۱ء

۱۸- خلاصه التواریخ، تصنیف سبحان رای بهنداری بٹالوی
در سنه ۱۱۰۷ھ (۱۶۹۵ء) مطبع جی اینڈ سنس، دهلی
سنه ۱۳۳۶ھ -

۱۹- دیوان ہتین، تصنیف ملا عبدالرضا متین اصفہانی
مخطوطه رامپور -

۲۰- ذکر میر، تصنیف میر محمد نقی میر اکبرآبادی متوفی
سنه ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ء) مطبع انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد
سنه ۱۹۲۸ء -

۲۱- روز روشن (تذکرہ) تصنیف مظفر حسین صبا
گوہاموی در سنه ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۹ء) مطبع شاہ جہانی
بہوپال سنه ۱۲۹۷ء -

۲۲- سرگزشت نواب نجیب الدولہ، تصنیف سید نورالدین
حسین خان بہادر نغری، مطبوعه علی گڑھ -

- ۴۳- سفرنامهٔ مختص، تصنیف رای انندرام مختص متوفی
سنه ۱۱۶۴ هـ (۱۷۵۱) مصنفه ۱۱۵۸ هـ (۱۷۴۵) تقریباً -
مطبوعهٔ هندوستان پریس، رامپور ۱۹۴۶ هـ -
- ۴۴- سلالهٔ الیر، تصنیف ابو القاسم بن محمد علی سمنانی -
مکتوبه سنه ۱۲۷۴ هـ (۱۸۵۷) مخطوطهٔ رامپور -
- ۴۵- سیر المتاخرین، تصنیف نواب غلام حسین خان
طباطبائی - مطبوعهٔ میڈیکل پریس کلکته سنه ۱۲۴۸ هـ
(۱۸۳۳) -
- ۴۶- شاه عالم نامه، تصنیف غلام علی خان خواص شاه
عالم ثانی - پبلیشٹیشن پریس کلکته ۱۹۱۴ هـ -
- ۴۷- عالمگیر نامه، تصنیف منشی محمد کاظم تروینی متوفی
سنه ۱۰۹۶ هـ (۱۶۸۱) - مطبوعهٔ کالج پریس کلکته سنه ۱۸۶۸ هـ
- ۴۸- عالمگیر نامه، تصنیف میرزا محمد ساقی مخاطب به
مستعد خان متوفی سنه ۱۱۳۶ هـ (۱۷۲۳) مصنفه ۱۱۲۰ هـ
(۱۷۰۸) مطبع الہی آکرہ سنه ۱۸۷۳ هـ
- ۴۹- عبرت نامه، تصنیف خیر الدین محمد الہ آبادی در
سنه ۱۲۰۶ هـ (۱۷۹۱) تقریباً - مخطوطهٔ رامپور -
- ۵۰- عماد السعاده، تصنیف سید غلام علی خان نقوی در
سنه ۱۲۲۳ هـ (۱۸۰۸) مطبع نولکشور سنه ۱۲۹۷ هـ -

۳۱- عمل صالح . تصنیف محمد صالح کنیو لاهوری . مطبعه
پبلسٹ مشن پریس کلکتہ - سنہ ۱۹۲۳ء -

۳۲- فرح بخش ، تصنیف شیو پرشاد ، مکتوبہ ۱۲۳۵ھ
(۱۸۱۹ء) بخط شب لال ، مخطوطہ رامپور -

۳۳- فردوس اللغات ، تصنیف عطاء اللہ عطائی بن
میرزا محمد بن نادر نقشبندی بخاری ، مخطوطہ رامپور -

۳۴- گل رحمت ، تصنیف سعادت یار خان بن
حافظ محمد یار خان بن حافظ رحمت خان بریلوی ،
مخطوطہ رامپور -

۳۵- گلزار ابراہیم (تذکرہ) تصنیف نواب امین الدولہ
عزیز الملک علی ابراہیم خان بہادر نصیر جنگ متخلص بہ خلیل
متوفی سنہ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) ، مصنفہ ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۴ء) ،
مخطوطہ رامپور -

۳۶- گلستان رحمت ، تصنیف محمد مستجاب خان بن
حافظ رحمت خان بریلوی مخطوطہ رامپور -

۳۷- گلشن بیخار (تذکرہ) تصنیف نواب مصطفی
خان شیفہ متوفی سنہ ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء) ، مطبع دہلی اخبار
دہلی سنہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) -

۳۸- گلشن سخن ، تصنیف میرزا کاظم مخاطب بہ مردان
علی خان مبتلا تخلص غازی پوری ، مصنفہ ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) ،
مخطوطہ رامپور -

۳۹- لب السیر، تصنیف ابوطالب بن محمد التبریزی متوفی
 ۵۱۲۲. (۵۱۸۰۵) مصنفه ۵۱۲۰۸ (۵۱۷۹۳) و مکتوبه سنه
 ۵۱۲۱. (۵۱۷۹۵) بخط دیوان شیام آنند و دیوان سدا نند -
 مخطوطه رامپور.

۴۰- مجمع الملوك، تصنیف محمد رضا بن ابوالقاسم در
 سنه ۵۱۲۵. (۵۱۸۳۴) مجلد سوم، نسخه مؤلف، مخطوطه
 رامپور.

۴۱- مجموعه نغز، تذکره تصنیف حکیم سید ابوالقاسم عرف
 میر قدرت الله قادری دهلوی متوفی سنه ۵۱۲۴۶ (۵۱۸۳۰)
 مصنفه سنه ۵۱۲۲۱ (۵۱۸۰۶) کربمی پریس لاهور سنه ۱۹۳۳ -

۴۲- مرآت آفتاب نما، تصنیف عبدالرحمن هاشمی
 مخاطب به شاهنواز خان متوفی سنه ۵۱۲۲۲ (۵۱۸۰۷)
 مصنفه سنه ۵۱۲۱۸ (۵۱۸۰۳) و مکتوبه سنه ۵۱۲۲۴ (۵۱۸۰۹)
 بخط موهن لال کاتبه مخطوطه رامپور.

۴۳- مرآة الاحوال جهان نما، تصنیف شیخ احمد بن
 محمد علی بن محمد بدق را صفهانی، بخط - وازش علی الحسینی -
 مخطوطه رامپور.

۴۴- مرآت جهان نما، تصنیف شیخ محمد بقا - مهارنپوری
 متوفی سنه ۱۰۹۴ (۵۱۶۸۳) مخطوطه رامپور.

۴۵- مفتاح التواریخ، تصنیف تھامس ولیم بیل، مطبع
 نواکشور کانپور سنه ۱۲۸۴ -

۴۶۔ مقالات الشعرا (تذکرہ) تصنیف قسام الدین
حیرت اکبر آبادی، مصنفہ سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) و مکتوبہ
سنہ ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) بخط امام الدین، مخطوطہ رامپور۔

۴۷۔ ملخص التواریخ، تصنیف فرزند علی الحسینی مونگیری۔
مطبع کبئی دہارس کلکتہ سنہ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء)۔

۴۸۔ منتخب اللباب، تصنیف خانی خان نظام الملکی،
کالج پریس کلکتہ، سنہ ۱۸۶۹ء۔

۴۹۔ نثر عشق (تذکرہ) تصنیف حسین قلی خان ناشقی
عظیم آبادی متوفی سنہ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) مصنفہ ۱۲۳۳ھ
(۱۸۱۸ء) نسخہ مواف، مکتوبہ ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۱ء) بخط
مخدوم بخش مروت بلند شہری۔ مخطوطہ رامپور۔

۵۰۔ واقعات اظفری، تصنیف محمد ظہیر الدین میرزا
عالی بخت اظفری مصنفہ سنہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) و مکتوبہ ۱۳۳۶ھ
(۱۹۱۸ء) بخط محمد یحییٰ مخطوطہ رامپور

۳۔ اردو

۱۔ آثار الصنادید، تصنیف سرسید احمد خان دہاوی
متوفی سنہ ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۸ء) مصنفہ سنہ ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۵ء)
مطبع سید الاخبار دہلی سنہ ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء)۔

۲- اخبار الصنادید، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری
متوفی سنہ ۱۹۳۲ء، مطبع نولکھنور لکھنؤ سنہ ۱۹۱۸ء۔

۳- انتخاب یادگار (تذکرہ) تصنیف منشی امیر احمد
امیر مینائی متوفی سنہ ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) مصنفہ سنہ ۱۲۹۰ھ
(۱۸۷۳ء) تاج المطابع رامپور سنہ ۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰ء)۔

۴- تاریخ اودہ، تصنیف نجم الغنی خان رامپوری، مطبع
نولکھنور لکھنؤ سنہ ۱۹۱۹ء۔

۵- تاریخ پٹیالہ، تصنیف خلیفہ سید محمد حسن وزیراعظم
پٹیالہ، مصنفہ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) مطبوعہ سفیر ہند پریس
امر تسر سنہ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء)۔

۶- تاریخ جہجر، تصنیف منشی غلام نبی میرٹھی،
مصنفہ ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵ء) مطبع فیض احمدی سنہ ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء)۔

۷- تاریخ فرخ آباد (ترجمہ) تصنیف ولیم آرون
کلاکٹر و مجسٹریٹ فرخ آباد۔ مطبع حسنی فتح گڑھ سنہ ۱۳۰۴ھ
(۱۸۸۷ء)۔

۸- تاریخ ہندوستان، تصنیف مولوی ذکاء اللہ دہلوی،
مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۸۷۸-۸۰ء۔

۹- تسواریخ اودہ، تصنیف سید کمال الدین حیدر
مشہدی معروف بہ سید محمد میرزاثر، مصنفہ ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۸ء)
مطبع نولکھنور لکھنؤ سنہ ۱۸۷۹ء۔

۱۰- تواریخ عجیبہ (تذکرہ صوفیا) تصنیف سید نثار علی

بن قاری سید منیر علی قادری رامپوری متوفی سنہ ۱۳۲۰ھ

(۱۹۰۲ء) مصنفہ سنہ ۱۳۰۷ھ (۱۸۹۰ء) و مکتوبہ ۱۳۳۳ھ

(۱۹۱۵ء) مخطوطہ رامپور ۔

۱۱- جنگ نامہ دوجوڑا، تصنیف خلیفہ محمد معظم عباسی

رامپوری، مصنفہ بعد سنہ ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۳ء) و مکتوبہ سنہ ۱۹۰۳ھ

بخط عبدالحکیم خان رامپوری ۔ مخطوطہ رامپور ۔

۱۲- خم خانہ جاوید، تصنیف لالہ سریرام دہلوی متوفی

سنہ ۱۹۳۰ء ۔

۱۳- طبقات شعرا ہند، تصنیف مولوی کریم الدین

بانی پتی، مصنفہ سنہ ۱۸۳۷ء۔ منقولہ از نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء

بخط ولایت حسین خان اترا رامپوری بفرمایش حقیر عرشی ۔

مخطوطہ رامپور ۔

۱۴- فتوحات ہند، تصنیف عنایت حسین باکراہی در

سنہ ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) ۔

۱۵- فرہنگ آصفیہ (جلد چہارم) تصنیف مولوی سید احمد

دہلوی متوفی سنہ ۱۹۱۸ء مطبوعہ رفاه عام اسٹیم پریس لاہور

۱۳۱۸ھ (۱۹۰۱ء) ۔

۱۶- کارنامہ راجپوتان، تصنیف نجم الثنی خان رامپوری

بنجلپی گزٹ پریس دہلی سنہ ۱۹۲۳ء ۔

۱۷۔ گل رعنا (تذکرہ) تصنیف حکیم سید عبدالحی متوفی
سنہ ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء)، مطبع معارف اعظم کڑہ سنہ ۱۳۵۳ھ

۱۸۔ مادھو جی سیندھیا، تصنیف ایچ۔ جی۔ کین، سی آئی
ای، ایم اے، و ترجمہ حکیم سید عبدالسلام، ایم اے، مطبع
جامعہ عثمانیہ حیدرآباد سنہ ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء)

۱۹۔ منتخب التواریخ، تصنیف حکیم جواہر لال اکبر آبادی
مطبع نولکھشور لکھنؤ سنہ ۱۸۶۰ء

۲۰۔ نادرات شاہی (دیباچہ)، مرتبہ مرثیہ ہرشی بسلسلہ
مطبوعات کتاب خانہ ریاست رامپور، نمبر ۵، مطبوعہ
ہندوستان پریس رامپور ۱۹۲۳ء۔

۲۱۔ نور اللغات (جلد چہارم) تصنیف نورالحسن کا کوردوی
بی اے، اشاعت العلوم پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۳۱ء۔

۲۲۔ واقعات دارالحکومتہ دہلی، تصنیف بشیر الدین احمد
دہلوی در سنہ ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) طبع دہلی سنہ ۱۳۹۳ھ (۱۹۷۴ء)۔

۴۔ انگریزی

(1) Beal's Oriental Biographical Dictionary.
London. 1894.

(2) Buckland's Dictionary of Indian Biographies.
London. 1906.

(3) Codrington's Manual of Musalman Numismatics. London 1904.

(4) Duff's History of Marhattas. Bombay 1878.

(5) Elliot's History of India. London 1867.

(6) Francklin's History of the Reign of Shah Alam London 1798.

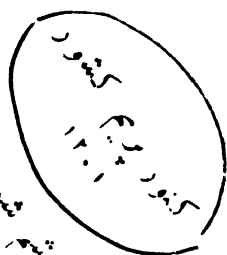
(7) Marhatta Empire (Notes related to Transactions in the) London. 1804

(8) Polier's Shah Alam, 11, & His Court. Calcutta. 1947.

(9) Srivastava's Shuja-ud-Daula. Calcutta. 1939.

(10) Thorn's Memoirs of the War in India. London 1818.

وقائع عالمشاهی یکشنبہ ششم شہر جمادی الاول سنہ ۱۲۰۶
 یکمزار و دو صد و شش ہجری ہنگام دو بابی روز برآمدہ بپسواریء کشتی
 بروی کنگا بفرستد آباد بنگالا از مسودہ باہر چند کشور طال عمرہ و قدرہ کہ
 درین مشقت سفر کمر رفاقت من بستہ و فرزند مہتر من ست و
 تا یوم سیوم این مہ بپنجشنبہ از بلدہ



عظیم آباد بٹنہ مفارقت برادران و والدہ و زنش، حفظہم اللہ تعالیٰ،
 اختیار کردہ، مقابل شد و از غلطی برآمد۔ کتبہ پریم کشور فراق۔ فقط

رب یسر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وتم بالخیر

یافتن

حمد و ثنا پادشاهی را ... را که سلطنت او این بوجود اوست
و شاهان روی زمین و خداوندان جبر و نگیں را افتخار به فضل
او خداوندی که با وجود انقلاب زور گار که در هر ساعتی شعبده
تازه می انگیزد، برگزیده های خود را محافظت می نماید، و رحیمی
که در مصائب^۱ انواع انواع که از گردش زمانه ناهنجار هویدا
می شود، عزیزکردهای خود را نگاه می دارد، بحسب نیست
که جمعیت ظاهر و باطن این هرزه درای را عطا فرماید، تا
از قیل و قال بیهوده بار مانده به منتهیات^۲ نگراید.

و درود و تحیات^۳ و سلام زاکیات بران سرور که در
شان او «اولا ک لما خلقت الافلاک» نازل شده، و صلوات
بیغایات و نیاز بی نهایت بر ابن عم و وصی اعظم او که
مظهر العجائب و اسد الله الغالب و صاحب ذو الفقار و تقسیم
الجنة و النار است - صلوات^۴ الله علیها و علی آله اجمعین !

۱ - اصل : مصاعب

۲ - اصل بنشدید بای تحناتی و ضم میم یا های هوز

۳ - اصل : تهیات -

۴ - اصل : صلواة

فقر فراق واضح میگردد، از اتفاقات در حینی که
 بادشاه زمان بدرخواست افراسیاب خان سپه سالار
 هندوستان از دار الخلافه شاهجهان آباد دهلی بمستقر الخلافه
 اکبرآباد نهضت رایات عالیات نمود، و غیم سرادق اجلال
 تلپت، که از تعلقه حصار دار الخلافه است، بود، از اتفاقات
 بنده بعسکر اقبال وارد شد. می خواست که انمودجی از کیفیت
 این سفر برطر ازد چون محرك این سلسله کسی نبود، لهذا
 در تعویق میداشت و دیده و دانسته نمایی نگاشت. بعد
 انقضای مادی چند تحریر روز نامه شاهی واجب افتاد، ظاهر
 است که کتاب را آغازی می باشد، و تسطیر این وقائع از
 دوازدهم محرم الحرام سنه یکهزار و یک صد و نودونه
 صورت گرفت، لازم گردید که بسبیل اجمال یا بطریق تفصیل
 احوال تحت نشینیء خلیفه روزگار مثبت شود، بنابر برسم
 ایما و اشاره بنوشتن آن کمر بست. صیت فرهمایون و شکوه
 سایه بیچون بر جمع خاص و عام اظهر است و احتیاج مزیدی
 نه؛ لهذا موافق طبائع مردم روزگار که بطیبت (؟) مرغوب
 است. در خور وقت راست بر است صورت تسطیر پذیرفته،
 به وقائع عالم شاهی موسوم گشت. مشتمل بر دو دفتر:
 دفتر اول از ابتدای میل پنجم کشیدن احمد شاه بادشاه
 تا یازدهم محرم الحرام سال هزار و صد و نودونه هجری.
 دفتر دوم از اثناعشر ماه مذکور بر سبیل تفصیل
 وقائع عالمشاهی تا یازدهم ربیع الاول سال مسطور

دفتر اول

ابتدای احوال فرخنده اشتمال ولادت با سعادت و ایام
شاهزادگی خلیفه روزگار سایه کردگار، بادشاه بن بادشاه،
شاه عالم بهادر بادشاه غازی، خلد الله ملکه و سلطنته، بن
عزیزالدین عالمگیر ثانی عرش منزل، بن ابو الفتح محمد معزالدین
جهاندار شاه، بن ابو النصر قطب الدین محمد شاه عالم بهادر
بادشاه غازی خلد منزل، بن ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ
زیب عالمگیر بادشاه غازی خلد مکان، تا ایام تشریف فرمائی
دارالخلافه شاهجهان آباد از ممالك شرقی بدرخواست سرداران
جنوب، که دران اوقات بر مملکت هند دست تصرف داشتند،
مفصل و بجزل حواله شاه نامه نویس، که صرف عمر در تحریر
آن نموده، می کند، و آنچه ضروری دانست، می نویسد
که چون عمادالملک فیروز جنگ غازی الدین خان، نبیره
آصف جاه که احمد شاه پسر فردوس آرامگاه محمد شاه
را دستگیر کرده میل بچشم کشید، و والد حضرت بادشاه
زمانه را بیستم شعبان سنه ۱۱۶۷ هزار و یکصد و شصت
و هفت بر تخت نشانده کوس وزیراعظمی می نواخت، و
از بندگان حضرت، که کوکب اقبال در تا بندگی می نمود،

محتوز می بود و میخواست که اسیر کنند، و لیکن اتفاق نمی یافت، آخرش بحوبلیء علی مردان خان که بربل جون واقع و در آن اوقات نزول حضرت دران جا بود، سپاه خود را فرستاده محاصره آن کرد و بنای جنگ توپ و تفنگ نهاد. چنانچه حضرت که دران زمانه به عالی کهر ملقب بودند، با استقلال تمام تا سه چهار روز جنگیدند. آخرش با ایتهل داو مرهته سازی کرده و تمشیر زنی نموده، از طرف مورچه او برآمده و از متصل ثیاب مجنون سر بصر را زدند. بعد آوارگی بسیار و دشت پیمائی بدیار مشرق پیوستند. و عمادالملک بعد آواره کردن حضرت در کوئله فیروز شاه هشتم ربیع الثانی سنه ۱۱۷۱ الف و مائة و سبعین واحد عالمگیر پادشاه راشهید کرده، همان روز شاه جهان ثانی را بر اورنگ خلافت نشانید. چنانچه او یازده ماه کامرانی کرد و بیست و نهم شهر صفر سال هزار و یک صد و هفتاد و دو مقید شد.

آمدن بر سر تحریر وقائع مبارک. چون ماجرای شهادت عالمگیر پادشاه بمسامع اجلال رسید، در دیار مشرق بر سریر عرش نظیر نشستند، و سکه و خطبه بنام خود کرده ارشاد کردند که بندگان حضرت را از امروز «ابوالنصر حامی الدین محمد شاه عالم» گفته باشند، و والد بزرگ را در نگارش و تکلم حضرت عرش منزل آرند، و سال احد جلوس مبارک از غره ربیع الثانی سنه الف و مائة و سبعین و ثلث

بشمارند، و ایام سلطنت شاهجهان را که ایام جمالت بوده،
محسوب در سنه احد مبارک نمایند - چنانچه بعمل آمد،
و بر اشراف و اروپیه و مرادی این بیت مسکوک شد - بیت
سکه زد بر هفت کشور سایه فضل آله

حامی دین محمد شاه عالم بادشاه

آنچه کار نامه ها و صعوبت و کعبوت اسفار در ایام شاهزادگی
و خلافت در دیار شرقی و غیره کردند و برداشتند، تکلف
بر طرف که هیچ یکی سلاطین را نصیب نه شد - بیان آن را
دفعی باید - لهذا ازان وادی اشهب خامه را باز داشته،
بنوید تشریف فرمائی در دار الخلافة شاهجهان آباد کل
افشانی می کنند که در سنه هزار و یک صد و هشتاد و چهار
بحری راجندر گنیش و بیساجی و تکوچی هاگر و مادهو را و
سیندهیه، سرداران جنوب با فوج سنگین از دکن آمده
و جنگ نول سنگهه جاٹ زده بدار الخلافة رسیده، شرف
آستان بوس مرشدزاده ولی عهد، صاحب عالم میرزا جوان
بخت جهاندار شاه بهادر حاصل کردند ۱ - چون دران ایام امیرالامرا
نجیب الدوله وفات یافته بود، و در تمامی هندوستان کسی
سد آنها نمی توانست شد، عبور دریای گنگ کرده قریب
به فرخ آباد رسیدند و بادشاه را طلبیدند - حضرت بدولت،
باوجودیکه وزیر الممالک شجاع الدوله و سرداران فرنگ راضی
نبودند، از آله آباد کوچ فرموده گرم و کیرا خود را به فرخ آباد

رساندند. و با سران دکن ملحق گشتند. اقبال سلطانی کار کرد که همدران ایام احمدخان بنگش ازین جهان فانی بگذشت. از پسرش که مخاطب به مظفر جنگ است، چیزی بطریق ضبطی گرفته، از فرخ آباد بعد تاخت و تاراج سکر تال و پتھر گدھ که مقر و سامن ضابطه خان پسر نجیب الدوله بود. معه سرداران جنوبی کوچا کوچ بنواح دار الخلافه رسیدند، بیست و نهم رمضان المبارک سنه الف و مائه و ثمانین و خمس سایه بلند بسایه برسکان دار الخلافه افکندند. و بشاهزاده ایعمد و دیگر شاهزاده ها و سائر بیگمات که به تعب بھران شهنشاه زمان گرفتار بودند، جمال جهان آرا نموده اذت حیات بخشیدند. و بدار الخلافه و جمیع مردم از سرنو به برکت تشریف شریف شرف حاصل شد. چنانچه نرسنگداس خوشدل گفته :

بر سر اهل شاه جهان آباد ظل گسترد ظل سبحانی
روز تشریف بست و نه رمضان سال تاریخ «عید رمضانی»
۱۱۸۵

همدران ایام سیف الدین محمد خان و حسام الدوله بحضور اقتدار کمال داشتند. از گردش روزگار قرعہ مراد حسام الدوله راست افتاد و کارش از همه بالا گرفت، بحدیکه بر منزلتش همکنان رشک می بردند و او مقرب پادشاه بود. میرزا

۱- اصل میں اسی طرح ہے، لیکن میرے نزدیک یوں ہونا چاہیے:
بر سر اهل شہ جهان آباد سایہ گسترد ظل سبحانی

نجف خان بهادر بخشی الملك را از اتفاقات به حسام الدوله
 مقیضی پیدا شد. از انجا که بنا بر کمال تهوری و دلاوری
 میرزای معزی^۱ به حسام الدوله مقابله نمی توانست کرد،
 با سرداران مرهه درستیها ساخته و ورغلانده کار بجای
 رساند که با میرزای مذکور و آنها کار بجدال کشید. چنانچه
 در میدان قلعه کهنه، با آنکه جنوبیان مور و ملخ بودند و
 میرزا مردم قلیل داشت، جنگ صف کرد و بجان کوشید
 و شمشیرهای نمایان زده داد دلاوری داد. چون بخت
 مساعدت نکرد، هزیمت خورده در حویلی اسمیل بیگ چپاه
 صفدر جنگ مرحوم خود را رسانده مورچال قائم کرد.
 سرداران مرهه که جرات و شجاعت میرزا را دیده انگشت
 تحیر می گزیدند، نتوانستند که بر حویلی مذکور بریزند.
 آخر کار بصلح کشید، و با هم ملاقاتها کرده، میرزا را نوکر
 خود داشته و از بادشاه جدا کرده، بملك تصرف
 نجیب الدوله مغفور از دار الخلافه با خود بردند، و کار به
 ضابطه خان پسر نجیب الدوله تنگ کردند. چون دران جنگ
 از میرزا دلاوریها دیدند، بسیار پسندیدند، و وقتی که
 بجنوب رفتند، از جانب خود بحضور بادشاه عالم گزاشته
 که کامران باشد.

بعد رفتن مرههها حسام الدوله را میرزا باستصواب
 جهان پناه اسیر ساخت، و روز بروز کوکب اقبال میرز

درخشان میشد. چنانچه با قبال قباله عالم و تهمتنی، خود فتوحات نمایان کرده، قلعه اکبرآباد را از تصرف کفار نکبت شعار، یعنی جائان شقاوت آزار گرفت و بقله دهولپور که برب چنبل واقع است. نیز عمل و دخل خود نموده، همگی ممالك که در حیطه تصرف جائان بود، بقبضه خود آورد و حصار مهندربور ڈیگه هم در سال هزار و صد و نود مطابق سنه هفدهم جلوس مبارک که دارالراج جائان بود، فتح کرد، و قلعه کبیر را نیز از آنها گرفته، بعد گرفتن توپخانه آنها بخشید. و سپاه بیکران فراهم آورده و بحضور حاضر شده، همراه قباله عالم لیماق بر ضابطه خان نمود، و غوث کڈه را فتح ساخت و خطاب امیرالامرائی یافت. تاریخ فتح و جنگ که در قصیده رای پریم ناتھ آرام گفته، در اینجا نوشتن مناسب دانست ابیات:

غوث کڈه بی جنگ در یکدم چنان مفتوح شد
 کز دهان جمله محصوران صدائی برخاست
 از پی تاریخ سال فتح، هاتف زد رقم
 «ماه شعبان فتح گردید» و سر دشمن بکاست

(۱۱۹۵ — ۲ = ۱۱۹۱)

القصه چون پیمانۀ عمرش ابریز شد، چند ماه صاحب فراش بوده در زیر قدم مبارک باجل طبعی در سنه هزار

و صد و نود و شش از جهان گذشت و جان شیرین با فریدگار
سپرد. و تاریخش کاتب الحروف چنان یافته. قطعه :

از جود و لطف، عالم پرورده میرا
زین خاکدان فانی در روضه شرف رفت
آن ذوالفقار دوله و انب رستم زمانه
هنگام صبح شنبه زین سوبان طرف رفت
درمه ربیع آخر اثنای عشره ثالث
تیر دعای اعدا ناگاه بر هدف رفت
از جسم باک و وحش چون رفت، فکر کردم
سالش بگفت هاتف: «میرنجف نجف رفت»

۱۱۹۶

و تتمه کوائف کوچ معلی که بصوابدید مجدالدوله که
بدیوانی خالصه و خلعت مختار السلطنتی دران وقت مخلع بود،
بملك راجه جے پور شد. و بعد تشریف فرمائی حضرت،
مجدالدوله با امیرالامرا راه نفاق پیش گرفته، درانچه کار
سلطنت ضعیف شود، (سعی) میگرد، و قریب شصت هزار سوار
و پیاده بهم رسانده، و میرزا فرخنده بخت را که بحجیب
الطرفین و خلف الرشید قبله عالم بود، همراه خود گرفته،
بملك سکهان شقاوت بنیان رفته، و قریب به بئاله رسیده

از افواج سکھان، بی ظہور جنگ، شکست فاحش خوردہ در حضور معلی آمد۔ و از اکبرآباد امیرالامرا ہم رسیدہ آستان بوس شد۔ چون از دست مومی الیہ سینہ کباب بود، باجارت بادشاہ ویرا دستگیر ساخت کہ ازین ایسات معلوم می شود۔ لمولفہ :

ششم ماہ ذیقعدہ در روز ماہ
بہادر الخلافہ میان سپاہ
بتاریخ الف و نمود سہ و صد ا
بشد بند با قطب، عبدالاحد

و خیرہ سربہا او از شاہ نامہ ہمایون معلوم خواہد شد فقیرنوشتن مناسب ندانستہ، از انچہ ناگزیر است می نگارد کہ چون امیرالامرا از جہان گذشت، روزگار حیلہ ہا نمود۔ تشریحش آن کہ او را پسری نبود، و چند کس کہ ہریکی صاحب فوج و حشم بودند، بیاد گارش رساندند۔ اولاً اشرف الدولہ افراسیاب خان بہادر ثابت جنگ چیلہ او کہ ویرا فرزند میگفتی و علی کڈھ و ملک آنروئے دریای جمن باو دادہ بود، و دم آخر بقعدہ عالم بسپرد و زمان و دیعت حیاتش بر بالین او بود۔ دویم بخشی الملك سیف الدولہ نحف قلی خان چیلہ برادرش کہ ملک راجپوتیہ باو تفویض بود، و دران زمان باسپاہ خود بقلعہ کانوند بود،

و بعد گذشتن امیرالامرا خود را پادشاه قلی نام کرد -
 سیوم میرزا محمد شفیع خان بهادر که با وجود نسبت
 همشیره زادگی امیرالامرا، دختر امیرالامرا باو منسوب
 بود و مملکت بانی پت و غیره باو تعلق داشت - چهارم افتخار
 الدوله محمد بیگ خان همدانی که دهولپور با تمامی مملکت تعلقه
 آن تا نواح مستقرالخلافه بوی داده بود، و در ایام سابقه
 بخدمت داروغگی دیوانخانه امیرالامرا افتخار داشتی و زمان
 انتقال امیرالامرا در ضلع اکبرآباد بود و باد فتنه ها که بعد
 رحلت امیرالامرا برخاست، باب شمشیر فر و نشاند -

حاصل کلام بعد فوت ذوالفقار الدوله امیرالامرا در
 حال قبائله عالم جهت استماله و رشای آن مغفور شاهزاده
 ولیعهد را فرستادند و مرشدزاده بتسلی خاطر آنها پر داخته
 تا مسجد جهان نما آمده و نماز جنازه خوانده بحضور رسید،
 و افراسیاب خان و غیره میت را به شاه مردان رسانیدند -
 من بعد بموجب وصیت و درخواست همشیره ذوالفقار الدوله
 ظل سبحانی افراسیاب خان را نایب مناب او کردند، و
 فامتش بخلعت امیرالامرائی برافراختند، و از روی تفضلات
 خاقانی ضبطی خانه امیرالامرا هم نکردند - ظاهر آنست که در
 ضبط کردن فسادها میشد - رای جهان آرای درین حکمت نمود
 و طمع به سنگ باره و حیوانی چند که مراد از جواهر
 واسپ و فیل باشد، نمودند -

بعد مختار شدن با اعتقاد الدوله بهادر لطافت علی خان
 خواجه سرا که با دو پلتن و چند ترك سوار از طرف وزیر
 المالك آصف الدوله مجد یحیی خان بهادر هژبر جنگ که بحضور
 می ماند، زیاده از امیرالامرای مرحوم اشرف الدوله عقد
 مودت مستحکم بسته، سیف الدوله را از کانوند بحضور
 معلى طلبیده، (به) ۱ خلعت و شمشیر سرفرازی دهانید.

در خلال این احوال حکم اقدس شد که ولیعهد خلافت
 بنهجی که مظنه در دل مجد شفیع خان نباشد، ویرا عاجلاً
 بحضور از جائداد او طلب نماید. افراسیاب خان بدریافت این
 مابرا با عبدالمجید خان که گرگ باران دیده بود، بدرستی
 پیش آمده، عهد اتفاق طرفین باهم مستحکم بست. چون
 آمد آمد مجد شفیع خان دید و خود را در پله میزان مقابله
 نتوانست منجید، مجدالدوله را از قید بر آورده بملازمت
 بادشاه رسانید، و خلعت مختاریش دهانیده بخویلیش بگذاشت
 که ازین ابیات مفهوم می شود. المصنفه :

چون بتائید خدا شد مختار

مجد الدوله بهادر بجهان

یوم اثنین باوقات سعید

شاد شد خلق ز فیض سبحان

هاتف غیب چنان داد ندا

سال و تاریخ «دویم مه رمضان»

(۵۱۱۹۶)

و خود به علی گڑھ رفت - و محمد شفیع خان به شهر آمده
تو پخانه ذوالفقار الدوله را که تا آنوقت در تصرف افراسیاب خان
نیامده بود، اول متصرف شد، و بعد آن بخدمت همشیره
ذوالفقار الدوله که مادرش بود، حاضر شده رسم عزاپرسی
و قدمبوس بجا آورد - هر چند خواست که بادشاه تفضلات
نمایند، میسر نشد - چون دید که بی چشم نمائی شاهد مدعا
بکنار نمی آید، سحرگاه یکشنبه ششم شوال ظفر تمثال سنه
هزار و صد و نود و شش هجری از حویلی قرالدین خان
سوار شده به نجف قلی خان که بحویلی محمد الدوله با
محمد الدوله بود، جنگ کرده آنها را با شیورامداس و نراینداس
دیوان امیرالامرای مرجوم دستگیر ساخت و همان روز
بلکه همان زمان حضرت قدر قدرت خطاب «امیرالامرا
بخشی الممالک ناصرالدوله رستم دوران میرزا محمد شفیع خان
بهادر ذوالفقار جنگ» خلعت هفت پارچه و مالای مروارید
و جیغه و سرپیچ مرصع و کلگی و رحابه و نوبت و اسب
و فیل و سپرو شمشیر باو عنایت کردند - لمولفه :

چون مقابل شد بفوج تیغ زن فوج عدو

بود مانند تریا، شد بنات النعش آن

قصه کوتاه، شد بدست غازیان قید و اسیر

چار سالار عظیم الشان فوج دشمنان

نام شان ظاهر مبادا، زین همی گویم نهفت
 واحد العین و غلام سرکش و دو کافران
 شد معین یزدان و چون شد یاور او پنجتن
 پادشاه نامور گردید از دل مهربان
 میر امرآ کرد و بخشش نخستین هم نمود
 خلعت و شمشیر خاصش داد و عقد گوه‌ران
 جیفه با کلکی و سرپیچ مرصع، فیل و اسب
 لطف کرد و اختیارش داد بر هندوستان
 نیز این مطلع که از نظم فراقی روشن است
 پادشاه هند را بگذشت بالای زبان
 آن که همتایش نباشد، هیچ شاه و مرزبان
ناصرالدوله بهادر صاحب عزاست و شان

همدران ایام چندی نمک حرامان ناصرالدوله بصوابدید
محمد یعقوب خان عرف کلو خواص که مقرب حضیر و به
افراسیاب خان متفق بود، به لطافت علی خان پیوسته کمر
 بخون ناصرالدوله بستند. بلکه صبحی با لطافت علی خان و
 پادشاه باراده فاسد و گرفتن آن بیچاره که از حیلۀ آنها غافل
 بود، یورش بر حویلی قمرالدین خان که مسکنش بود،
 نمودند. و حضرت بدولت و اقبال تا مسجد جامع که بر قلۀ
 کوه در وسط شهر است، فیل سواره رسیدند. چون او
 واقف شد و فرصت مقاومت قبلۀ روزگار ندید، گرم و
گیرا عبدالاحد و شیورامداس را گرفته گریخت، و خود (را) ۱

نزد افتخارالدوله که دران ایام به کامان که از تعلقات راجه جے پور است، چسپیده بود، رسانید.

چون در کف لطافت علی خان و آن خیره سران شاهباز نیامد، بحکم آن که بوتیجار غنیمت است، سیف الدوله را از قید بر آورد، خلعت از حضور دهانیدند. سیف الدوله کار بعقل کرد و رخصت از بادشاه حاصل ساخته به کانوند رفت و کناره گزین شد. و پول فرنگی که مایه فساد بود، ازو جدا شده رفیق لطافت علی خان کشته. باتفاق او مزاج بادشاه را بران آورد که بر محمد بیگ خان و محمد شفیع خان نهضت موکب همایون شود. چنانچه حضرت را از قلعه برآورده به خضرآباد که مقتل محمد داراشکوه پسر فردوس آستانی است، رسانیدند، و هر روز مشاوره کوچ بیشتر و جنگ در پیش آوردند.

و افتخارالدوله، ناصرالدوله را از مغنمات دانسته و جمیع امورات را گذاشته با فوج سنگین و اراده پرخاش با مقاسد اعین از نجم خود به شاهجهانآباد کوچید. و افراسیاب خان بمقتضای هوشیاری بسبیل هندویات چیزی برای انحراجات ناصرالدوله فرستاد و نوشت که چنانچه بنده ذوالفقار الدوله بودم، الحال از شمایم. ناصرالدوله و افتخارالدوله به خضرآباد رسیده بوساطت محمد یعقوب خان از حضور درخواست ملاقات لطافت علی خان و پول نمودند. اگرچه

در اول بملاقات راضی نشدند، آخر بر همنائی ادبار از لشکر
باتفاق محمد یعقوب خان برآمدند. و ازان طرف هر دو سردار
جرار سواره رسیدند.

مع القصه، در نواح تعلق آباد سر سواری لطافت علی خان
و بول را محمد بیگ خان دستگیر کرده، يك روز و شب کار
بر موکب همایون تنگ داشت. و نیز محمد یعقوب خان را مقید
کرد. بعد آن چون پرده از روی کار افتاد، قبلاً عالم صلاحاً
محمد شفیع خان را خلعت مختاری از سر نو دادند، و او جهان
پناه را در ارک مبارک داخل ساخت. و بفرموده
ناصرالدوله در غره محرم سنه هزار و صد و نود و هفت
محمد بیگ خان در میدان کوثله فیروز شاه که مقتل حضرت
عرش منزل است، چشمهای لطافت علی خان از چشم خانه
برآورد و سر بول از تن ناپاکش جدا ساخته، کارش تمام
ساخت. و محمد شفیع خان بعهد امیرالامرا شد. اما ویرا از
قبیل نوکران شمرد و ایفای عهدی که باو داشت، نکرد.
غیرتش بران آورد که پیش ناصرالدوله نماند. در صورت
خفگی بجائداد خود رفت و دران جا رسیده اراده بنی
در پیش گرفت.

محمد شفیع خان دران نزدیکی عقد نکاح با دختر ذو الفقار
الدوله منعقد ساخته، و عبدالاحد خان را بحضور با امیرالدوله
زین العابدین خان برادر حقیقی گذاشته و شاهزاده عالم میرزا
سلیمان شکوه را از حضور تعینات خود کنانیده، برای

تنبیه مخالفان و درستیء امورات محمد بیگ خان کوچ بمستقر
 الخلافه نمود. و افراسیاب خان نیز با ایشان آمده متفق
 شد. و لوازم رسوخیت و محبت بجا آورد، و بیاطن با
محمد بیگ خان عهد و موافق مستحکم کرد که «ترا بر مسند
 سروری می نشانم. بطوری ناصرالدوله را بکش.»

ناصرالدوله با مرشدزاده (به) ۱ تعلقه دیگر رسید
 و ازان طرف محمد بیگ خان هم رسیده، مابین میدان
 دیگر و کبهر خیمه زد. ناصرالدوله هیچ باو تفقدی ننمود
 و خواست که مواد فسادش تحلیل کند. لیکن طیب
 قضا شربت اجل برای ناصرالدوله درست ساخت. همه تدابیر
 فراموش کرده، بگفته افراسیاب خان که مصلح درمیان ناصرالدوله
 و افتخارالدوله شده بود، آخر روز سه شنبه بیست و پنجم
 شوال سال مذکور مطابق سنه ۲۵ بیست و پنجم جلوس معلى فیل
 سواره بعد درستیء تصفیه بر قسمیه فرقان مجید و امامین علیهما
 الصلوة والسلام از دیگر برای ملاقات افتخارالدوله برآمد.
 و او نیز فیل سواره ازان طرف رسید. بعد سلام وعلیک
 چون محمد بیگ بالای حوضه فیل دست درازی برای مصانحه
 شفیع خان کرد، دستهای او را مستحکم گرفت. میرلطیف که
 در خواصیء همدانی بود، بایمای او دست آزمائی کرده،
بیگ پیش قبض قابض روح محمد شفیع خان شد. بعد آن

فیل بسان با لاش محمد شفیع خان فیل را به دیگه رسانید. و
افراسیاب خان جنگ حکمت نمود، چون شب شد، بر جنگ
روز قرار داده به دیگه آمد. و همدانی بخیمه خود رفته و
ازان جا کوچ کرده، زیر کبهر خیمه زد. يك دو روز
هنگامه مصلحتی با همدانی داشته با هم مصلحت کرده. همدانی
را گفت که بجایداد خود برود. چنانچه او بر طبق گفته
افراسیاب خان بعمل آورد. و افراسیاب خان يك چندی دران
ضلع مانده، با مرشدزاده در شابهجهان آباد رسیده، مراسم فدویت
پادشاه چنانچه باید بجا آورد و امیرالامرا گشت. و سیف الدوله
را نیز از کانوند طلب داشته با لطافت علی خان و سیف الدوله
و محمدالدوله چندی جام نشاط می پیمود و پادشاه را خشنود
میداشت. و از همدانی یعنی افتخارالدوله، مطمئن نبود.

در ایام حکومت اشرف الدوله و محمدالدوله کاری که بنیان
خلافت را حرکت داد، بظهور آمد. و اینها از اتفاقات
آنست که شاهزاده ولیعهد را با تصواب رای جهان نما که
با ناصرالدوله موافق بود و بعد گشته شدن او مختار مهام
سلطنت، مزاج اقدس را از جانب مرشدزاده منقض ساخته
در انتهاز قابو بودند که شاهزاده را مسلسل کنند. شاهزاده
بدریافت این ماجرا در قصد خروج از دولت خانه پادشاهی
شد، و هشت ماه اخفای راز و مدارا با مخالفان کرد. چون
مکرم الدوله علی اکبرخان بهادر برادر تاج محل بیگ والده

ولیعهد خلافت بساتفاق عبدالرحمن خواص که عامل جاکیرات
 مرشدزاده بود، بعضی از سردازان کوجر را جهة همراهی
 شاهزاده فراهم آورد. شاهزاده تغلق سلطان بیگم را که حلیله
 جلیله و از يك سال محرم راز بود، کشف اراده کرده،
 از حجره خوابگاه شب ۲۳ بیست و سوم جمادی الاول سنه ۲۶
 بیست و ششم درحالی که طوفان باد و باران در طغیانی بود
 و از شدت ظلمت ابر هیچ معاینه نمی شد، چهار گهژی از
 شب مذکور رفته، بجای زیرجامه جانگيه پوشیده و بر کربند
 لنگ ابریشمی که مولوی نحرالدین مرشد آنحضرت داده بود،
 پیچیده، و بر بالای کلاه رومال شال تحت الحنك بسته،
 و دوشالۀ سیاه بردوش گرفته، قریب به پنج گهژی شب بر
 بام خانۀ خود برآمده، بام بام تا بقیض نهر رسیده،
 چون از رفقا کسی را نیافت، عود بپام خانۀ خود فرمود
 و نزدیک بپام خانۀ عبدالرحمن را یافته، قریب بقیض نهر
 مابست خان را دیده، از منفذ دیواری که گذار يك کس
 داشت، پائین آمده، باستعانت نردبان رلسمان از قلعه بزیر
 آمده، بهر نوع خود را بمیدان نیله برج افگندند. و از
 انجا بمشورۀ مکرم الدوله رو بمشرق نهادند، و از معبر
تهرالدین نگر عبور گنگا کرده روانۀ پیشتر شدند. و در
اثنای راه جماعت سنگه کوجر مادیانی و در رامپور
 فیض الله خان زمیندار رامپور دوهزار روپیه و دو زنجیر
 فیل و چند راس اسب و چند منزل خیمه با لوازمه باربرداری

پیشکش کرد. و شنبه ۳-یوم جمادی الثانی به مقام بریلی راجه
 صورت سنگه و راجه جگن ناتھ دامادش مشرف ملازمت
 شده، فیل ماده و بنجهازار روپیه گذرانیده، خسر بدو پنشه
 خاص و داماد بدوشاله سرفراز شد. و هفتم ماه مذکور بمنزل
 شاهجهان پور عرضداشت وزیر المالك و امیر المالك عمادالدوله گورنر
 مسٹر مشیننگس بهادر جلالت جنگ مع نقل شقه خاص که بنام آنها
 مشعر برآمدن مرشدزاده بی استرضای اقدس صادر شده بود،
 از نظر گذشت، و همان وقت جوابی که رفع تشویش شان
 کرد، بقلم آمد. و سیزدهم صدر راجه گوبندرام از طرف
 وزیر و کپتان اسکانت از جانب عمادالدوله با عرائض
 موکلان آمده، سه زنجیر فیل با عمارت سایبان دار و هودج
 نقره و بان و نشان کپتان از طرف موکل نذر کرد. و
 در منزل مهان بدریافت خبر آمدن هر دو امیر برسم استقبال
 مکرم الدوله مامور آوردن آنها شد. چهاردهم شهر مذبور
 نواب وزیر چهار فیل با عمارت نقره و پنج اسپ و ماهی
 و مراتب و نشان و بان گذرانیده، همان روز بعطای شایسته
 هر دو سردار سر مفاخرت پرا فراشتند. و هیجدهم
 مرشدزاده داخل لکهنؤ و بدولت خانه وزیر رونق افزا شد،
 و دو فیل و دو اسپ و یک منزل بالکیء نقره و خوانهای
 جواهر و اقمشه و اسلحه پیشکش وزیر قبول کرده، بمکانی

که برای استراحت معین بود، داخل گشتند.

محمدالدوله و شرفالدوله هـ. رچند خواستند که فوجی بتعاقب شاهزاده رود، لیکن بنا بر عدم پروا نگی، قبله عالم بظهور نیامد. آخرش بتخریب همدانی که عداوت بکر زده هر روز دیگ خیال می پختند. و آن طرف همدانی مردم کمتر فراهم آورده، دست بغارت و ملک گیری کشاد. چون موافق عهد از افراسیاب خان هیچ ندید، قلعه کمان را گرفت و غارت کرد، و باراجه جے پور صریح راه شمنی پیدا کرد. از آنجا که افراسیاب خان میخواست که چیزی از همدانی بظهور آید که جای گفتن باشد، چون همچو کاری که بی اشاره او و امر معلی شد، عرض کرد که همدانی بنی گشته. اگر چندی چنین ماند، خدا داند که کارش تا بکجا کشد. بهتر این است، حضرت بدولت به اکبر آباد تشریف فرمایند. اگر او ربقه اطاعت در گلو انداخته حاضر شود، بهتر؛ والا در آنجا رسیده تنبیه او قرار واقعی کرده شود. و از آن طرف مادھو راو پٹیل را که فتح گوالیار کرده است، در بندگی طلبیده، باتفاق یکدیگر باقبال خانانی ملک گیرها می نمایم.

چون محمدالدوله بادشاه را برین آورد که کوچ نکنند و خود را پیرمغان تصور کرده، در جلسه که صباح آن اسیر شد، بالمشافه اشرف الدوله و سیف الدوله را دشنامهای مغلفه صریح داد و گفت که بادشاه کوچ نخواهند کرد، خیال

محال بگذارید « چون دران وقت چندی مردم اینها همراه نداشتند ، سخنش ناشنیده نگاشته از حویلی او بجایهای خود رفته ، صباح سپاه خود فرستاده دستگیرش کرده ، و پادشاه را داخل خیمه ساخته ، و سیف الدوله را صوبه دار شاهیجهان آباد کرده ، از شانزدهم شوال المعظم سال هزار و صد و نود و هشت کوچ بکوچ براه کنار دریا بمستقر الخلافه رسیده . نماز عید الفطر در جامع مسجد اکبر آباد خواندند .

بشمار صحیحه موافق زبانی اشرف الدوله از شانزدهم مذکور تا روز عید چهل فیل و چند هزار اسب و نرگوان و شتران عرابه کش و بار بردار و مردم بیشمار از تاب آفتاب و تحط گرسنگی و تشنگی مردند . صعوبت و کعبوت سفر مفصل نوشتن را دفر جداگانه باید . لهذا دست از نگارش آن باز داشت .

و همدین سفر آشامیدن عرق الفیل نصیب لشکریان و همه مردم اردو بلکه جهان پناه شد . و جیفه حکم نظیفه بهمرسانید . تفصیلش چنین است که بمنزلی هنگام فرود لشکر فیل خاصه بآب خوردن بر ساحل جون رفت . از اتفاقات کمال اجل بچشمش سرمه مرگ کشید ، و بحر جهان را درعین دریا بنظر او خشک گردانید . و صباح همانجا مقام کردند . بویی که بمشامها از و رسید ، ازان چه نویسد که اکنون بیاد آن دماغ پر اکنده می شود ! حکم شد

که به تیر و تیشه اعضای فیل جدا کرده از دریا بر آرند، تا آب جسمش که بآب دریا ملحق شده، بتواند مردم نیاید. از اینجا که قوت برش از تعب گرانی و مشقت سفر بدست مردمان نمانده بود، فرمان جهانیان قوت دست نیفزود. ناگزیر همان آب مردار چون آب گوار باقبال خدیو روزگار بنوشیدن آمد و حرام حلال شد.

چون افراسیاب خان بدجمع تمام حضرت را بقلعه اکبرآباد نشانید، اول راو خوشحالی رام وکیل راجه جی پور را رخصت کرد که فوجی فراهم آورده شریک محاربه شود که قنده افتخارالدوله را بانصرام رسانده شود. چنانچه او هم قریب به هشت هزار مردم جمع ساخته، طرفی برای تنگ ساختن آذوقه بر مردم لشکر همدانی مشغول شد. بعدآن عبدالاحد خان را با قطب الدوله خویش او به علی گنده فرستاد، و خود از قبله عالم رخصت شده، از قنچپور که مرقد سلیم چشتی در آنجاست، پیشتر رفته شروع جنگ با همدانی کرد، و همدانی هم مقابل شد، و جنگ توپخانه و قراولی روزانه می گشت.

همدران اثنا عبور چنیل کرده و به دهولپور و تمامی جایداد افتخارالدوله عمل و دخل ساخته، حسب الطلب افراسیاب خان و جهت تنظیم و تنسیق امورات شاهی، مادهوراو سیندهیه پٹیل با یک لک سوار و پیاده و توپخانه

فراوان متفق به شکر افراسیاب خان شد، و با همدگر ملاقاتها کرده بدفع همدانی کمر بستند، و کار بر او تنگ ساختند. لاکن او در خود داری و جنگ قاصر نبود. هراس را بخود راه نداد. با آنکه جنوبیان از طرفی و راجپوتیه از جانبی و افراسیابیان از مقابل جنگ می انداختند. هفدهم ذیحجه سال مذکور که افراسیاب خان جنگ صف قرار داده، تمامی سرداران شکر را بر جنگ فرستاده بود و میفرستاد و خود انتظار ساعت می کشید و غافل از سر پنجه شاهین تقدیر چون کبک دزی با امیرالدوله قهقهه میزد. چنانچه شمس الدین حافظ شیرازی می سراید بیت:

دیدم این قهقهه کبک خرامان، حافظ

که ز سر پنجه شاهین قضا غافل بود

قریب یک نیم پاس روز برآمده باشا امیرالدوله مدهو بیگ نامی چرهد، که بر سر افراسیاب خان استاده بود، همدهر جانستان زده، خون شفیع خان از افراسیاب خان گرفت و در انجا شمشیر جلید و نامبرده کشته شد و دوسه کس دیگر زخمی شدند، و فرصت یافته امیرالدوله گریخته خود را به پشیل رسانید و بر ماجرای کشتن افراسیاب مطلع ساخت. چون ترکی تمام شد، قریب بود که براشکر افراسیاب دست بیفتد، بلکه غارت شود. پشیل اعظم کار بهوشیاری و سرداری کرده، خود سوار شد و محاصره لشکر افراسیابی کرده محافظت

کرد، و سه روز کار بر همدانی تنگ ساخته آذوقه در لشکرش نگذاشت بجدی که او بی جنگ صلح قبول کرده، توپخانه فیله‌ها به پشیل داده، قریب بفروکش پشیل آمده خیمه زد و پشیل راجه نراین داس را که دیوان و مختار خانه افراسیاب خان بود، دلاسا کرد و حسب العرض راجه مذکور و مهاراجه همت بهادر که مخرب همدانی بود، امیرالدوله را اسیر کرده بگوالیار فرستاد. و عرایض و مردم خود بحضور مبارک فرستاده، قبله عالم را نزد خود طلید.

چون خبر کشته شدن افراسیاب خان بمسامع اجلال رسید، غم سخت نموده، این دوبیت که مشعر تاریخ از فراقی است، بر زبان فیض ترجمان رانندند:

روز طرب نهان شد و ز خلق بکامرانی
 رخ در نقاب بنهفت دلداد شادمانی
 چون عمده امیران شد کشته، گفت هانف
 افراسیاب ما مرد، هیات، ناگهانی!

(۵۱۱۹۸)

بعد رحلت افراسیاب خان قابو یافته و حسب الطلب قبله روزگار عبدالاحد خان از علی گنده خود را بمستقر الخلافه رسانید. لیکن شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، که بعد افراسیاب خان خلعت قلعه دارى اکبرآباد و سرفرازی یافت، بحضورش نیاورد، و ویرا قید با قطب الدین خان کرده نزد خود داشت. چون جهان پناه بوجوه از شجاع دل

مطمئن بودند ، همگی اسباب سلطنت و مرشدزاده ها و
مخدّرات همایون را آنجا گذاشته ، برسم جریده از اکبرآباد
کوچ فرموده ، بنواح فتحپور مذکور رسیدند . پثیل چنان
بندوبست کرد که تنفسی از شکر افراسیابی بلشکر همایون نمی
توانست آمد ، تا بملازمت سرداری چه رسد .

حاصل سخن که یکشنبه ایست و نهم ذیحجه پثیل بملازمت
معلی رسیده ، بعنایت خلعت هفت پارچه و شمشر و سپر و
اسپ و قبل و جیغه مرصع و ملای مروارید میاهی شده ، بهمه
همراهیان خود در خور پایه آنها و میرزا جنگلی پسر شجاع الدوله
وزیر الممالک مرحوم خلّاع فاحره از حضور دهانید و بر
مقاصد دلی کامران گردید .

و بعرض مقدس رسید که امشب را او خوشحالی رام را
چهار گهڑی شب باقی مانده شخصی بزخم جمدهر کشته
سلامت رفته .

دو شنبه غره محرم الحرام سنه الف و مائه و تسعین و
تسع بارشاد پثیل همراه اباچی کهندو ، راجه نراین داس
و همت بهادر و سلیمان خان و غیره سرداران مغلیه شکر بی سر
شرف عتبه بیوس معلی حاصل نموده شمشرها و خلعتها
یافتند .

دوم محرم الحرام سه شنبه نهضت موکب معلی و کوچ
شکر ها شد ، و بموضع سید پور نجم اجلال اتفاق افتاد .

عسا کر ملحق شدند. و عشره محرم محترم دران مقرر کردند
و رسم عزای امامین، صلاوة الله تعالى (علیهما) ۱، اهل
تذکرین، یعنی افواج شاهی و جنوبی، باتفاق باهم داشتند.

الحمد لله سبحانه که برسم اجمال بقسمی که دل میخواست
دفتر اول وقائع علمشاهی تا تاریخ ۱۱ یازدهم شهر محرم روز
پنجشنبه سنه ۱۱۶۹ هزار و صد و نود و نه ترقیم شد. انشاء
الله العزیز آینده دفتر دوم مفصل بقلم خواهد آمد. والسلام

دفتر دویم

آغاز دفتر دویم و قانع عالمشاهی به ثنای پادشاهی است که بتدبیر وزرا محتاج و بدعای فقیر و رای امیرش احتیاج نه. عم احسانه! اگر آن شهنشاه کشور حقیقی اورنگ خلافت مجازی را بوجود سلاطین نیاراستی، شش جهت مملکت جهان بی نظم و نسق بودی و نظام اقالیم سبعة از يك دیگر بر افتادی.

واجب است بر هر ذیحیات خصوص بر ملوك که ادای شکر و سپاس او و اطاعت بر گزیده بارگاه کبریا بش که عبارت از نبی و ولی صلعم است، از فرائض دانسته بکاری که مامور اند، دران مصروف باشند، و بهر حال سر رشته عدالت از کف نگذارند. که در محل خوف و رجا نیفتند، و روز ناچیه خود را بنظر تحقیق و امعان ملاحظه کرده باصلاح حال کوشند، تا در مقام عقاب و ثواب روی رهائی بینند.

از اینجا که این حکایت را پایانی و این روایت را فرصت بیانی نیست، لهذا از ان وادی عطف عنان شبذیر خاوه می نماید، و بقول املج اشعرا نظامی تمی عمل می کند:

شب رفت ، حدیث اندکی کن

يك را دو مكن ، دو را یکی کن

ای عزیزان ، خدا را گوشی بگفتارم گذارید و از دعا دریغ مدارید !

وقائع اثنا عشر محرم الحرام یوم جمعه سال تسع و تسعين و مائة و الف هجرى ، مطابق سنه سنة و عشرين جلوس معلى ، مقام متصل موضع سیدپور تعلقه فتحپور سیکری مرقد سلیم حشתי قدس سره العزیز

هنگامی که خسرو خاور بر تخت نیلی سپهر برآمد ، شاه عالم بار نمود . بار یابان حضور پر نور شرفیاب آستانه شدند . بعزم بساط بوس ماده و راو بهادر سیندهیه که ملقب به پشیل و سرآمد سرداران جنوبیه است ، و از ولایت وسیع مالوه بنابر تمشیت امور عمله شاهی بمعسكر ظلی الهی آمده ، و چگونگی احوال آمدنش بقلم آمد ، از خیم خود سوار شد . چون نهیب صولت خنجر گذاران پایه تخت بر جمیع امرای بارگاه گردون اشتباه خصوصاً پشیل که نو وارد است ، و بسبب کشته شدن افراسیاب خان سپه سالار هندوستان بزخم جملهر جانستان بر قلوب خواص و عوام مستولی است ، بنابر فرط احتیاط که لازمه حزم و هوشیاری و خبرداری است ، مردم خود جوق جوق فرستاد ، تا بمحافظه خیام فلك احتشام نوعی پردازند که بی اجازت آنها احدی را مجال درآمد و برآمد نباشد . بعد آن بجناب خلیفه

۱- اصل : اثنی

روی زمین حاضر شده مجرا کرد. چون بسبب لنگی، با که در معرکه زخم برداشته و در ایستادن معذور است، از راه ائتفاق خسروانه حکم قضا توأم شرف نفاذ یافت که بنشیند. چنانچه حسب الامر بجا آورد. من بعد خلوت بمیان آمد و بزم کنگاش^۱ تزیین یافت که جز بٹیل تا دو گهڑی دیگری حاضر نبود. سخنانی که متنفسی بران مطلع نه شد، بمیان بود. بعده بٹیل مرخص شده برآمد، و جمیع مجرائیان شرف رخصت یافتند، و حضرت قدر قدرت داخل محل مبارک شدند. فقط

روز سه شنبه، سیزدهم شهر صدر که آفتاب جهانتاب بعزم تسخیر ربع مسکون برآمد، حضرت بیدار شدند و امر شد که شتران و ترگاوان بار بردار اردوی معلی بچرا نروند. چنانچه راجه شنکر ناتھ بهادر نائب نظارت، حسب الحکم بجا آورد و در لشکر ظفر بیکر اشتہار شد که پیش خیمه بطرفی روانه می شود. چون مردم بی سرانجام تخط اند و اذیت رسان غربا موسم سرما رسید، و بسبب تقاطر باران شدت زمهریر کثیر بود، جماعه فقیر و قطمیر رجوع بجناب و اهب العطا و مستجیب الدعاء نمودند که از شر کوچ نگاه دارد و از سرما محافظه نماید. چنانچه سمیع العلیم ہم چنان کرد که روارو نشد و چند رضائی و چھینٹ بابت زمستانی فرستاده بٹیل بشمارگرد پیشه تقسیم کردند، و عالمی از

...ما نجات یافت - شاه نظام الدین که از حضور نزد پشیل برای تفحص روانگی پیش خانه رفته بود، آمده از طرف پشیل عرض نمود که یک دو روز در کوچ توقف باید فرمود که زن انبا مرهغه طفلی نرینه زائیده، در کوچ اذیت خواهد یافت - ارشاد شد، «بسیار خوب و مستحسن - اشتران و نرگوان را بچراگاه بفرایند» - بعده عمله و فعلة حضور حاضر شده مجرا نمود - بس که بهوم ابرو باد بود، پشیل بمجرا نیامد و عرض کرده فرستاد که بگاه غلام حاضر خواهد شد -

از روی اخبار بسمع اجلال رسید که پشیل نقید مزید راجه نراینده که مختار حانه افراسیاب خان بوده، می نماید که کواغذ ممالك محروسه بفهماند که افق مرضی اقدس بجا آورده شود - و بوکلای راجه رنجیت سنگه بهرت پور گفته که ایقای وعده در داخلات مبلغ خطیر بخرانه عامره و اتواپ کلان و آمدن موکل بحضور والا زود نماید، والا قلعه بهرتپور که بران می نازد مسپارا کرده خواهد شد - و بسر کرده های افواج مهاراجه دهراج گفت که معامله ملک جس پور که دست برداشته از چندی به همدانی محمد بیگ خان مقهور معزول و غیره داده اند، قرار واقعی بدهند، و کرانه انباجی را با تاخت و تاراج ممالك ایشان فرستاده می شود، و بقتة ۲ عسا کر نصرت مآثر کوچ بکوچ متوجه

آن طرف می گردد - چنانچه آنها بموکلان خود عرائض نوشتند -

و اخبار شاه جهان آباد عرض شد که سکهان و خیم
العاقبة بمحاصره ارك و شهر پناه دار الخلافه و نگذاشتن
غلات در شهر قصور نمی کنند - نواب ناظر و سیف الدوله
بهادر هر چند تیر تدبیر مدافعه آن گروه شقاوت پژوه
شب و روز بر نشان می افکنند، بهدف نمی رسد - و گرانی
غله نیز بشهر بسبب نیامدن رسد و بنجاره است - و کوجران
هم از شرارت باز نمی آیند - ارشاد شد : «مرضى الهی
چنین است که عالمی نیاساید - پس تردد و تفکر عبث است -
رضای مولی اولی» - بعد آن داخل محل شدند و مجرائیان
برآمد گشتند - فقط -

چهار دهم ماه مذکور روز یکشنبه بوقت طلوعه صبح ،
حضرت بیدار گشتند ، و مجرائیان بشرف مجرا امتیاز یافتند -
شب بعلت برودت هوا مزاج اقدس اعلی گرانی داشت ،
لهذا بخوابگاه توجه فرمودند - مقرر بود که هم درین روز
به پٹیل خلعت مختاری (داده)^۱ شود - اباجی گهندو سر آمد سران
عظیم ایشان پٹیل و آنندراو نرسی وکیل پٹیل بدربار دربار
آمدند - حضرت به دیوان خاص تشریف آوردند و آنها

باریاب شدند. از طرف پُئیل بعد کورنش عرض کردند که امروز ساعت پوشیدن خلعت نیست. بنابراین از دولت حضور معذور. امر شد: «مابدولت هرچند می خواهیم که عجالة^۱ پُئیل بهادر مختار شوند، لیکن موقوف بروقت. پیش خیمه برخ قلعه دیر روانه نمایند.» چنانچه بعمل آمد.

مولاوی عطاء الله خان بهادر خانسلمان که چندی صاحب فراش بوده، درین ولا صحت یافته بود، باز بسبب سوء تدبیر مکث بیمارائی بهمرسانده، بعرض رسید که امشب بخار کرده بی اختیار بزبان کرامت ترجمان گذشت که «حال شکم پرستان چنین باشد.» همان زمان مجد زمان بین نواز ملازم پُئیل که بسرکار او در زمره قوالان و مطربان ممتاز است، و بنوازش سازی که صدای طنبور و ستار و بین و قانون و رباب و سارنگی و دیگر منرا میر^۲ ازان بر می آید و از مختراعات پُئیل است، دست کار دارد، آمده ملازمت نمود، و همان ساز مجموع الآواز نواخت، و چندی صحبت نغمه و آهنگ درست داشت. چنانچه پسند پادشاه مشکل پسند آمد، و بتحسین سر افراخت، و بعد آن بجلدوی مجرایش دوشاله عنایت شد.

اشتهار یافت که خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول از علی گढ़ه بحضور می آید. فرمودند «پدرش چه کرد

که ازو خواهد شد» - آنگاه رونق افزای محل شدند و مجراثیان برآمدند. فقط

خامس عشر شهر مذکور یوم الاثنين زمان طلوع نیر جهان افروز پادشاه گیهان پناه بیدار شدند، و مجراثیان بشرف بارافتخار حاصل کردند.

بموقف عرض ایستادگان پایه تخت همایون رسید که پیش خیمه از تخیم سرادق اجلال چار گروهی جریبی بزمی می که چاه های شیرین موفور و خار های متنوعه اقسام خار خشک و خار کفار صحرائی و مغیلان و غیره دارد، نصب شده. و بخانه پشیل مهارجاه انوپ کر همت بهادر و راجه نراینداس و حیدر علی خان افراسیابی و صمصام الدوله ملك محمد خان رفته سخنان طیت آمیز نادیر باهم داشتند و همت بهادر مرح کر (?) را بفیروز آباد حایداد خود و گلزار خوجه را برای آوردن قبائل خود به اکبر آباد فرستاد.

حکم شد، «خاصه معلى روانه بیشتر شود. فردا بمبارکی کوچ اعلی است» - حسب فرمان قضا توامان بعمل آمد.

پشیل عرض کرده فرستاد که بسبب اختلاف هوا طبیعت غلام ناساز است. لهذا از سعادت حضور پر نور لاچار معذور و مقصور. بامداد در رکاب قمرانتساب حاضر گشته اکتساب سعادت دارین خواهد نمود.

از روی اخبار بمساع اقدس رسید که حارس ارك
مستقر الخلافة اكبر آباد بر دیو سفید ایذای شدید روا میدارد.
فرمودند «او موذی عالم بود. منتقم حقیقی عادل است».
من بعد بحل خاص تشریف شریف ار زانی داشتند،
و حضار بزم مبارك برآمدند. فقط.

شانزدهم ماه مسطور سه شنبه امشب يك پاس باقی
مانده از خواب نوشین چشم منوم حضرت اعظم و اشد. حکم
شد که از گهژیالی تفحص نمایند. شب چه قدر است؟
عرض شد. شش گهژی باقی است. آن گاه بنواختن کوس
کوچ امر فرمودند. چنانچه

برآمد ز نقاره آواز کوچ

که کوچ است اولی، مقام است کوچ

چون صدای نبره غلغله در شش جهت افکند، عالمی که
چون بخت اعدای دولت قاهره بخواب بود، بیدار شد. و
هنگامی که علمدار شرق بتسخیر ممالك غرب رایت جهانگیری
بر افراخت، پادشاه افلاك خیم کیوان حشم بر فیل سوار شد،
و طبل رحیل بلند آوازه گرفت. سپهدار جنوب با افواج^۱
دریا امواج^۲ خود در سواری حاضر شده سعادت ابدی
حاصل کرد و گروهها گروه سواران نیزه گذار و شمشیر

۱- اصل: بافواج

۲- اصل: مواج

بازان لپه دار او شامل بهیرو بنگاه شاهی و محافظه اردوی
معلی کنان^۱ شرائط عبودیت و جانیسپاری بعمل آوردند. و
 طرف چپ فوج بی سر و توپخانه لاهصر می آمد. از
 رعب پٹیل متنفسی ازان جماعه، چه از سپاهی و چه از
 سردار، جرات نیافت که بحضور می تواند آمد. قریب یک نیم
باس روز برآمده هفت کروھی قلعه دیر متصل موضع
بنهکوڑا تعلقه بیانه در دولت خانه که برخ بهاور است،
 همقران نصرت و ظفر داخل شدند.

اباجی کهندو و آندراونرسی معروض داشت که به
 میر منزل امر شود که باتفاق سواران ما چند سوار بفرستد که
 برخ بهاور جای پیش خیمه معلی تجوز کرده بیایند. فرمودند:
 « خوب » و برای فرود آمدن عساکر گزدون آثر بدین
 منوال حکم والا شد که عقب لشکر فیرزی بیکر پٹیل بهادر، و
فوج چون مور و ملخش گرد خیمه مبارک، و بر جرائنغار
میجر برون فرنگی، و بر جرائنغار^۲ و جناح سپاه بی سر و مغول
 و همت بهادر و توپخانه نجفی، و بریمین و لیسار^۳ پٹیل، رتن اعل
 و جوراج مهنه و پسر و برادر خوشحالی رام و کلای
مهارجه سوائے پرتاپ سنگه جے پور که بجمعیت هفت
 هشت هزار پیاده و سوار است، و کشوری والدہ نجیت سنگه.
بهوت پور، و چنداول پٹیل راو راجہ پرتاپ سنگه ماچهری
 فروکش نمایند.

و عرض شد، انبا جی مرهنة بسياه خود كوچ نكرده-
اغلب تا پس فردا ملحق بمعسكر اقبال گردد- بگفته پثيل
بدرستی، معامله بهرت بور و بپاس مزاج زوجه خود كه
طفلی زائیده، حركت نساخته است-

چون كثرت خار و جای ناهموار كه در خيمه سپهر
اقتدار بسیار بسیار بانظار حضار سایه كردگار آمد، غضب
سلطانی كار كرد، و عرق قهر بحرکت آمد- بداروغه فراش خانه
قلندر بيگ خان بك چشم و ديگر شاگرد پيشه عتاب صريح و
غصه برملا شد كه نوبت رحلت تازیانه و مفرعه خاصه رسيد-
آخرش بخير گذشت و عفو كه خاصه مزاج و حاج است،
نشو و نما نمود- بسبب تكرار تا بشام کسی حاضر نگشت،
و درون محل با مخدرات مشكوی خسروی كه هریکی ماهیست
در حسن و آفتابی است در خوبی، بزم نشاط و انبساط
را بزيب و زين مزین داشت- پسر شب رفته قرناي مقام
ندای مقام مقام بگوش صفارو كبار رساند فقط

چهار شنبه هفدهم ماه مذکور، بمقام موضع پنكهورا ۱-
چون قاصص مم. برطبق نیلی سپهر برآمد، شاه عالم
پناه بفر کیقبادی و اسکندری و اقبال بابری و تمری بار
عام نمود، و بیش خیمه را به بهاور روانه فرمود-

سه صد و بیست و نه روپیه و يك آنه بابت صرف
يك ماه ناشته مرشد زاده های آفاق از طرف دام نراین
و هرنراین پسران دام رتن مودی سرکار سپهر اقتدار كه

معزز و مفتخر با عزاز و الطاف خاقانی است ، از نظر
گیهان خدیو گذشت .

و قریب يك پاس روز برآمده باتفاق پٹیل راو راجه
پرتاب سنگهه . ماجھری و ہمت بہادر و راجہ نرائنداس
و غیرہ امرای حضور انور ذخیرہ اندور تقیل آستان فلک ترجمان
شدہ ، استسعاد ملازمت حاصل کردند . بہ پٹیل بنابر موکل
او کہ سوائے مادھوراو نام دارد و در شہر یونا ست ،
خلع فائزہ و دستار سر بسته و جیغہ و سر پیچ مرصع و
مالای مروارید و سپر و شمشیر و ماہی و مراتب و علم و
طوغ و نوبت و خطاب مختار الملکیہ چار دانگ ہندوستان
و قلمرو خاقان عالم ستان ، و بابت ملازمت و رخصت
و طن راو ماجھری خلعت شمشیر پارچہ و جیغہ و سر پیچ
جواہر و مالای مروارید و شمشیر و حکم عنایت فیل و
اسپ از پیشگاہ عتبہ بوسان بارگاہ عالم پناہ مرحمت شد .
عنایات خسروانہ فرق آنها باوج ماہ و مہر رسانید . بعد آن
پٹیل و غیرہ عملہ فعلہ برآمدند . و پٹیل بخانہ رسیدہ از عنایت
سرور موفور شلک توپخانہ نمود .

و بعرض اقدس رسید کہ ہمت بہادر و نرائنداس
نذور بہ پٹیل گذرانیدند . من بعد قبلۂ عالم و عالیان
حرمت افزای ارباب حرم محترم شدند .

ہژدہم شہر مذبور پنجشنبہ کہ بر اورنگ خضرای
سپر خسرو خاور جلوس نمود ، پادشاہ ذرہ نوال بر

سریر شهریاری نشستہ بار عام فرمود۔ حضار پایہ
تحت فلك اقتدار سعادت مجرا حاصل کردند۔ خاصہ معلی
روانہ شد۔ قریب بدو پاس روز برآمدہ، پٹیل بدولت بساط
بوس مشرف گشت۔

بعرض اقدس رسید کہ راو راجہ پرتاب سنگمہ ماچہری
بقلعہ الور کوچیدہ رفت۔ بسفارت او جیون خان در
اردوی والا بلشکر پٹیل مانده۔ ضیافت پٹیل بخانہ میجر
برون فراگی است۔ چنانچہ از حضور پرنور برآمدہ همان
جا رفته است۔ بعدہ بمشکوی خاص الخاص تشریف بردند۔
فقط۔

جمعہ نوز دہم ماہ مرقوم

برآمد چو برطاق نیلو فری

سپہدار پیشرق بہ نیک اختری

طبل رحیل صدای « انا فتحنا لك فتحاً مبیباً » بسمع صفار و کبار
رسانید۔ و رایات عالیات روانہ پیشتر کر دند، جیواجی
بندت بخشی، پٹیل و زایاجی پٹیل و اباجی کھندو سرداران
عمدہ سپہسالار دکن باتمامی فوج و نامداران خود در سواری
سعادت ابدی حاصل ساختند۔ قریب یک نیم پاس روز
برآمدہ در دولتخانہ اقبال نشانیہ کہ متصل موضع ہلینہ تعلقہ
بہاور بود، بمبارکی رونق افزا گشتند۔

عرض شد، چهار و نیم گروهی جریبی معسکر ظفر
 بیکر کوچ کرده آمد. بر حیندر پور عرف کبھیر و بهرت پور
 دوازده سیزده گروه، و مهندر پور عرف دیکه شانزده گروه، و
 دیر سه گروه، و بهاور چهار گروه رسمی ازین جاست.

جمع عساکر جنوبی و نجفی و راجپوتیه و غیره بمسل
 خود ها فرود آمد. و عقب خیام فلك احتشام تالابی پخته که
 به حق آن فکر دقیق نرسد، در غایت عذوبت و صفا ملبس
 است. شام گاه حکم والا صادر شد که سقایان بهمگی اردوی
 معلی بمشکهای پر آب گشت نمایند و بر آلاوها اگر آتش
 بفرورزند، آتپاشی کنند که دود بشود.

شخصی معروض داشت که دود آه آنها را که پوششی
 ندارند و طاقت درست کردن رخت زمستانی نیست، علاجی
 ضرور. دیگری گفت: «کانون دل آنها که مشتعل نمی باتمد،
 همان کافیست».

آنگاه درون محل تشریف ارزانی ساخته حرمت افزای
 مخدرات همایون شدند.

برآمد جو بر چرخ ماه منیر
 ملك حفت در خوابگاه بر سریر
 زقرنای شاهی برآمد خروش
 که فردا مقامست، ای اهل هوش
 بخفتند هر يك به آرام گاه
 بآسودگی از رحیل بگاه

شنبه عشرين شهر صدر، خسرو فلك چهارم چون
بر تخت سپهر جلوس نمود، وارث ملك كخي خسرو بر
اورنگ كيانى نشستہ خاص و عام را بشرف بار اختصاص
بخشيد.

حكم شد كه اغذيه و اشربه كه ياد. از مائده آسمانى
دهد و لطيف تر از آب كوثر باشد، باحتياط تمام براى نياز
و فاتحه حضرت حسين و شهداى كربلاى معلی، صلواة الله عليهم
اجمعين، تيار نمايند.

بعرض همايون رسيد كه سرداران مغول شكر نجفى و
افراسيابى و همت بهادر و راجه نراينداس بخانه پثيل رفته اند.
سوال و جواب معامله از وكلای راجه جے پور بميان
است اگر در دوسه روز انفصال مى يابد، چندی مقام
عساكر فلك احتشام همين جا خواهد بود، والا به جے پور
كوج مى شود.

به متصديان خلافت احكام فرخنده انجام نزول اجلال
يافت كه كواغذ محالات خالصه شريفه و جميع كار خانجات معلی
درست كرده از نظر اقدس بگذرانند. آخر روز بطرف
عیش محل آنندراونرسى حاضر شده فرد مطالبات پثيل بنظر
اعلى گذرانيد. چنانچه بدستخط خاص مزين شد، و ارشاد
گرديد كه «مختار السلطنة عظمی پثيل را فرمودم». همان
وقت پثيل و رانى خان بهائى و ميرزا رحيم بيگ مصاحبانش و
همت بهادر و راجه نراينداس در حضور والا آمده مجرا

نمودند. خلوت و جلوت تا شام ماند. به پثیل ارشاد شد که « مابدولت را بحالات هیچ کار نیست. که بسبب خشکی سه ساله و هنگامهٔ مفسدان محاصل خوب ندارد. ملک داند و شما مرا زر نقد می باید ».

بعد آن پثیل و غیره مرخص شدند. و حضرت اعلیٰ در محل معلی تشریف ارزانی فرمودند. چون طلای بیغش مهر در بوتهٔ مغرب گذاخت و ماهیء سیم کون ماه از تحت زمین بدریای لاجوردی سپهر بر آمد و یاسی از شب گذشته، قرنای مقام بلند آوازه گردید و ندای « لاهرکه » بسامع عالمیان رسانید و خلق از وساوس رحیل آرمید.

نقط

بامداد یکشنبه بیست و یکم محرم محترم که عطیه بخش عالم از مطلع کرم طالع شده بر اکناف کیتی لمعات نور افشاند، مظهر تجلیات الهی بر کرسیء نقره جلوس نموده به پر تو اقبال لائزال فروغ بخش کور باطنان گشتند.

پثیل با توابع خود و همت بهادر و راجه نرایندها حاضر گردیده بذیل اعطاف و ظل الطاف جا یافتند. از روی مرحمهٔ خافانی و نوازش سلطانی بعنایت فانره چهار تب خدمت وکیل المطلق و مختاری امورات پادشاهی و مورد چهل و نالکی و خطاب « مختار الممالك وکیل مطلق عمده الامرا فرزندان عالی جاه مهاراجه دهر اج سری ناتیه مادهو

راو سیندهیه بهادر منصور زمان « در همگی راجهای هندوستان که هیچ یکی از راجگان عظیم‌الشان را بجین خدمت و چار قب از عهد صاحبقران امیر تیمور گورگان، انار الله برهانه، الی آن سرفرازی نشده و هیچ هنودی باین موهبت عظمی مفتخر نگردیده، پٹیل را افتخار و اعتبار در روزگار بخشیدند، و فرق عبودیت او را بفلك الافلاك رسانیدند. و رانی خان بهائی مصاحب عمده او به نیمه آستین و جیفه و سرپیچ مرصع سربلند شد. و اپابخی کهندو به نیمه آستین و پسر آند را ونوسی وکیل پٹیل بخلعت پنج پارچه به هم چشان سرفرازی یافت.

در سلامگاه هنگام بجا آوردن آداب بساط بسوس شکرانه عنایات خسروی آند را ونوسی چند مشت گلهای نقره برسر پٹیل روبروی بادشاه عالم نواز بطریق نثار به یمن و یسار بینداخت. و فراشان و خادمان و بوابان حضور انور دست بیکل چیدن کشادند. و طرفه تماشای افتادن و استادان و دست بغارت کشادن آن جماعه طامع که صورت غریب و عجیب بود، بانظار نظارگان منظور نظر اقدس آمد. بعده براجه دیارام بهادر نائب خالصه شریفه و مولوی عطاء الله خان بهادر خانسامان و دیگر عمه و فعله حضور کرامت ظهور اجازت شد که نزد پٹیل رفته حاضر

شوند، و برای نوش جان فرمودن خاصه مبارک بحل تشریف بردند.

پژیل در پیکه‌ری برآمده نشست و شك توپخانه خود کفایت، و نذور مختاری گرفت، و شادیانه نوازان بالکی سوار بفرو دگاه خود رفت.

شامگاه عرض شد که تمامی مغلیه افراسیابی و راجه نرینداس و همت بهادر نزد پژیل رفته اند. و خادم حسین خان پسر افراسیاب خان مقتول که پنج ساله است، بامید دولت آستانه بوسی و یافتن منزلت پدر می آید. و بمستقر الخلافه اکبرآباد رسیده. ارشاد شد که «محق است. اگر حق او تلف نشود، بسیار خوشنما خواهد بود».

بعد آن در مشکوی معلی داخل شده با ماهرویان مشکین مو و خرشید طلعتان نیکو خوی نرد نشاط باختند. مقاسم روزگار چون مهرهای کواکب بر تخته لاجوردی برجید، از قرنای شکر نفیر مقام بلند گردید. اهل عسکر نقد هوش باخته، بخواب آشنا شدند. فقط

دو شنبه بیست و دوم ماه صدر که از افق اجلال نیر اقبال طالع شد، مظهر تجلیات انوار لم یزلی بلوعات اقبال جهان مطاع آفتاب شعاع عالم را منور ساخته، بفروغ ناصیه جلال با کمال زنگ زدای بواطن تیره دروگان شدند. سوار مهر ربع عرصه فلک چون طی کرد، برای فرود

آور دن خیمه بار عام حکم معلی شرف نفاذ یافت - بعد فرود آمدن بار گاه گردون اشتباه امر شد که «امروز پیش خیمه بیشتر می فرستادیم - چون روز چندت باقی نمانده موقوف داشتیم - فردا پیش خیمه و خاصه برود و صباح آن سمت جے پور که راجه آنجا در ادای زر معامله استادگی می کند ، متوجه می شویم » -

بعرض همایون رسید ، پٹیل بنظم و نسق مهمات عمده سلطنت مشغول است ، و از مستقر الخلافه قبائل و پسر و لواحق محمد بیگ خان همدانی را می گشته بمقامات پیبله که بنج کروهی بهرت پور و چار کروهی درگاه سلیم جشتی ، قدس الله سره العزیز ، است ، ملحق باو شدند فرمودند : « خوشا نصیب همدانی که به تبعه و لحقه خود بدین روز سیاه به پیوست ، مابدولت از دار الخلافه و مستقر الخلافه و مرشدزاده ها و بیگمات دور دور میگردیم به بینیم ، گردش چرخ دوار چه می خواهد » -

حینی که حصه چهارم شب منقضی شد ، جهان جان و جان عالم آسایش نمود ، و از قرنا صدای مقام برآمد و خاص و عام اردوی کرام خاطر از و سوسه کوچ پرداخته بختند - فقط

مورخاً ثالث و عشرین یوم الثالث - حسب الحکم معلی پیش از طلوع بیضا نقاره پیش خانه والا شد - بگاه که حضرت

خلیفه روی زمین بیدار شدند، مجراثیات و اباجی کهندو بشرف باریابی حضور سعادت موفور دریاقتند - اباجی چیزی در گوش مبارك از طرف پٹیل عرض کرد و گذارش نمود که پیش خیمه روانه گردید - حکم فرمودند، «خاصه نیز برود» - چنانچه خود بدولت بنحو ابگاه متوجه گشتند - و اباجی کوس خاصه بلند آوازه گمانیده بفرو دگاه خود رفت -

بعرض رسید، امروز جلسه عظیم و کلای راجه جسے پور بخانه همت بهادر و پٹیل بود - هیچ سخن معامله برکسی نه نشسته - باید دید که چه صورت میگردد -

شبانگاه بآرامگاه آرام فرمودند و مردم گوش بصدای کوس رحیل همه شب بختند - پھر شب باقی مانده کوس کوچ نواختند، و مردم به تهیه رحیل پرداختند - فقط

سحر که روز چهار شنبه بیست و چهارم مرغ زرین بال مهر پرواز کشاد، و همای دولت سرمدی بلندی گراگشت، خسرو انجم سپاه بسواری فیل از مخیم سراق احلال روانه شد - بدستور افواج جنوبیان وغیره در رکاب جهانپان مآب بود - قزیب یک نیم پاس روز برآمده بدولت خانه معلی که متصل بقلعه چهای رام گده و بالامیری نزدیک بقریه ویران که چغد هم از غایت وحشت از انجا کناره میکرفت، و رخ جسے پور نصب بود، داخل گشتند -

بعرض اقدس رسید که موکب همچو کوکب شش گروه
رسمی آمد، پدش خانه را چه امر؟ حکم شد که صبح خیمه بارگاه
عام ایستاده کنند و دوسه مقام همین جاست - بحضار منازل
شناس مخاطب شدند که «نام این ده ویران چیست؟»
حاضر جوابی معروض داشت که «حضرت، الوابن» - لطیفه
خیلی پسند شد.

شخصی بعرض رسانید، پثیل برای اخراجات حضور
اثنا عشر مایه الف روپیه سالیانه نزدیک خود مقرر می کند،
و امروز صد هزار روپیه در خزانه والا داخل نموده -
فرمودند: «این قدر بس است - الله بس، و باقی هوس» -

از تشدد هنگامه گروه شقاوت پژوه سکهان و گوجران
که بنواح دارالخلافه طوفانی برپا نموده اند، مذکور شد.
ارشاد کرامت بنیاد کردند که «بالفعل پیش نهاد همت والا
آنست که نظام عالم نموده آید خصوصاً ملک راجپوتیه که از
مدتی پائمال مواکب غارتگران شده - بعده تنبیه جماعه

کینی کرده خواهد شد - و اگر خود بخود به نیروی اقبال
بند اتصال بدارفنا می شتابند، تدبیر چه ضرور، والا بروقت
هر چه مقترن صلاح و صوابدید خواهد بود، ظهور می تواند
گرفت - چون پادشاه دانا خداوند تعالی در آنچه بهبود انام

است، می کند، ما بدولت عمل بر آن می نمائیم. مشیت الهی چنین است که مقاسد آرام بیابند، پس لازم افتاد که پرورش آنها شود. لیکن چون شیخ مصلح الدین سعدی فرموده، بیت:

نکوئی با بدان کردن چنانست

که بد کردن بجای نیک بختان!

دیده و دانسته از تربیت آن فریق انعام بعمل می آید. هرگاه که خواهش ایزدی بوضع دیگر خواهد بود، در دفع آنها ازین طرف قصور نخواهد رفت. حالا در تنبیه آنها کوشیدن منکر از تقدیر شدن.

بعد آن که آفتاب بحجاب ظلمات رفت و شب تیره مقنعه بپایه برخ عروس روز فروهشت، امر شد که دیشب دزدان از مردم که همراه پیش خیمه آمده بودند، شش زرگار و سی و نه اسب دزدیده بردند. امروز محافظه کما ینبغی نمایند. و بنواختن قرنای مقام حکم کرده بخل شریف بردند. و از نوای قرنا از تشویش کوچ ارباب لشکر خاطر جمع ساخته بخواب بر بستر خواب صاحب فراش شدند. فقط

پنجشنبه بیست و پنجم که بر حصار چرخ دوار نیر ذوالا قنار نمودار شد، پادشاه نامدار بیدار گشت. بعرض رسید که از دولتهخانه معلی سه گروه رسمی قلمچۀ پالی بر قلۀ کوه

واقع شده. راجپوتان این ضلع که کلانوت قومی معروف از راجپوتیه پکھواہ است، در انجا متحصن و متمکن. و از دیرگاہ سر اطاعت از راجہ جسے پور پیچیدہ بادای زر معاملہ و اجبی از راہ بد ذاتی تن نمی دهند. بد خواست و کلای راجہ مذکور کہ رتن لعل و دودراج مہنت نامدارند و ندرام بخشیئی او بایمائی بٹیل چند بلاٹن و فوج افراسیابی با پنج ضرب توپ بسیر کردگی، صمصام الدولہ و ارسلان جنگ و دیگر نامداران مغول رفتہ بدان قلعہ چسپیدہ ہنگامہ توپ زنی گرم دارند.

بتجوز جای پیش خیمہ بمیر منزل حکم شد. از روی اخبار دریافت کشت کہ بہکیل سنگہ با فوج عظیم سکھان شقاوت شعار بنواح دارالخلافہ آمدہ، و وکیل راجہ جسے پور نزد آنها و در ہنگامہ پرداز مصدر تقصیرات عظیمہ می شود. پس از تامل فرمودند؛ «چند ہزار سوار جنوبی بہ بٹیل گفتہ بتادیب آنها می فریسم».

ہرکارہ بعرض اقدس رسانید، انباچی کہ چند روز پیش ازین آمدہ بود، ہمین وقت تمامی فوجش و مہدیگ خان ہمدانی با دوہزار سوار و پیادہ عقب تسکی بٹیل آمدہ ڈیرہ کردہ. و پریروز کہ خواہر و پرستاران بٹیل از کوالیار آمدند و سی و یک کشتی میوہ و غیرہ از حضور پرورش معمور بآنها مرحمت شدہ بود، بپاس تعظیم و تحریم

حضور بخواجه سرائی که برسانیدن کشتی ها رفته بود،
دوشاله و چیزی نقد دادند. همت بهادر و راجه نراینداس
نزد خواهر پشیل رفته، همت بهادر بعلاقه درویشی دعای خیر
و راجه مشار الیه یک اشرفی نذر کرده، بهر دو خلعت و
جواهر بخشید تلیر فرنگی که درین ولا ملازم راجه جسے پور
شده متعینه سپاه و وکلای راجه است، امروز پنج نفر
مغلیه بکشتن او کمر اتفاق بسته، یکی دست بقبضه جمدهر
ساخته، در حینی که روزانه وی بستر خواب غلطیده بود،
دلیرانه بسینه اش نشسته می خواست که کارش تمام کند. جام
حیالش چون لبرز نگشته بود، تلیر از زیر او زیر شد و
آن محل رسیده ها را دستگیر کرده سر توپ کرد. و چون
معلوم کرد دریافت که در جماعه کدام رساله داری که نیز
نوکر راجه جسے پور بود. آنها علاقه داشتند، و او قریب
دو صد مردم دارد، فی الفور سوار شده همه را غارت نمود.
حضرت ارشاد فرمودند: «معاذ الله از جمدهر بازان
این وقت، و الحفیظ از خنجر گذاران عهد ما». و بداروغه
اخبار حکم شد که باوجود چندین نزدیک بودن پشیل بعد سه
روز خبر آمدن خواهرش و عطای اقدس و انوپ کر و
نراینداس بعرض رسید.

هنگام شام ایساجی کهنه دو و اندر او نرسی حاضر شدند.
در وصف پشیل کبت و دوهره که از زبان کرامت ترجمان

کاوسی من السماء نازل شده بود، نویسانده برای رسانیدن نزد پثیل بآنها عنایت شد. چون مصرعی که آن خالی از لطف نیست، راقم وقائع بدائع داخل این کتاب می نماید:

مادهو، ایسی کجیو، سب کی تجبه کو لاج

چون عروس مشرقی بحجاء مغرب رفت، شاه عرائس
بمشکوی قدسی رونق افزا شدند، و ندای مقام از قرقا برآمد
و شکریان بخواب آشنا گشتند فقط

جمعه بیست و ششم،

سحر گه که بر طاق نیلوفری

نمودار شد خسرو خاوری

از مطلع خوابگاه جهان پناه طالع شدند.
بنوازش کوس پیش خانه و خاصه امر فرمودند.
نصف النهار پثیل بحضور انور آمد تا دیر جلوت و خلوت
بود. در مدح جناب معلى بکت من تصانیف خود خواند.
بشرف قبولیت رسید. بهاو پندی دیوانش به نیابت او از
پیشگاه حضرت ظل اللهی سرفرازی یافت. و بهاو تسلیم این
عهده عظیم بجا آورد.

بمالقه برای فرستادن فوجی به تنبیه جماعه لعین بدار الخلافه
به پثیل فرمودند. عرض کرد، عنقریب از معامله راجه
جے بود دلمی می شود. آنگاه بتادیب آنها و نظم و نسق
آن ضلع مردم کار آزموده می فرستد. و عرض داشت،

دیشب متحصنان قلعچه بالای قلعه خالی کرده بدر رفتند. افواج منصوره بدو کذهی دیگر جسدیده بطرفه العین آنها را گرفت. يك قلعچه خام مهوه که درماتت و استحکام عدیل ندارد، حالا دیوان معسکر فیروزی بتسخیر و محاصره آن پرداخته توپها میزنند. بعد فتح آن دوسه قلعه دیگر از کلا نوانست، باقبال عدو مال افتتاح آن بعمل می آید. آنگاه بالا هیژی و رامگذه مسار خواهد شد. و اگر حارس آن فلاح ربقه اطاعت در گلو نداشته، بغفو شاهی کار خواهد افتاد.

از اخبار بسمع کبار رسید که مرشدزاده ولیعهد صاحب عالم میرزا جوان بخت بهادر با چند پلاش هشتمین صاحب بعزم آستانه بوسی بدکنهئو آمده. و بسبب تشدد هنگامه مقاهیر ابواب شهر پناه دار الخلافه یکپاس روز برآمده مفتوح و بیش از غروب نیر عالم افروز مسدود میگردد. گذران برای بارچه شوئی بکنار جمن می توانند رفت. هرگاه گذار قصار نباشد، بقواصد و مسافر چه رسد. فرمودند: «تدارك بعمل می آید».

شخصی از نهضت رایات بدار الخلافه استفسار کرد. ارشاد شد: «این سخنی است که جز بشیل مطلع این راز دیگری نیست. انکشاف این مقرون صوابدید فی».

قریب يك نیم پساس شب گذشته امر شد که بیگات و غیره و نواب مبارك محل که بتایو اختلاف هوا صاحب

فرارش اند، به اسلام آباد متھرا بیایند و همانجا توقف کنند.
اگر طبیعت بیگم صاحبہ خوب شود، بہتر. و الا امر است،
بدھلی بروند، و دیگر در متھرا باشند. و برای معالجہ بیگم صاحبہ
حکیم امامی شرف رخصت یافت.

عرض کردند. شجاع دل خان خسر افراسیاب خان، چون
خادم حسین خان بقلعہ مستقر الخلافہ از علی گڑھ رسید، او را
بحویلی و انسائہ (?) فرود آورد و شلک توپخانہ کہ خلاف معمول
است، نمود. بر طبع اقدس گران گذشت. فرمودند:
« طفل بی تقصیر و یتیم و او متکبر و عبید احمد خان مابدوات
باو نیکی کردم. او را همین می بالیست. چہ طور «لاخیر فی عبید»
باطل شود! منتقم حقیقی پاداش نکوئی مابدوات از خسر
مقتول خواهد فهمید.

ساکار خویش را بخداوند کارساز
بسپردہ ایم، تا کرم اوچھا کند.

بعرض رسید، پسر غلام مرتضی خان بڑیچ با دودھزار
مردم نوکری پٹیل اختیار کرد، و بسیار التفات پٹیل بر او
مبذول نمود. فرمودند: «دیگران، نجفی و افراسیابی، همین
قسم متابعت پٹیل می نمایند». و آرامگاہ آرام فرمودند. فقط
شنبه بیست و ہفتم

نمایان شد چو خور بر چرخ نیلی
بلند آواز شد کوس رحیلی

صدا چون شد بلند از کوس شاهی
 نهیب افتاد از مه تا بماهی
 خداوند نگین و افسرو تاج
 روان شد با سپاه بحر امواج^۱

حضرت برفیل سوار و سرداران نامدار و جنوبیان
 نیزه گذار و غیره در بندگی بودند. پهر روز برآمده بمحیم
 اجلال که نزدیک رام کڈه بود، داخل گردیدند.

عرض شد، دونیم کروه جریبی کوچ شد باستعانت و
 بک دلاوران که بقلعه خام موهو چسپیده، افراسیابی و مردم
 قلیل جنوبی با چند ضرب توپهای کلان حسب الایمائی پئیل
 شریک محاربه شده اند و مستحفظان می جنگند. بهیرو بنگاه
 عساکر که نزدیک قلعه شده میگذشت، ناکهانی بضرب گوله
 توپی ۳ سه نفر شکر همت بهادر پرید. سپاه افراسیابی و نجفی
 متصل بالاهیڑی فرود آمده معامله جے پور رو
 بانفصال آورد.

چون مزاج قدسیه طاهره دختر خدیو مجرور بر که
 ملقب به میانصاحب است، علیل گشت، همه حضار مرخص
 گردیدند. و بحال^۲ و مضطرباً حضرت بسراشق اجلال
 تشریف بردند. شبانگاه نقاب ظلمت که برخ روز روزگار
 فروهشت، شبگرد بگردش آمد و عالم بیدار باقبال حضرت
 نامدار بخت. فقط

يك شنبه ييست و هشتم، مقام رامگذه

صبح كه آفتاب جهانتاب اشعات نور بر سكان گيهان
برافشاند، قبله روزگار از مطلع افتخار بيدار گرديده حضار
نامدار را بشرف بار امتياز و اعتبار بخشيد.

احوال مزاج طاهره قدسيه ميانصاحب بعرض رسيد كه
نسبت ديروز خوبست و شب بخوبي آراميدند. بحضرت
صحت بخش حقيقي، عم احسانه، سجدهات شكر و سپاس بتقديم
رسانيدند كه به ميانصاحب شفای عاجل و اكل عطا كرد.

تا يکپاس روز برآمده شتران و نرگاوان بار بردار
حسب الامر پچراگاه برقتند و حکم شد، بي حکم نرفته باشند.

هرکاره ها معروض داشتند كه همت بهادر و فوج مغول
و جماعه کبکی بئیل بانفتاح قلعه چاه خام مهوہ سعی بلیغ دارد.

شب بناسازی هوا و قلق خاطر که از جانب
ميانصاحب داشتند، خاصه تناول نفرموده بودند. بنا بر آن پيش
از وقت دست باطعمه و اشربه دراز کردند.

بامدادان ميندها سنگه کيدان ماربلين بئیل قصابان
اردوی معلى را ممانعت و مزاحمه گاوکشی پياس طربقت
خود کرده چندی را دست و پا نرم ساخته بود. چنانچه
فرمان قضا توامان حضرت، شاه نظام الدين نزد بئیل رفته
گفت كه «چه حرکت از مردمان شما بظهور آمد؟» بئیل

از بس کہ اطاعت و انقیاد را نخر و سعادت می داند،
 کیدان مذکور را طلب داشته بسیار تشنیه ساخت، و عرض
 کرده فرستاد کہ « او مینڈھاست۔ از خوف جانب بقصاب
 آویخت کہ تشود ویرا بمسلیخ برد »۔ این لطیفہ خیل بحضور
 خوش آمد و جهان پناه مصرع سرمد خواندند ^۱۔

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند

گذارش کردند کہ رباعی اہل ^۲ مطربان شکر فرحت پیکر
پٹیل امروز می سرایند۔ رباعی۔

نفاقوس شوی بلند آوازہ شدہ
 صد شکر کہ دین ہندیان تازہ شدہ
 در بارکہ پٹیل عالم پرور
 سرہای ملیچھہ تاج دروازہ شدہ

تا شب چنین مقدمات نشاط در بزم خسروی مذکور
 می شد۔ بوقت معہود حضرت عالم پناہ و خلق اللہ آرام
 کرد۔ فقط

یست و نہم، دوشنبہ

از افق مشرق ستارۂ روز طلوع نمود۔ پادشاہ انجم
 سپاہ بملاحظۂ مواکب چون کواکب بر منزل جہان نما

۱۔ اصل میں یہاں بیت کی علامت ہے۔

۲۔ اصل میں اسی طرح ہے۔

برآمد. انباجی کهنڈو بعضی مقدمات برسم اخفا بسمع معلی گذارش کرد. عرض شد، بیاس عهد و موثیق، انباجی در خدمت پٹیل سوال و جواب محمد بیگ خان همدانی می کند چنانچه بمرضی پٹیل موجودات مردم او نویسمانده، دوهزار و یک صد پیاده و سوار بشمار آمد.

بابت تولد پسر انباجی فرستاده راو راجه پرتاب سنگهه ماجهری ده اشرفی و بارچه پوشاکی جهت مولود و زن مسعود انباجی محمود آمده و انباجی دستار خود و خلعت براو راجه فرستاد.

نصف النهار پٹیل شرف مجرا حاصل کرد. چون هنگام آسایش اقدس بود، چند مقدمه عرض نموده اجازت رفتن بخانه انباجی جهت مبارکباد تولد پسرش و دادن خلعت نیابت خود و دیوانی خالصه شریفه براجه نراینداس گرفته، فی الفور مرخص شده بذیره انباجی رفت.

شام بعرض عالی رسید که براجه نراینداس، پٹیل نیابت خود و خلعت شش بارچه و جیفه و سربپیچ مرصع و مسالای مروارید و اسپ و فیل و دیوانی خالصه معه مختاری دولت خانه حضور و متصدیان خالصه و رام نراین پسر رای رام رتن مودی سرکار والا که بهوش و ذکا و سرانجام امورات عظمی و دولتخواهی جناب معلی باوجود صغیر سن رساست، و بدل میکو شد، خلع مهربانی داد و

بخانه انباجی مہمان و محفل رقص بمیان . و قلعچہ مہوہ
 فتح شدہ، و سلطان سنگھہ برادر راجہ لکھ دھیر کہ ازو
 جداست، برای معاملہ خود رجوع بہ ہمت بہادر آورد، و
 لکھ دھیر در بالا ہٹری بعزم نبرد و مقابلہ و محاربتہ دلاوران
 فیروزی نشان نشستہ۔ چنانچہ الہ یار بیگ خان وغیرہ مغول بچند
 توپ بدفع این پنج مست مورچال از بالا ہٹری قائم کردہ
 شروع نمود کردند۔ و از پلاٹن افراسیابی و سواران جنوبی
 از شورہ پستی، طرفین نوبت نمود و کشت رسیدہ بود۔
 اما بخیر گذشت۔

ارشاد شد: «تا بکی؟ اگر همین صورت از جلین
 است، روزی عالمی تہ خواہد گردید»۔

شب تب لرزہ ملازم شد و اہل عساکر دست بدعای
 شفای حضرت ہمہ شب تا بسحر نمختند فقط۔

سہ شنبہ سلخ کہ طلوع بیضا شد، اطبا بمحضور حاضر
 شدہ بعد ملاحظہ نبض ادویہ تجویز نمودند۔

مذکور شد، دو نقب قریب بقلعچہ مہوہ رسیدہ بود۔
 درویشان خبردار شدہ دفع آن کردند۔ و دو نقب دیگر نزدیک
 رسیدہ معاملہ جسے پور بیازدہ صد ہزار روپیہ انفصال یافت۔
 منجملہ آن چہار صد ہزار روپیہ نقد و تنمہ را اقساط۔
 برای آوردن مبلغ موافق اقرار نزد راجہ جسے پور کوبنداند
 المصروف بہ جوراج کہ بہ جسے پور رفتہ تا حال نیامدہ۔ و

راجہ نرایندهاس دستخط برکواغذ خالصہ کرد، و مقصدیان
باو رجوع آوردند۔

چون مزاج اقدس گرافی داشت، درون محل تشریف
داشتند۔ هلال مبارک قال چون جمال نمود، حضرت ملاحظہ
کرده چشم بر آئینہ کشادند و برسم معمول در میزان
نشستند، و حرفی چند بر زبان آوردند کہ «بٹیل از اوضاع
مردم این دیار آگاہ نیست۔ و در حرمت و اعزاز مخرب
ما شدہ۔ لیکن چون مابدوات او را مختار فرمودیم، اگر نیک
و بد ازو سرزنند، سخن بطرف ما میرسد، نہ بدو۔ خود
کرده را درمان نباشد»۔ مجرائیان را جواب شد۔ فقط۔

چارشنبہ غرہ صفر، ختم الله بالخیر والظفر، حال حال کہ
خورشید اقبال و اجلال درخشان شد، از مشرق آفتاب
برآمد۔ حضرت بیدار شدہ با حضار اطبا امر فرمودند و
بتجویز آنها ادویہ نوشجان ساختند۔

سید شعرا میر منشی غالب علی خان سید تخلص و غیرہ
باریابان بزم ہمایون تا دیر مذکور شعر و شاعری بحضور
داشتند۔ و بر این مطلع میرزا محسن تاثیر اصفہانی:

باز در عشق تو دارم سر داد و ستدی

کہ دہم افسر شاهی بہ کلاہ نمودی

غزلی کہ سید اشعرا گفتہ آورده بود، بخواند۔ چون
مذاق سخنش از فہم ناقص اعلی تر است، لہذا مطلع غزلش

که نیز بیت الغزل اوست، مرقوم می نماید، تا جمیع شعرای
حال و استقبال و صاحب طبعان که درین فن کمال بهم
رسانده اند، آنرا بنظر امعان ملاحظه ساخته بر سائی طبعش
پے برند و تحسینها کنند. فرد:

بوسه خواهم ز لبش، يك دلکی داده صدی
هست زان ساده مرا خوش سرداد و ستدی

حضرت پادشاه آفتاب تخلص فرمودند که چون مذکور
داد و ستد است، شعر شمس الدین خواجه حافظ شیراز بیاد
آمده. بیت:

بدرم روضه جنت بدو گندم بفروخت
نا خلف باشم، اگر من بجوی نفروشم

دیگری بعرض رسانید که ازین شعر بوی استغنا بمشام
میرسد. لهذا فردی خوب بیاد آمد. بیت:

عنقریب است که با خاک برابر گردد
تاج زرین شه و کاسه جوبین گدا

حضرت نظر بقافیه غزل سید اشعرا نموده فرمودند که
«اگر الف گدا را بیا بدل کرده گدی بخوانند، بسیار مستحسن».

الحمد لله که همچو مذکور شعر و شاعری که در هیچ
وقتی نشده باشد و فهم خاقانی و انوری بدان نرسیده،
سهلاً در محفل معنی مذکور می شود.

درین ولا سرگروه درویشان، سید احسن الله احسن
تخلص که استعداد شعر فارسی و هندی دارد، مطلع
طبع زاد بخواند:

اس طرح میرے دل میں داغ تو نے جھڑک جھڑک رکھے
جس طرح کل کو گل فروش بانی جھڑک جھڑک رکھے
آن گاہ باہ سرد و خاطری افسردہ بتکدر تمام قبلہ خاص
و عام فرمودند کہ «مختار السلطنة انجم خیل اگرچہ برسوخ
عقیدت لاف عبودیت بجان میزند، معلوم نمی شود کہ
بصلاح وقت مخرب دولت خانہ ما را برداشته، یا خیال
کودنمکی بهمرسانده۔ هرچند مابدولت بتقید مزید فرمودیم کہ
بحضور ما کہ بحقیقت دریائست عظیم، اگر بوتیار را رسانیده
«دهند، زندگی او بطعمه ماهی شود؛ والا حیاتش در پنجره
سنگی خلاف عقل۔ این ہم نمی تواند کرد و وعده ها بعمل
می آرد»۔

آخر روز آندراونرسی بعد ادای کورنش و تسلیم
موکل عرض کرد کہ امروز پٹیل بسبب درد کمر کہ بهمرسیده
حاضر نگردیده۔ امر شد: «جون وی بفرزندى مابدولت
مشرف شده، عجب بودی کہ مزاج اقدس کرائی بهمرساند
و وی بصحت باشد۔ درد کمر مضایقه ندارد»۔

بعرض رسید، امروز کوچ همت بهادر و مردم نجفی و
افرایانی به بلاهیڑی مقرر بود۔ چنانچه همت بهادر ایات و
خیمه خود فرود آورده فرستاده بود، و خود سوار می شد۔

لیکن درین اثنا گفته پٹیل باو رسید که فاصله از اردوی
 معلی و شکر، ما بسیار خواهد شد. کوچ مناسب نیست -
 از همین جا بجنک باید رفت. چنانچه فسخ عزیمت همت بهادر
 کرد. ظاهر را وکیل لکھه دهیر سنگه از بالا هیڑی آمده. و
 می گویند. منجمانہ معاملہ جسے پور صد ہزار روپیہ نزد
 وکلای جسے پور آمده. بگفته آنها کوچ نشد. هرکارها که
زبان جنوبی «پٹیتیان» کویند، جای خیام چپ و راست قلعه
 بالا هیڑی چهار پنج کرومی اردوی همایون دیدہ، بر وفور
 جاہ های شیرین و زمین هموار به پٹیل اظهار کردند. پٹیل
 در جواب هیچ نگفت. و مستحفظان قلعه مهوہ در محاربه
 قصور نمی کنند. امشب صد مردم از رفقای آنها در قلعه
 داخل شدند. نقبی از خندق گذشته بریر برجی رسیده. باید
 دید که کی آتش داده پرانند.

فرمودند: «تانی و ناخیر در چنین جاها نامناسب. اما
 هرکسی مصالحت خویش نکو می داند».

بعده درون محل بظاهر به تپ و بباطن بتکدر تشریف
 ارزانی فرمودند چون چادر نیلی عروس روز پوشید، عالم
 بلباس خواب در آمد و کول از کثرت سرما بر رو
 کشید. فقط -

پنجشنبه دوم ماه مذکور که نیر عالمتاب طالع شد،
 حضرت عالم پناه بیدار شده باحضر اطبا فرمان دادند. شب
 نسبت بروزهای دیگر مزاج و حاج خوب ماند.

بعرض رسید، فوج دریا موج بیلاهیتری چسپید و
 متحصنان بدلیری تمام شب و روز برآمده بر مورچال
 ریزش می نمایند و قلعه مهوہ بدستور می جگند۔ شام
 عرض شد کہ محمد بیگ خان همدانی با پسر و برادر زاده خود
 و کریم قلی خان پسر منیرالدوله مرحوم بخانه انباجی آمده بود۔
 بعد رفتن همدانی جیون خان بہادر وکیل راو ماجہری نزد
انباجی آمده صحبت گرم کرد۔ بنظم و نسق محالات آنروی
جن و تنبیہ مفاسد بایمانی پٹیل بابوجی ملہار دیوان انباجی
 میروند۔ مردم افراسیابی قدری قلیل برای آوردن خادم حسین خان
 بہ اکبر آباد رفته اند۔ فرستاده گوبندانند چیزی زرقند نزد
پٹیل صاحب منجملہ معاملہ جے پور رسید۔ و خودش
سرانجام زر موافق قرار داد ساخته بصبح و شام از جے پور
 میروند۔ بنابرین کوچ بیشتر موقوف ماند۔ و مستحفظ قلعہ
آگرہ بہ شجاعت قلبی دیگ خیال می پزد۔

ارشاد گشت:

مازیاران چشم یاری داشتیم
 خود غلط بود، آنچه ما بنداشتیم

اخبار دارالخلافہ معروض شد۔ بخشی الملک سیف الدولہ
 از چندی صاحب فراش است۔ و تاب مقاومت کفار یعنی
سکھان شقاوت شعار بخود نیافتہ بصوابدید وقت در کنجہای
تعلقہ دہلی سواران سکھان طلبیدہ نشانده و «راکھی» یعنی

جامداری آنها مقرر کرده داده. بسبب مصالحه غله در شهر
ارزان است و روز بروز می شود.

فرمودند: «مردم که اراده جهاد داشتند، مردند.

سيف الدوله سيف به نيام و آرام کرد. انشاء الله از پلتيان
جنوب سر اشراى بخار بباد پنه های آبدار برباد میدهیم، و
از آنها کار میگیرم. میدانم که او بمقتضای هوای زمانه سازش
کرده مفرو مقرر خود آنها را ساخته. اقبال ما و افضال
خدا باید. و پشیل انجم خیل بما موافق، گو عالمی باشد منافق».

آنگاه درون خوابگاه شبگیر بدلبز بینظیر آرام فرمودند.
و بصدای قرنای مقام صغار و كبار بخاطر جمع بختند. فقط.

جمعه سیوم شهر صدر، در حین طلوع کوكب کیتی
افروز حضرت از خوابگاه برآمده باطبا نبض ملاحظه کنانیده،
بر شب بیداری که بسبب کسل طبیعت خواب نیامد، بآنها
اطلاع بخشیده، موافق تجویز طبیبان عیسوی دم ادویه نوشیده،
و قدری خاصه تناول ساخته، آرام کردند. مجرائیان را
جواب شد.

قريب يك باس روز برآمده بعرض رسید که امشب
به بابوچی ملهار پشیل نامدار سیله و دستار بابت رخصت و
مختاری، محالات بار داد، و قريب بنصف شب کوبنداند مهنه
بفوج راجه جے پور آمد. صمصام الدوله بانفتاح قلعه مهوه
سمی بلیغ دارد. لیکن هنوز مدعا دور است. و از بالا هیڑی

جنگ توپ و تفنگ شروع شد.

امروز بسیار مزاج و هاج از مناجاعت بر کران ماند. الهی، برکت دعای نیم شبی و ورد سحری صحت عاجل و کامل بقیله دین و دنیا عطا نما که نظام عالم بوجود مقدس وابسته است. عالم السموات و الخفیات می داند که تمامی خالق بهمین ورد همه شب کار داشتند. و چرا ندارند که همچو سفر بطفیل خاص نصیب هریکی است. فقط.

چهارم شنبه. چون بحکمت کامله حکیم دانا از خم شب فلاتون روز برآمد، پادشاه بیدار شده باطبا رجوع فرمود. الحمد لله برکت انفس ریاضت کیشان شب بآرام (و) ۱ باسایش گذشت، و مجراثیان، مجرا حاصل کردند.

قریب بنصف النهار پشیل برسم عیادت و عبادت آمده، پس از ادای مراسم کورنش و تسلیم ثنکه های نقره و مس که از روپیه و فلوس عبارتست، بنابر صدقه و خیرات دافع بلیات بحضور پیشکش کرد. امر شد: «مرادی تقسیم و روپیه بخزانه داخل نمایند».

از روی عنایت و نوازش خاقانی دوهره هندی که طبع زاد همایون است، بخط انور مزین کرده طره دستار پشیل نامدار کرده، همان دوهره را بر زبان صدق بیان آوردند:

ملك مال سب كهوے کر، پڑے تمہارے بس

مادھو، ایسی کبیجو، آوے تم کو جس

آن گاہ سداشکر ناگر منشیء پٹیل معہ بالاجی،

برادر زادہ خود، عتبہ بوس شد و سہ غزل کہ در مدح بندگان

جناب کفہ آورده بود، بیانگ بلند بخواند۔ راقم وقائع بدائع

چند بیت ازان ہر سہ غزل می نگارد۔ حصول ازیں تحریر

آن کہ اہل سخن بامعان نظر پی برند کہ در بزم شاہ عالم

چنین مردم قابل حاضر می شوند، و درین عصر چنین صاحب

طبعان هستند کہ بخیاں بندیء آنها فہم نظیری و انوری رسید۔

شاہ عالم را طلوع صبح دولت آفتاب

ذره پرور، قدردان، عالی کھر، والا جناب

چون کر بر انتظام سلطنت بر بست چست

راو مادھو آمدہ حسب الطلب جلدو شتاب

بعقل پیرو بدولت جوان چو صبح امید

شہ و جناب شہ ما چو مطلع نرشد

سران بدرکہ شاہ جہان شہ عالم

زانفعال نمک سرنگون بلرزہ چو بید

چو صید در پیء عزم فرار بال آراست

کمان کشید و پر تیر بر تسانہ رسید ۱

غبار ظلم زدود ۲ و کف کرم بکشاد

بگاه تهر هلاکو، بمهر چون جمشید
 بعرض بنده سدا شنکر این نیاز حقیر
 دعای دولت و عمر است یادگار نهید

صد شکر و سپاس فضل قادر
 کافسرده هوا شده نکوتر
 مختار مهم شاه عالم
 مادهور او سیندهیه بهادر
 بر نظم نظام سلطنت بست
 مردانه مہان سر سپہدر
 عادل نوشیروان ثانی
 درخلق و صفا چومهر انور
 از مهر جهان جوان و از مهر
 بزود غبار ظلم یکسر
 پرورده نمک دعای دولت
 گوید بزبان عجز ناگر
 تا دور فلک دبیر و شه بادا!
 فیروز بطالعی مظفر

از حضور باو و برادر زاده اش يك يك دوشاله و
 يك دوشاله صلۀ غزلیات مرحمت شد. و بدرخواست
 مختار السلطنة پشیل قرار یافت که شقجات و فرامین معلى
 اول از نگاه سدا شنکر گذشته، بعده باطراف شرف
 اصدار یابد.

و بوسیلهٔ بیرم خان، محمد حسن مغل مثنوی خوان بحضور
مشرف شده بدوشاله مباحی گشت. و شامگاه همراه آپاجی کهنڈو
بابوجی ملهار حاضر گشته بخلعت پنج پارچه و رخصت بنابر
 نظم و نسق محالات و تنبیه جماعت مفاسد به پنج هزار سوار
 جنوبی و همین قدر مردم افراسیابی و بلاتین معزز کردند.
 ارشاد شد: «دران چه کافهٔ انام آرام یابد، بعمل آرد. نشود،
 دلی ازو بیازارد».

بعرض رسید، امروز رای رتن لعل و غیره و کلای راجهٔ
 جسے پور شام بدربار پٹیل مانده نوشت و خواند معامله
 خاطر خواه پٹیل کردند و انفصال بوجه احسن گشت. وقت
 رخصت پٹیل پنج کشتی خلعتی برتن لال داد. مفصل تعداد
 مبلغ معاملهٔ مسطور و اقرار نقد و اقساط بعد ازین مذکور
 خواهد شد.

پادشاه بتفریح تمام درون محل تشریف برده پردگیان
سرادق اجلال را بنوید این که چیزی در معاملهٔ جسے پور
 بدست خواهد آمد، فرحت اندوز جاوید ساختند. و متوقع
 برین که معلوم شود، بچند معامله شد، از غایت نشاط بشمار
 درم و دینار خیالی شب را بروز آوردند، و جمیع مردم
 اردو بتفریح گیهان خدیو بآرام خسپیدند. فقط.

يك شنبه پنجم ماه صدر که اشرفی مهر نمودار شد،
 وارث چهل خانه کنج قارون بیدار شده، بعد ملاحظه کنانیدن
 نبض و تناول ادویه مجراثیان را بشرف مجرا سرفرازی بخشید،

و بنابر پاس طبیعت و یوم النوبه خاصه نوشجان نفرمود.
بفضل حکیم برحق نوبت تب و لرزه نیامد.

شام آبابی کهندو بهاندی نیشکر و رنگتره‌ها از طرف
بئیل بحضور گذرانید. آواز صدای توپها بسامع جهان پناه
رسید. بتفحص آن امر شد. بعرض رسید که راو راجه
پرتاپ سنگه ماچهری با پانزده ضرب توپ و سه پلن و سه
هزار سوار و همین قدر پیاده معه بختاورسنگه پسر متبنای
خود از وطن آمده هراول عسکر ظفر پیکر فرودگاه نمود،
و شلک توپهای او شد. بمتابعت بئیل در فشی چون نشانه‌های
بئیل که سرخ و درمیان آن مار سفید تعبیه است، درست
کرده نصب نموده. ارشاد شد: «معنیء متابعت چنین باشد».

چون خاصه نوشجان نشده بود و ضعف و نفاقت معلوم
میشد، در خیمه خوابگاه تشریف برده آسایش فرمودند. و
اهل عساکر مطمئن از وسواس کوچ آرام نمودند. فقط.

دوشنبه ششم که طلوع نیراعظم شد، خلیفه روزگار
حضار را بمشاهده جمال با کمال عز و افتخار بخشید. تا دیر
در محفل همایون مذکور شعر و شاعری بود. شخصی که در
علم تاریخ مهارت و ترکیب باستانی عبور دارد، بسبیل
مذکور بیت شاهنامه فردوسی بخواند:

جهان را جهاندار دادر خراب
بهانه کند کین افراسیاب

عرض شد، مفاسد لعین و مقاهیر پیدین با فوج سنگین
 بهنگامه پردازی بعضی اهل بغض و کین قریب بدار الخلافه
 رسیده، کوس حرام نمکی می نوازند، و نظم و نسق تعلقات
 درون و برون شهر پناه دار الخلافه خلاف اسب (۹) خود که
 غارت شعار آنها ست، می نمایند ظاهر را خیال ملکداری بسر
 آنها اقتضاده باشد. اللهم! احفظنا من البلیات!

و معامله جے پور به بیست و پنج صد هزار روپیه و
 معامله بهرتپور بدو صد هزار روپیه و پنج توپ کلان که
 موقوف بر پسند پٹیل داشتند، انفصال یافت. امروز راو ماجهری
 معه پسر ملاقات به پٹیل کرد. خلعت شش پارچه و مالای
 مروارید و جفته و سرپیچ مرصع و اسب پٹیل به پسر راو
 مذکور داد.

امشب چندی راجپوت تیغ گذار از قلعچہ مہوہ که
 مفتوح نشده، برآمده از مردم مورچال صمصام الدوله پنج
 سربریده و نقب که نزدیک بقلعه رسیده بود، آن را خراب
 ساخته و آتش داده باز بقلعچه رفتند.

حضرت ارشاد کردند: «انشاء الله العزیز، بابو جی ملهار
 زود دمار مخالفان را بنواح شاه جهان آباد رسیده برمی آرد.
 خدا بکند که مابدولت زود بدھلی رسمیم. بی آنکه در اینجا

رایاتِ عالیات برسند، بندوبست آنجا خاطر خواہ نتواند شد۔
 خیر، آنچه مقدر است، می شود۔ تردد و تفکر عبث کردن۔
 و مصرع چہارم رباعی طبعزاد اقدس بر زبان آوردند:
 «اب تو آرام سے گذرتی ہے» ۱۔

چون ربعی از شب گذشت، قرنای مقام بلند آوازہ
 گشت، و حضرت درون خوابگاہ و ہر یکی بمقر خود
 بخواب رفتند۔ فقط۔

سہ شنبہ ہفتم کہ بتسخیر ربع مسکون خسرو فلک چارم
 برآمد، و شاہ کواکب از مقابلہ اش ناپدید شد،
 سلطان السلاطین بیدار شدند۔

بموقف عرض رسید، باقبال خدیو کیمان ستان شب
 متحصنان قلعہٴ مہوہ بیرون رفتند، و فتح نمایان شد۔ بعد
 فیصلہٴ معاملہٴ بالاہیڑی و ذومہ قلعہٴ ہای دیگر خبر کوچ اردوی
 معلیٰ بہ مہندر پور عرف دیکہ در لشکر پٹیل شہرت دارد۔
 بابو جی ملہار کوچ یک گروہی از عسکر مظفر کردہ رفت۔

بوکیل پٹیل موافق دریافت اخبار شامگاہ ارشاد کردند
 کہ جماعت بخار نابکار و کفار شقاوت شعار، اعنی گروہ
 بی شکوہ سکھان طرف ریواڑی تاختہ دست بغارت کشادند،

۱۔ پوری نظم حسب ذیل ہے :

صبح تو جام سے گذرتی ہے شب دلارام سے گذرتی ہے
 عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گذرتی ہے

و در گنجهای بادشاهیء تعلقهٔ دهلی سواران آنها نشسته
عملداری می کنند. و درون شهر صد دوصد سوار آنها
بدلجمی می آیند. سیف الدوله زمانه سازی می نماید. والا در شهر
بفساد آنها يك دانه غله بنظر نیاید. تدارك این زود بعمل باید
آورد، و چنان باید کرد که ظلال عاطفت ما بر ساکنان
دهلی بیفتد» -

عرض کرد که «چنین قرار یافته، چهاردهم این ماه
پیش خیمه برود، و بسه کوچ دائرهٔ دولت بدیکه رسد،
و چند مقام، تا آمدن بیگات و کارخانجات از مستقر الخلافه و
غسل جمنا و زیارت بلدهٔ متها و معبدهای بنداین که پٹیل
صاحب و اندی بانی که خواهر اوست، در اینجا خواهند
رفت، همان جا خواهد شد. بعد آن کوچ بکوچ موکب همچو
کوکب و پٹیل انجم خیل بنواح دهلی میرسد. و عنقریب
بابوچی ملهار پیش از رسیدن افواج قاهره تا به دیکه تنبیه
آن جماعت مخدولان می نماید. اندیشه نباید فرمود» -

ارشاد کردند: «آنچه پٹیل بهادر قرار داد، اولی
و انسب -

صلاح ما همه آنست کان صلاح تراست

در صورت توقف و اهمال اغلب که «دل» که عبارت (از)

فوج سنگین سکهان است، برسد. آن زمان محاربه بآنها سخت مشکل خواهد افتاد که تیر تفنگ آنها جواب تیر جزایر میدهد، و اسپهای خوب دارند، و یک یک سوار دلیرانه مقابل شده کارنامه رستم را برهم میزنند. ما خود از آنها بر نمی توانیم آمد مگر بیاوری سپاه شما و استعانت فضل کس بیکسان».

قریب یک پاس شب گذشته عرض شد که همراه انباجی محمد بیگ خان همدانی با پسر و برادر زاده خود دو گهژی شب رفته مشرف ملازمت پشیل شد و هفت اشرفی و چهار چهار مهر پسر و برادر زاده او نذر کردند. پشیل صاحب بسیار دلجمی کرده رخصت آن روی دریای چنبل نمودند. و از روی مهر بانی هفت کشتی بارچه و جیغه و سر بندج مرصع و مالای مروارید بهمدانی و بندج بندج خوان خلعتی به پسر و برادر زاده اش عنایت ساختند. بعد آن جهان پناه آرام فرمودند. فقط.

چهار شنبه هشتم، بعد طلوع مهر بر سپهر پادشاه بیدار شده مجرای حضار پای تخت گرفتند. دو جوژی زرگا و ناگوری آمده بود. به طالب علی خان خواجه سرا داروغه اصطبل و گاوخانه امر شد که قیمت آن مشخص کند.

وقت شام بینی رام اخبار نویس سوای مادهوراو حاکم پونا که تعین آباجی کهندو است، و پنج کشتی تباکو نهیله از طرف آباجی کهندو بحضور انور آورده بود،

ملازمین نمود، و بغایت دوشاله سر بلندی یافت. آنگاه ظل الله
سایه بلند پایه بر اهل حرم، در حرم سرا تشریف برده،
افکندند و مردم لشکر آرام بخفتند. فقط.

پنجشنبه نهم، هنگام طلوع شاه خاور وارث تخت اکبر
بیدار شده، بعد ملاحظه نبض بحکا اگرچه احتیاج دوا نبود،
لیکن پیاس یوم النوبه ادویه بتجویز آنها نوشجان فرمود.

بعرض رسید، بمحاصره بالامیڑی فوج مغلیه و غیره که
بود برخاسته آمد. ظاهر انفصال معامله شد. سه گروهی
عسکر مظفر بابوچی ملهار کوچیده رفت. محمد بیگ خان همدانی
را که بده هزار روپیه در ماهه و محافظت قلعه پولی که قریب
ترور من المضافات صوبه دارالفتح اجین است، پشیل صاحب
مرخص و مامور کردند. کوچ یک گروهی بدان طرف
نمود.

انار و رنگترو و لیموی شیرین رام نراین بحضور
گذرانید. مهر باینها نمودند و برغبت تمام گرفتند. ازان
جمله دو خوان به پشیل و حصه رسد بمشردزاده ها بخش
شد و باقی نگاهداشتند. میر منیر علی که برانیدن خوانهای
مذکور مامور گشته بود، از نزد پشیل آمده عرض داشت
که بغلام خلعت میداد، فدوی نگرفت. فرمودند: « مضائقه
چه بود؟ »

سه پسر میر فضل علی خان مرحوم داروغه میر منزل
امر شد، جای پیش خیمه رخ دیکه دیده بیاید. حسب الامر

مکان تجویز کرده کیفیت آن مفصلاً اظهار نمود. سخنهای دست بغارت کشادن سکهان مذکور می گشت - فرمودند : « بسزای اعمال می رسند - » شخصی عرض کرد : « نواح دار الخلافه تا یکی مضرب خیام فلك احتشام میشود ؟ » ارشاد کردند : « بحسب ظاهر بقول فیراقی :

اگر همچنین است لیل و نهار
بدهلی شود موسم نو بهار »

الحمد لله ، با وجود روز نوبت طبیعت حضرت قدر قدرت خوب ماند - پیاس مزاج هیچ تناول نساخته باندك شوربا اکتفا کردند - چون کوب نورانی بقصر ظلمت رفت ، و سلطان کواکب بر منصه سپهر برآمد ، شاه بانوان بمشکوی همایون تشریف برده جهان بانو را جهان جهان نشاط و عالم عالم انبساط بخشیدند ، و هریکی بعالم خواب به خیال مرغوبه های خود و ادعیه وصال آنها از درگاه جامع المتفرقین بفکر شب بسر بردن و مطالعه این بیت سعدی شیرازی مشغول شد :

سعدیا ، نوبتی امشب دهل صبح نکوفت
یا مکر صبح نباشد شب تنهائی را

فقط -

جمعه عاشر که از افق مشرق خورشید نمایان شد ، حضرت بیدار گردیدند - عرض شد ، باغوای مردم مفسد همدانی فسخ عزیمت رفتن بولی کرده بمردن قوار داده بود -

آخر بفهمانیده مقربان و داناان خود کوچ به دهولپور کرده رفت و عبور چنبل نموده ببولی میرود. عزیزانش و کریم قلی خان و غیره از رفاقتش باز ماندند. کریم قلی خان قریب بذیره میجر پرون فرنگی که در بندگی از طرف هشثین است، فرود آمده جواب سوال نوکری به پشیل می نماید.

تاریخ ختم التحریر بوستان که بخط نسخ حضرت نوشته اند، سیدالشعرا دوازده بیتى گفته آورد. راقم وقائع نظر بطوالت کلام ابیاتش نمی نویسد و مختصر بر ماده تاریخ می کند: «شاه عالم نبشت».

۶۱۹۹

کوچ ازین محیم اجلال بمشوره جنوبیان بعد سیزدهم این ماه می شود. مجد یعقوب خان عرف کلو خواص چند خوان بوش جهینٹ درست ساخته گذرانید. فرمودند: «مردم سلف سفیه بودند و معرا از هوش که سقرلاتی و زربانی و اقسام اقسام می کردند. ارسلاحٹی(?) می بایست. و جهینٹ و کهاروه هم از تکلف است». زهی پادشاه و زهی فهم او! بعد آن بر زمان معهود بآرام گاه آسایش نمودند و همه مردم بآرام پادشاه بیمار میدند. فقط.

شنبه یازدهم که از پرتو شعاع بیضا جهان روشن شد، جهاندار نامدار بر منزل جهان نما بملاحظه عساکر چشم دوربین کشاد. چون باد ناموافق می وزید، و بوی کثیف^۱

بمشام شریف میرسید، از بنگله فرود آمده در خیمه مبارک نشست. حضار به باریابی استسعاد یافتند. زبان کرامت ترجمان از بوی بد مزابل مذکوری رفت. خوشا بوئی که شاه از وی بگوید!

عرض شد، همدای به بهاوز رسید و بابوچی ملهار پیشتر بکوچیده. شخصی از روانگی پیش خیمه استفسار نمود که امروز نرفت. فرمودند: «شب اندراونرسی می گفت، صبح پیش خانه رود؟ گفتم، بعد سیزدهم این ماه.»

بعد آن که آفتاب غروب شد و ماه برآمد، شاه بخت و خلق بقصه کوچ و مقام افتاده سربالین خواب نهاد فقط. يك شنبه دوازدهم پگاه^۲ جهان بناه بیدار گشته و بر بنگله جهان نما برآمده تماشای طلیعه مهرانور نمودند. و حضوریان چشم بر آفتاب کشادند. از کثرت مقامات گفتگو بود و بر این بیت رسید:

با کیزه تر از آب نباشد چیزی
هر جا که کند مقام، گندیده شود

ارشاد شد: «معسکر مظفر که بچشم اعتبار حکم دریای ناپیدا کنار دارد، از وفور مقام مکدر و گندیده تر شده. حقا، مشام از بوی مزبله های لشکر پراکنده می گردد. اما باید شمید.»

آخر روز بابوه که داروغه زنانه پٹیل است،
 با خانسامانش آمده از طرف پٹیل ہژدہ کشتیء پشمینہ کہنہ
 کہ بانزدہ دوشالہ و پنج کبر بند و سہ رومال شال بود،
 گذرانید۔ حضرت از مغتبات شمرده نامبرده ہا را بدوشالہ ہا
 و کوشبند سر افرازی بخشیدند و فرمودند: «ہرچہ از
 دوست میرسد، نیکوست»۔

و منتظر آمدن پٹیل نشستہ بودند کہ درین اثنا
 آپاجی کہندو حاضر گردیدہ عرض کرد کہ پٹیل بجناب فیض
 مآب می آمد، لیکن نزد او رای رتن لال وکیل مہاراجہ
 دہراج آمدہ، باو بابت زر معاملہ کہ نقد و قسط مقرر کردہ
 اند، سوال و جواب می کند و برتن لال گفتہ کہ زر قسط
 بدہد تا بحضور ملازمت شما کنانیدہ شود۔ چنانچہ معہ زر
 و مشار الیہ فردا حاضر خواہد شد۔ بادشاہ کہ انتظار آمدن
 پٹیل می کشید، ازین سخن افسردہ خاطر گشتہ مقالات گاہ
 آمیز بہ آپاجی کردند کہ «شما خوب نوکری و بندگیء خواند
 خود می کنید و در آنچه نظام دولتحانہ ماست (سعی) نمی نمائید»۔
 عرض کرد کہ «رد سخن معنی مناسب نمی داند، والا زیادہ
 از فدویت پٹیل در بندگیء معنی حاضرم»۔ من بعد برآمدہ
 رفت۔ و حضرت درون بارگاہ عزیز تشریف بردند و اہل
 اردو خوابیدند۔ فقط۔

۱۔ یہاں اصل میں کوئی لفظ وہ کیا ہے، مثلاً سعی یا کوشش، ورنہ جملہ
 بے معنی ہوا جاتا ہے۔

دوشنبه سیزدهم، بادشاه بیدار بخت بوقت طلوع مهر
بر تخت نشستہ ایستادگان پایہ خلافت را بحجرا ممتاز کرد.

بعرض رسید، معامله بالاهیڑی به بیست و پنجهزار
روپیه شد، و دتن لال هندویات صد هزار روپیه بشرط رسیدن
دیکه به پٹیل داده و باقی جواهر و اقشه بدیکه رسیدہ
میدهد.

یکپاس روز باقی مانده، پٹیل عتبه بوس شد و خلوت
عظیم تا شام بماند. حضرت تے-ریف رانیخان بهائی بسیار
فرمودند. قرار یافت، فردا خاصه و پیش خیمه به دیکه برود،
و پس فردا کوچ معلی گردد. بعده پٹیل مرخص گشته برآمد
و خود بدولت حرف کوچ گویان درون حرم سرا رفته،
حرمت افزای محرمان اسرار شاهی شدند و اردوئیان بخواب
رفتند. فقط.

سه شنبه چهاردهم پیش از طلوع مهر بر سپهر موافق
مشورہ دیروزه حکم نقارہ پیش خیمه و خاصه شد و صدای
آن بلند آوازه گشت. بامدادان که بادشاه جهان باورنگ
خلافت جلوس فرمود، آباجی کهندو آمده مجرا کرد و از
جانب پٹیل عرض نمود که امروز خاصه نباید فرستاد. بر رای جهان
آرای که آئینه غیبی است، منکشف شد که این سخن باغواي
همت بهادر است. القصه بدر یافتن این ماجرا کراحت فرموده
بکمال آزردهگی ارشاد کردند که «مطابق اقرار دیروز کوس

پیش‌خانه و خاصه گشت و روانگی، آن بعمل آمد. چه ممکن است که خاصه باز گردد و کجا گنجایش که فردا کوچ بفرمایم! اگر امری ضرور به پشیل رو داده باشد، همین جا مقام دارد و صبح کوچ بکند. پس فردا خود را بمسگر مظفر برساند».

و همپای آباچی کهندو پسند نایب نظارت را فرستادند که به پشیل حکم رساند که «خاصه رفت و عدول حکمی چه فائده؟ صباح پس فردا در مقام پیشین بخاطر آن فرزند کوچ نخواهم فرمود. در طلبیدن خاصه که چندان کار نیست، ظاهر را بنظر عوام سبکی، سلطنت معاینه می شود. حرمت دودمان شاهی داشتن خوبست».

بقسمی که مذکور شد پسند رفته گفت. پشیل پذیرفت و معروض داشت، «آنچه مرضی است غلام ازان کناره کزین فی. همراکاب در بندگی بوده سعادت حاصل می کنم. چه ممکن که فدوی مقام نماید، حرمت سلطنت نیفزاید؟ در مقام پیشین فهمیده می شود. ازینجا خاصه فریستند و کوچ کنند».

سبحان الله! سبکی و گرانسنگی، خلیفه روزگار وابسته کوچ و مقامست. اگر شد، مدارج عالی، رالا سفلی نصیب گشت.

پسند بحضور آمده همه مذکورات بسبیل تفصیل عرض داشت. لله الحمد والمنة که غیرت سلطانی چنان کار کرد که

باوجود اصرار سپه‌دار جنوب خاصه رفت و حکم بر نگشت.
 پاسی از روز باقی مانده پثیل با وکلای جے پور بدربار
 جهاندار آمد و ملازمت آنها کنانید. رای رتن لال سرکرده
 فوج مهاراجه دهرراج راج راجندر سوائے پرتاپ سنگه
 بهادر از طرف مهاراجه دهرراج يك صد و پنچ اشرفی و از
 جانب خود پنچ مہر و همین قدر بخشی نندرام و راو
 چتر بهوج پسر کلان راو خوشحالی رام مرحوم که بزخم کاردی
 کشته شد، نذر گذرانید، و همراهیان آنها بقدر مدارج خود
 رویه ها پیشکش کردند. از حضور معلى خلعت فائزہ شش
 پارچه با مالای مروارید آبدار و جینہ و سرپیچ به رتن لال
 و خلاع پنچ پارچه و چہار پارچه با مالای مروارید و جینہ
 و سرپیچ به نندرام و چتر بهوج و به ده نوابین آنها دوشالہ ها
 و گوشبند از روی مرحمت و نوازش عنایت شد. بعد آن
 به پثیل بہادر تا دوگھڑی روز مانده خلوت بود.

درین جلسه همت بہادر و راجہ نراین‌داس استسعاد
 حضور دریافته بودند. بلکه خاقان عظیم‌الشان آنها را باستفسار
 خیریت و بعد مدت بحضور چرا آمدند پایہ مقدار بر افزود.
 پثیل رسوخ فدویت و عقیدت اوشان منقوش خاطر انور
 تا دیر نمود. حصہ بخاطر داشت انجم خیل استماع میفرمودند.
 چین جبین مبین بر احوال ضمیر منیر اطلاع باہل ذکا می
 بخشید. باوجودی کہ پثیل از آنها می گفت، ہر دو پیامی
 نگریستند و سر بر نمیداشتند، و معاینہ جمال باکمال از انفعال نمی

توانستند کرد، تا بعرض و معروض چه رسد. ختم کلام
پژیل برین ساخت که «خادم حسین می آید». بمنزلات پدر مشرف
شود. خانزاد افواج را در بندگی گذاشته بملك خود خواعد
رفت.»

ارشاد شد: «از قیل و قال آموخته گفتن چه سود؟» سخنان
مشوره معلوم نگشت. اما بوئی بمشام رسید که از اکبر آباد
می گفت. باید دید بعد رسیدن مهندریور چه بعمل می آید.

قریب بشام پژیل بفرودگاه خود و پادشاه در محل رفت
و شب بآرام گذشت. يك باس شب باقیانده کوس کوچ
غله بنش جهت افکند. فقط.

چارشنبه بانزدهم که بر خنگ سپهر سوار یکه تاز مهر
سوار شد،

شهنشاه بنشست بر پشت فیل
روان گشت افواج چون رود نیل
سپاه جنوبی و افراسیاب
همی رفت در بندگی با شتاب

قریب بنصف النهار ورود موکب مسعود بموضع تهیه
تعلقه بهاور گشت و دولتیخانه که متصل آن نصب بود، از
داخل شدن شاه عالم پرور شرف حاصل کرد. عرض کردند،

چهاروینم گروه جریبی که هشت گروه کسری ۱ کم رسمی باشد، از مخیم اجلال موکب اقبال آمد و بسبب تشب و فراز به بی نسقی تمام عساکر و سرکرده های سپاه گردون اشتباه فرود آمده اند. بنابر شعاب جبال و کربوه های بلند و مغاکهای پست و رود و جنگل و کثرت اشجار خاردار و طرق ناهموار مردم اردو و بهیر و بنگاه و عسکرین به بی ربطی چون غله مخلوط آمیخته طی مسافت ساختند. پثیل و دیگران بی مثل ۲ فروکش نموده اند.

بابوچی ملهار که بهمین نواح ڈیره داشت، دو گروه بیشتر لشکر شاهی خیمه زد. تا بدیکه و متھرا پیش پیش خواهد بود. بعده بمحاذات می تواند رفت.

مینڈھاسنگھه کمیدان ماربلٹن پثیل که با پلاٹن خود حارس خیام گردون احتشام است، بمعین الملک امین الدوله جلیل الدین خان بهادر میرآتش عرف میرزا میڈو بسبب قرب جوار نزاع برپا کرد، و گفت: «ڈیره خود بردارند»- امین الدوله بحضور حاضر شده گذارش ساخت که او باستادگی خیمه غلام ممانعت می کند. سزاوول حضرت بمومی الیه تعیین شد که مزاحمت نکند و ارشاد کشت که «بھندی زبان معنی اسم مومی الیها کوسفند جنگی باشد. اگر مابدولت امروز می خواستیم، تماشای سرزدن آنها معاینه می شد».

بعرض رسید، به رحیم گدّه رحیم خان بهادر خسر
امین الدوله بسبب منازعت توسل حدود مردم چترهوج رفته -
از دیروز محاصره کرده موضع را آتش داده بودند، و
جنگ بمیان از طرفین می شد. چون رحیم خان در بندگی حاضر
شد، بحسب ایامی شاهی صد سوار پلیل رفته مردم چترهوج
را واپس آورده دفع محاربه کردند.

صمصام الدوله جریده در رکابست. فوجش از رامگدّه
نیامد. مشهور است، تا ادای زر اقساط جے پور در ضلع
راجپوتیه خواهد ماند. شام بر عرضی نقارخانه دستخط مقام
شد و شب آرام فرمودند. فقط -

شانزدهم پنجشنبه مقام تپه نقاره پیش خیمه و خاصه
آخر شب و اول روز شد. صبح حضرت بیدار شده بر
منصّه شاهی جلوس فرمودند. عرض کردند، پیش خانه و
خاصه رفت. دوپاس روز برآمده بموقف عرض رسید، همین
وقت خادم حسین خان بهادر ملحق بمعسكر مظفر گشته بخیمه
بدرش در سپاه نجفی فرود آمد. طفلی است پنج ساله که بوی
شیر از دهنش بمشام می آید. فرمودند و آه سرد کشیدند؛
«خوشا نجف خان که امیرالامرائی ما بمتوسلش و غلامش
رسید، و غلام زاده امیدوار قدرت کرد گار! در چنین
امورات اختیار نیست».

الحمد لله که پادشاه نیک و بد کارها بهر حال بخدا می
سپارد و خود را مجبور می داند. برکت چنین نیت بیست و

شش سال است، کوس شاهی می نوازده. و الا مجال بود که در چنین انقلابات که بهیچ وقتی نشده، بحفظ می بودند. محض عنايات الهی و هوش و عقل را درین اوقات جای دخل نی.

آخر روز پثیل در جناب اقدس حاضر شد، از منازل پیشین مذکور داشت. تا شام جلوت و خلوت ماند. بعد آن بنحیم خود مرخص شده رفت. بهیر و بنگاه او و غیره که بسبب فرود آمدن بدهکی بغیر مثل^۱ سراسیمه از دیروز می گشت، هزار خرابی امروز بفرو دگاه خود ها رسیدند و می رسند. و اغلب فردا بکوچ شامل شوند. من بعد حضرت بنحو ابگاه آشایش نمودند. فقط.

جمعه هفدهم

چو بر آسمان خور بیدار شد
شهنشاه از خواب بیدار شد
بگردون شد آواز کوس رحیل
شهنشاه برآمد بتابوت فیل

پس از طی راه يك پاس روز بر آمده بموضع مسالی
تعلقه کثومر که دوات خانه نصب بود، جهان پناه داخل شدند.
عرض گردید، کوچ سه گروه پاو بالا جریبی گشت. بدست
راست نزدیک باردوی معلى پثیل و خادم حسین خان با توپخانه
و سپاه نجفی و افراسیابی بفاصله يك گروه جریبی هراول

شکر مظفر و راو راجه یسار هراول شکر فیروزی اثر و
 بیشترش رای رتن لال با فوج راجه جے پور و بدست چپ
 پسر و برادر مرتضی خان بڑیچ و چنداول انباجی وغیره
 مردم جنوبی فرود آمده اند.

جهت تجویز جای پیش خیمه بمیر منزل حکم شد. شام
 آمده عرض داشت، مکان خوب قریب بقریه جنوبی، که
 دیکه پنج گروه از ان جا می ماند، هست. بر عرضی
 نقارخانه دستخط مقام مزین کردند. بسراوق اجلال
 میفرمودند: «امروز این قدر خاک راه باوجودی که بر فیل
 بلند سوار بودم، بدهن انپاشته شد که حرف بر نمی آید» -
 شونجی حاضر جوابی گستاخی گفت که «در رهگذرها بجز
 خاک چه باشد؟ آدم خاکی را گله خاک جائز نیست» - خاکت
 بدهن، مگر تو مستی؟

وقت معهود بخواب رفتند. پاسی شب بود که نقاره
 روانگی پیش خانه و پیش از طلوع آفتاب کوس خاصه بلند
 آوازه شد. فقط -

شنبه هژدهم صفر -

نیر جهان افروز نمودار و جهاندار بیدار شد. از
 روانگی ۱ خاصه معلی و یورش سکهان بنواح کرنا و جهیولی

آن روی دریای جهن که بیست و پنجم-زار سوار هنگامه پردازها می کنند، بعرض رسید- حکم والا شرف نفاذ یافت : « نگارش شود، تیاری دیوان خاص نمایند »- لیکن حل این معما نشد که به تیاری دیوان خاص مستقر الخلافه یا دارا الخلافه امر گردیده- زهی تاثیر کلام ملك الملوك که بفهم هیچ کسی نیامد!

وکیل پٹیل از طرف موکل عرض نمود که « معلوم شده، سیف الدواہ بدهلی پا در رکاب نشسته- حضرت بهمین اضلاع رونق افزا باشند- غلام بسه روز به شاهجهان آباد میرسد »-

فرمودند: « ما بدولت این قدر کمزوریم که پٹیل پنداشته- اگر چه شش گروهی ضابطه کوچ شاهی است، اما برفتن شهر پانزده گروهی راه آماده ام- و سیر شهر دیکه را موقوف داشتم- بیرون خیمه خواهم زد »-

خوشیء بندگان عالی این است که در حضور انور حضوریان راست و دروغ از کثرت سکهان و مفسدان که بنواح دهلی جذین و چنان است، می گفته باشند، تا باستماع این اخبار پٹیل زودتر بشهر با خدیو جهان پرور توجه کند- مشهور است، مابین دیکه و برسانه یا بنزدیکی متھرا مقامات شود- زمان مقرر آرام نمودند- و شب باسایش همه مردم غنودند- فقط-

نوزدهم يك شنبه

بامدادان که شاه شرق بعزم ممالك غرب رایت برافراخت ،
 بحکم قضا توام نوبتی کوس کوچ نواخت . ملک بسواری
 پیل يك پاس دو گه‌زی روز بر آمده بقریه جنوب‌تر که
 چهار گروهی دیکه باشد ، بدولت خانه اقبال نشانه داخل شد .
 عرض کردند ، موکب اقدس چهارونیم کروه جریبی طی
 مسافت از تخیم اجلال کرد . پیش با سپاه خود قریب بنجیمه
 مبارک . دست راست و خادم حسین خان با شکر پدرش و
 تمامی سران مغول همچو غول و توپخانه نجفی و همت بهادر و
 رای نراین داس دو گروه پخته رسمی هراول اردوی معلی و
چپ هراول بتفاوت يك میل راوداجه و پیش از توپخانه
نجفی رای رتن لال فرود آمد .

از هنگام داخل شدن بنجیمه تا وقت خواب هیچ مذکور
 تازه در بارگاه جهان پناه نبود . حضرت را کمال شوق
 دیدن مهندربور و بخشیدنش بقلعه گیر که مراد انجم خیل
 است ، بهم رسیده . زهی شاهی که سلطنت وقف ساخته و
 در لباس شاهی کوس گدائی نواخته !

القصه بعرضیء نقارخانه دستخط مقام شد . و پاسی
 چون از شب گذشت ، قرنای مقام ندای مقام بلند کرد و
 عالم بیدار بخواب رفت . فقط .

بیستم دو شنبه

بامدادان شد طلوع آفتاب
بادشه بیدار شد بر تخت خواب

بعرض رسید، خیل افراسیابی و توپخانه نجفی و
همت بهادر و راجه نراینداس با خادم حسین خان و رتن لال
بهیئت مجموعی نصف شب به دیکه کوچیده رفت. باستماع این
مباحثای حیرت افزا انواع اندیشه گذشت که بیشتر چرا
رفتند. کسی از قلت آب که در فرودگاه آنها بود، بر زبان
می آورد، و دیگری گمانهای فاسد بر آنها می بسیت. بادشاه
پیخبر گفت: «الغیب عندالله» نمیدانم، چرا رفتند آنها». آخر
معلوم شد که اجازت از پٹیل حاصل کرده رفته اند.

عرض شد، جای پیش خیمه همایون و پٹیل که رام باغ
و بعده که یک لهره (۹) قرار یافته بود، بنابر تکاثر زراعت که
محافظه آن لازم افتاد، و در صورت بائمالی نزاع صریح
با خیل مذکوره می شد، موقوف ماند. و متصل وضع بهیچ
که سر راه متبراست، تجویز یافته. باوجودی که از رفتن آن
گروه و عزم اوشان تصدیق تحقیق نشده بود، دوگهڑی روز
بر آمده حکم کوس پیش خیمه و خاصه گشت، و به دیکه
روانه گردید. منی بعد از کثرت هنگامه سبکمان بر زبان
اقدس و دیگران گذشت. و بند اخبار دارالخلافه نزد پٹیل
فرستادند. مندرج بود که بنواح نیمهر گوچران و مفسدان

تاختند. چنانچه از زیر نیده برج دو فیل سیف الدوله بردند. یکی گریخته بشهر آمد و دومی را نگذاشتند. ابواب شهر سوای دو دروازه همه بخت و گنج مسدود کردند. غلات بفضل رازق، عم احسانه، بشهر ارزانست، والا زندگیء غربا و اغنیا با وصف چنین هنگامه ها محال بودی. بسبب تحط عظیم و خشکیء سال که باضلاع لاهور و دوابه است غریب و غربای متوطن آندیار و قریب چهل هزار پیاده و سوار بسر کردگیء تاراسنگه غیا و دیگر سرداران عمده گروه بی شکوه بدین حدود چون بلای ناکهانی رسیده با راده فاسد رخ باین طرف دارند.

پثیل بعد مطالعه اخبار عرض کرده فرستاد: «در صورتی که هنگامه چنین است، غلام شب باش به دهلی میرسد. حضرت بر پشت ما کوچ شش گروهی خواهند فرمود. و اگر این اخبار عاری از لباس راست است، بالفعل بمقامات دیکه نظم و نسق این مملکت و برهمنیء مخالفان و نخر بان سلطنت نموده بطرفی که آبش و خور خواهد بود، می توانم رفت».

ارشاد شد: «ما بدولت پانزده گروهی بضرورت کوچ می فرمایم، و از پثیل که فرزند عالیجه است، جدائی نمی گزینم. اگر چندان احتیاج به تشریف ما نخواهد شد، در

هوڈل مقام خواهم فرمود۔ بکوچ کردن اطراف مختص بشهر
کاهل نیستم۔ حالا بدیکه میرسم۔ آنچه شدنیست در انجا
ظهور می کرد۔

بسمع بار یافتگان بارگاه فلک اشتباه در آمد، بابوچی ملهار
که بحالات رفته بمتهرا کوچید، ظاهرا عبور جون خواهد
نمود۔ مصمام الدوله که فوجش به رام کڈه مانده و خود
جریده آمده، درین نزدیکی از دیکه بتحصیل زر بقیه معامله
جسے پور و تنخواه خود که پٹیل نموده است، بضلع راجپوتیه
روانه می شود۔ و «چٹھی» که عبارت از نوشته باشد، برای
مستحفظان و متحصنان شهر و قلعه دیکه که مردمش هستند،
بمهر خود نزد پٹیل فرستاده۔ مضمونش این که دیکه تقویض
مردم پٹیل کنند و بوضع ایشان گذرند، و دست از تصرف
بردارند۔

آنچه افواه متفق شدن سیف الدوله به ضابطه خان بهادر
و سکھان اشتهاار یافته، معلوم شد، غلط محض و افترای
مردم مفتری است۔ از دوسه روز معروف و مشهور که
مجدیک خان همدانی بیولی برفت و با چند سوار بطرفی گریخت۔
لیکن دروغ است۔ و او بیولی کوچ بکوچ می رود۔
سبحان الله، سخنانی که از صدق معرا باشد و در حد یکی راست
نبود، در بزم شاهی بل بر زبان ظل الہی بگذرد۔ حق این
است که پادشاه عالم پناه خود از کذب و دروغ اجتناب

ندارد. مردم مجبور اند. الفاس علی دین ملوکهم. اگر دروغگوئی و هززه درائی را بگیرند و بسزا رسانند، کجرا یاراست که سخن ناراست بر زبان آرد.

پنج گه‌ری روز باقیانده پُثیل بحضور انور حاضر شده شرف مجرا حاصل نمود. تا بشام مشوره بود. هیچ کس بر آن مابرا وقوف نیافت. قریب بغروب آفتاب پُثیل بذیره خود برفت و حضرت این دو بیت بسلك نظم کشیده بخواب تشریف بردند:

بسیاید دید تا فردا چه کردد؟

شب است آبستنی، آیا چه کردد؟

زمانه هست بر وضع دگرگون

خدا داند که حال ما چه کردد؟

پس شب باقی مانده کوس کوچ بلند آوازه شد. فقط.

سه شنبه بیست و یکم

بهنگام طلوع کوکب روز حضرت بیدار شده بعد ادای نماز و وظیفه اجرای حکم بنوازش نقاره دویم نمودند، و چون روز روشن شد، طبل سیوم نواخته بحوضه فیل نشسته رو برآه آوردند.

بلند آوازه شد کوس رحیل

رسید آوازه اش تا چرخ فیلی

بسلك بر فیل لاغر چون روان شد

بسوی دیکه فوج شه دوان شد

پیش خانه بر شتران بار شد. و پادشاه بیدار گردید و باحضار وکیل پتیل حکم رسید. چنانچه بحضور بار یافت و باو خلوت و کنگایش بمیان آمد. و طبال طبل دویم نواختن شروع کرد که فرمان واجب الاذعان بنقارچی شد که «نقاره منواز، و بگفته کدام سزاوار بدام بر کوس ثانی چوب زدی؟»

وجه مانع کوچ این که وکیل پتیل از طرف موکل معروض داشت که جائی که خیمه معلی است، زمین خوب و پاکیزه دارد. چه ضرور که حرکت از آن جا میفرمایند. اگر قرب غلام منظور افتاد، چندان مسافت نیست. و اگر از نزدیکی سپاه بی شاه اندیشه لاحق شد، ایما شود که جوق جوق مردم خود فرستد. تا خاطر خواه محافظت دولتهخانه والا نمایند. و اگر قلت چاههاست. فدوی دویست بیلدار میفریسد، تا حفرهها و چاهها بکنند و آب بر آرند. سوای ازین شقی اگر باشد، امر گردد که احقر بجا آرد».

بعده پیش خیمه و کوچ موقوف ماند. زهی پادشاه که کوچ او بوج و مقام او ناکام! و خهی ظل الله که سکون و جنبشش وابسته گفتار دیگری! اگر وحشی درین وقت بودی، يك گروه را ازین شعر خود بر آوردی:

پادشاهان و گدایان دو گروه عجب اند

که نبودند و نباشند بفرمان کسی

یا مصراع اول چنین گفتی:

چون گدایان نه شهبانند معرا ز خرد

و فقیر قراق خوش گفته :

شاه عالم بجهان بوده وهم خواهد بود
تابع حکم کس و ناکس و فرمان کسی

موافق معمول قدیم بابت مقام بعد نواختن کوس رحیل
که پادشاهان اولی العزم صاحب السیف و الفیل يك صد و
بیست و پنج روپیه رسم جریمانه به نقارچیان انعام می
کردند، پادشاه سلطنت بخش يك روپیه پاو بالا بآنها مرحمت
نمود. هرچند بیچاره ها چون کوس بلند آوازه شور و
غوغا کردند که خلاف دستور سلف بعمل نیاید، و آنچه
آئین پیشین است، دران فرق نشود، نشنودند و در جواب
فرمودند: «آن ورق برگشت، و آن دفتر را گاو خورد
و آن دوکان برچیده شد.

چم گذشت، از جام او باقی ماند
آن قدح بشکست و آن ساق نماند

این هم مقتضی همت والا نهمت ما بدولت است که در چنین
اوقات بصدای طبل بیست آنه بخشیدیم. شما را چه بدست که
افغان و وای ویلا می نمائید. این را مفت دانید، و شاق
طلبی و زیاده طلبی مکنید، و برین مصرع معروف عمل
سازید: هرچه گیرید، مختصر گیرید.»

قریب يك نیم پاس روز بر آمده شاه نظام الدین که
زود پیل بگفتن فسخ عزیمت کوچ رفته بود، بحضور آمد و

عرض داشت که بخاطر جمع همین جا مقام باشد که از دوری بندگان عالی در دل پثیل اندیشه نیست. اندر او نرسی وکیل پثیل از جانب موکل يك قتیء انگور ولایتی، و پنج ناسپاتیء بوسیده گذرانید. از لطافت و کثافت آن بفصاحت و بلاغت تکلم شد. و فرمودند: «نخست مارا می بایستی که میوه ولایتی به پثیل فرستادی. لیکن درین ترسیل ازو سبقت گشت. مضایقه ندارد».

چون اندك بود، بکسی تقسیم نشد. و برای تناول خاص نگاه داشتند. و دویط که میر شکار سرکار شکار کرده آورده بود، به پثیل فرستادند. عرضیء نواب ناظر منظور علی خان بهادر و اخبار از شاهجهان آباد آمد و از نظر کرامت اثر گذشت. بعد تسطیر هنگامه کثیر شورش مفسدان عرض داشته بود که قبلهء عالم تشریف ارزانی فرمایند، یا فوج سنگین تعین نمایند. بعد مطالعه به آغا پسند نائب نظارت عرضی و اخبار بجنس عنایت شد که پثیل را مطالعه کرانده بیارد. و زبانی گوید: «آن فرزند عالی جاه را بمختاری ممالك هند و خانه خود سرفرازی بخشیدم. فکر دارالخلافه نمایند و سهل نه بدارند». در جواب عرض کرد که «بیست و هفتم این ماه تحویل آفتاب جهانتاب ببرز جدی موافق تقویم هندلیست، و در زمره ما مردم این روز در ایام سال بنابرین که سر آفتاب بشمال می شود، متبرک تر. و از اتفاقات بلده فاعره متهره که معبد عظیم است، نزدیک رسیده. غلام

رفته زیارت آنجا و غسل جمنّا کرده خواهد آمد. بعد آن قرار واقع بندگیات خاقانی می نماید».

عرض شد، صمصام الدوله دو هزار کولّه توپهای کلان بر عرابها از حصار پخته دیک بار کرده و امروز بملک راجپوتیه می رود، و فوجش که به رامگڈھ و بالاھیری مانده، باو متفق شده زر معامله جیے پور تحصیل خواهد نمود.

حضرت از قرب خیل مدبر کشیده خاطر و آنها نیز متنفر. لاکن چون نزدیکها بمیان آمد، برای بدنامی که زبان زد عوام شود، آنها کوچ نتوانستند ساخت، و خود بدولت را چه افتاد که خیمه بردارند. اگر چه تفاوت از اوشان منظور بود و هست، بگفته پٹیل ازان عزم درگذشتند.

بر عرضیء تقارخانه دستخط مقام شد و قرنای مقام غریو مقام بلند کرد. زمان مقرر در خوابگاه رونق افزا شدند. فقط.

روز پنجشنبه بیست و سوم

مودار بر پرخ شد آفتاب
ملک گشت بیدار در قصر خواب
خدا را نموده نیایشگری
عجرائیان کرد خواهشگری

رسیدند در پیشگاه حض-ور

گروهی که بودند از قند-ه دور

قرب ب بيك پاس روز بر آمده آپاچی كهڻڏو و بابو با
نائب نظارت پٽيل بشرف مجرا بار یافته بعرض رسانیدند که
پٽيل می آید- ارشاد شد: «روز بسیار برآمد- آخر روز
 بوقت خود بیاید»- بنڇ گهڙی روز مانده، پٽيل مَجرا آمد-
 خلوت عظیم تا يك گهڙی باو شد- رانی خان بهائی و آپاچی كهڻڏو
شريك کنگایش بودند- بر سخنان مشوره جز اینها هیچ کسی
 اطلاع نیافت-

خبر بابو جی ملهار استفسار نمودند که کجا رسید- پٽيل
 عرض نمود: «جاسوس غلام خبر آورده که هفت ڪرو می
منهرا ڏيره دارد»- ارشاد شد: «در پرڇه اخبار نوشته آمد
 که بمنهرا رسید و کشتیها بنابر عبور جهن فراهم می نماید- بعد
 تحویل مهر بجدي که شما آن را شنکرايت می نامید، غسل
 حون نموده آن روی آب خواهد شد»- و بجنس پرڇه
 اخبار به مطالعہ پٽيل آوردند- بعد آن پٽيل برآمد کردید-

و بعرض رسید که شتران انباچی و اهل شکر سواران
میواتی از چراگاه می کرده بردند و تدارك نشد- فرمودند:
 «ازین گفتن چه حصول؟ ما نیز تدارك نمی توانم ڪرد»-
 آنگاه بمشکوی خاصه رفتند- و خاص و عام بمحفتند- فقط-

جمعه بیست و چهارم، صبحی

علم بر کشید آفتاب بلند

بگریدید بیدار دارای هند

پس از ادای نماز و وظائف مقرری باحضر مجرانیان امر شد. چنانچه هر یکی حاضر گردیده، در خور پایۀ خود جا یافت. آنگاه از قلعه دیکه که از بنای برجیندر سبجان سنگه است، و در استحکام و متانت شهره آفاق، و در سال هفدهم جلوس میمنت مانوس مطابق سنه هزار و صد و نود بهری ظاهرا بیاوری اقبال خاقانی و دیری دلاوران نجفی و ترددات نمایان ذوالفقار الدوله میرزانجف خان، و بحقیقه از غضب الهی و آخر شدن آذوقه فتح شد، مذکور بمیان آمد که انفتاح همچو حصار از قدرت کردگار گشت، والا اگر صد میرزا جمع می شدند، هیچ نمی توانستند کرد. چون غرور و کبر در سر صنادید این دیار و دهاقین نکبت شعار جا یافته بود، خدای تعالی که کبر و پندار بجز جنابش سزاوار دیگری نیست، از دست نحرضعیفی دمار از نهاد شان بر آورد، و بر سپاه و غلات و خزانه و ملک و قلعات که بران می نازیدند، از تصرف آنها بدر برد و بدیگری سپرد. تعز من تشاء و تذلل من تشاء! اگر بتشریح از حصار و شهر پناه نگارش شود، کتابی علیحدہ شود. چون در محفل شاهی مذاکره شده، بطریق اجمال اندکی از بسیار می نگارد.

بگفتن نمی آید این حرف راست

بیا و بین، تا به بینی، چه جا ست

القصه سه طرف شهر پناه جرء آب واقع شده، و غربی آن کوهی است پخندان بلند و پخندان پست، شهر پناه خام نه کروهی با خندق کلان است، و فصیل در بلندی بحصار نیلی و خندق به پستی به طبق هفتمی میرسد. مرحله ها کلان کلان که هر یکی نامی جداگانه دارد، بفاصله نیم کروه و بعضی قریب بگرد شهر پناه، و مرحله عظیمی پخته نزدیک بکوه مذکور بر پشته کوه مسمی به شاه بور و ازو بیشتر متصل به کوپال کده که مرحله خامیست، نسبت بدیگر مرحله بزرگتر باغیست موسوم به رام باغ که شمال رویه است، درش فاتیار و آنچه بود خراب شد در محاربه نجفی، چهار دیوار بلند و پخته و درون باغ سمت شرقی و غربی دوبنکله عالی پخته و جنوبی تشمینی و سمیع و فراخ و بلند، عمارتش سنگی و در وسط محراب باغ چبوتره کلای مثنی از سنگ سفید بانسی و چاهها نیز در باغ واقع شده، نه چوبر و سبزه باکیزه دارد. درختان اقسام اقسام در اینجا است. اگر چه گل و ریاحین و میوه بنابر خرابی ندارد، اما خالی از کیفیت نیست. و ابواب حصار شهر پناه فراوان و موسوم با سمی، کومبهر دروازه و دهلی دروازه و علی هذا القیاس و در وسط شهر قلعه پخته ریخته یعنی بهراو که گله توپ و تفنگ برو کار نکند، با خندق پخته که به عمق او پی نمی توان برد، و برج و باره بلند و بزرگ و مستحکم مختصر است. مختصری که از اختصارش زبان خامه شکایت کند. بایش شمالی است درونش حویلی مختصر و یک بنکله. عمارت قابل تعریف

ندارد. و زمین آنجا پست و بلند و برون قلعه طرف شمال
تالابی کلان و وسیع و پخته که بمقی او هیچ غواصی بل
فکر مهندسی نرسد. آبش در غایت عذوبت و صفا. شرق
و شمالی، آن شارع عام و غربی، او باغ که یهلو به بهشت زند
با حدود شمالی و جنوبی حق این است باغی دلنشین و مکانی
پسندیده. درون باغ مکانهای متعدد، مختص براب تالاب
تشیمنی است قابل پسند. وصف خیابان و انهار و آبشار و
فواره ها کجا گنجایش که بقلم آید. درختان بار دار بسیار
باوجود این خرابی لائق سیرو تماشا، و عقب باغ تالابی خام
مطلب از آب مصفا و مشرف بران عمارات عظیم و حجره ها
و بنگله ها، همه عمارت کار سنگ و هندوانه و دهقانه نه
امرایانه، و جانب جنوبی، تالاب پخته مذکور تا حد شرق
محله ها و حویلی های کلان بود و باش مهند و برجیندر و
پرتی اندر و جکت اندر که بدن سنگه و سجاس سنگه و
جواهر سنگه و رتن سنگه بودند، هست. از دکا کین و راسته
بازارش و عماراتی که در شهر واقع است و همه ویران چه
نویسد. نام آدم ندارد و از ویرایش هوش چند پرواز می
کند. لیکن مردم خال خال به جواهر گنج بنظر می آیند.
چون جواهر سنگه و بدرش دهلی را ویران کرده بود،
منتقم حقیقی انتقام گرفت. گفته اند: «خانه ظالم تباه». چنانچه
ملاحظه شد. اختتام کلام برین دو رباعی بلبلی نیشاپوری
یعنی عمر خیام:

دیدم چغدی نشستہ بر گنبد طوس
 در پیش نہادہ کلہ کیکاؤس
 با کلہ ہمی گفت کہ افسوس ، افسوس
 کو بانگ جرسما و کچا نعرہ کوس !

افتاد گذارم چو بویرانہ طوس
 دیدم چغدی نشستہ برجای خروس
 گفتم : « چہ خبر داری زین ویرانہ ؟ »
 گفتا : « خبر اینست کہ افسوس افسوس ! »

آخر روز اندر اوزرسی دو پھاندی نیشکر و رنگترہا
 و ہندبانہ از طرف پٹیل گذرانید۔ بدرجہ قبولیت رسید۔ از
 حضور تہانہای لاهی و کخواب و کناری وغیرہ در خور
 رخت زنانہ برای زن رانی خان بہائی کہ جناب اقدس خواہرش
 خواندہ اند ، بہ اندراو عنایت شد کہ باو برساند۔

چون روز رفت و شب آمد ، بآرامگاہ پادشاہ تشریف
 بردہ با مرغوبہا طہیت آغاز نمودند و گفتند : « امروز این
 قدر بخواہر فرستادہ شد۔ گستانی گفت : « مثلی بود ، فلانی
خسر پورہ رانی خان۔ این وقت سخن بر کرسی نشست کہ
 رانی خان یزنہ جہان پناہ گشت۔ حضرت داد سخن دادند و
 سر بکنارش نہادہ خفتند۔ شکریان نیز با ستماع چنین عمدہ
 خطابی کہ بخاقان اعظم شد ، شادان و فرحان غنودند۔ قطع۔

روز شنبه بیست و پنجم

بادشاه فلك چهارم بر تخت نیلی بجهت سیر عالم برآمد
و داور شش جهت و هفت اقلیم، مالك تحت و دیهم بیدار
شد. افندرا و نرسی و غیره باریابان جناب جهانیان مآب
بشرف مجرا رسیده سعادات جاودانی دریافتند.

بعرض رسید، امشب قریب بصبح سپاهیء اجل رسیده
با ظرفی برای طهارت عقب ڈیره احمد علی خان رفته بود.
دزدان برو حمله آورده ظرفش بردند و زخمی کردندش.
چون معاینه شد، چهار شمشیر زده کارش تمام کرده بودند.
انا لله و انا الیه راجعون.

بر زبان اقدس گذشت که « این قدر بیخبری از مردم
احمد علی خان شد، والا باین نزدیکی بیچاره کشته نمی شد ».

چون خان مذکور بحضور آمد، از غایت چشم حیا
باوجودی که همین مذکور بود، هیچ باو نگفتند و اندرون
محل تشریف بردند.

يك پاس روز برآمده عرض شد، پٹیل بشكار از پیش
توپخانه نجفی رفته و شك سلامی مردم توپخانه نمودند.
نصف النهار گذارش گردید که در محصره با قطاع الطریقان که
قریب سی شتر شکرچی کرده میرفتنند، مقابله پٹیل گشت.
باوجودیکه آنها بسیار بودند، و رفقای پٹیل کتر و اوشان
رغبه نمودند، جنگی بمیان آمد و از طرفین چندی مجروح و

کشته افتادند. و پثیل بر اسب بود و دلیرانه بر آنها تاخت. لیکن بر مخالفان معلوم نگشت که همین سرخیل جنوبی است، و الا آفتاب زرد می شد. دلاوران یکه تاز دکه‌ن اکهری زخمهای کاری برداشتند، و آنها را پای ثبات از جای رفت و گریختند. کویند، انباجی بتعاقب آنها شتافته.

رسیده بود بلائی، ولی بخیر گذشت

خبر موخش و سواران مجروح چون باشکر پثیل رسیدند، مردم مستعد و مسلح شده بگرد لشکر استادند، و محافظت بازار و بهیر و بنگاه ساختند. و باگاه‌ها که عبارت از سواران کثیر است، بسیار بسیار برخ فساد تاختند، و راوراجه نیز با سواران خود بهمان طرف بشتافت. قریب بشام پثیل مع الخیر و راوراجه يك پاس شب رفته بفروودگاه خود رسید. چون بتحقیق پیوست، معلوم گشت که سواران میواتی بودند. و رفتن پثیل که بمتهرا بود، موقوف ماند.

اخبار دارالخلافه آمد. نوشته بود که خواجه میر درد تخلص که درویشی بود، باجل طبیعی بیست و چهارم این ماه در دهلی این جهان فانی را بدرود نمود و بعالم جاودانی رخت حیات بر بست. حضرت بسنوح این واقعه الم افزا اندوهگین شدند و شعرها تفی خواندند:

او رفت و رویم ما ز دنبال
آخر همه را همین بود حال

بعد بمشکوی خسروی داخل شده، عضو مرده را زنده کرده بحوض حیات انداختند و شب را بروز آوردند. فقط.

روز يك شنبه، بیست و ششم

عروس مشرقی چون شد نمودار
 برون آمد ملك از قصر دلدار
 بخرگاه شاهی بر تخت بنشست
 چو هشیاران دانا، نی چو بدمست
 امیران آمده مجرا نمودند
 فقیران آمده شه راستودند

عرض شد، همت بهادر تهیه رفتن بمنهرا بغسل جهنا برای فردا که آفتاب بجدی موافق تقویم هندی خواهد آمد، کرده بود. پشیل گفته فرستاد که من میروم. شما هم نروید. لهذا نرفت.

عرائض بیگمت از دارالخلافه آمد. مندرج بود که خبر نهضت موکب همچو کوکب بگوش رسیده، ازان زمان چشم براه است. بر زبان کرامت ترجمان گذشت: « خبر خضری رسیده باشد. ما ارقام نمودیم ». بر عرائض دستخط شد که « انشاء الله تعالی زود میروم ».

عرض شد، پسر راوراجه به منهرا رفته و خود تماشای جنگ شتران می کنند. فرمودند: « وقتی بود، بی اجرای حکم هیچ نامداری نمی توانست که فیل یا شتر بجنگاند. عهد

فردوس آرامگاه سوای جے سنگھ ہزار من^۱ و داخل کردن
زر کثیر بخزانہ بسبیل نذرانہ پروانگیء جنگ فیل و دارالضرب
حاصل ساخته بود۔ مابدولت نظر بچنین چیزها نداریم بحدی کہ
پسر حیدرنایک سکہ خود در دکن انداختہ و ما مزاحمت
نمی فرمائیم، تا بضرب انداختن چہ رسد۔ و بیت سکہ اش
برزبان مبارک آوردند:

« سکہ زد در جہان باسانی شاہ ٹیپو سکندر ثانی »

الہی، این پادشاہ را دیرگاہ نگاہ دار، کہ با این کہ
صاحب تخت و دیہیم است، بفر شامی نمینازد و بدرویشی
ہم نمی نازد۔

بغرض رسید، بجمعیت صد سوار خیر علی خان بہادر
خانزادہ بہ شاہ جہان آباد جہت آوردن کنور بخت سنگھ
و قبائل راجہ نرائنداس رفتہ، و مردم لشکر در دیکہ تختہ
و چوب از عمارات کنندہ می آوردند۔ لہذا بایمای راجہ
مذکور پٹیل بلاٹن خود بمحافظت مردمی کہ بمحب الوطن آنجا
سکونت دارند، فرستاد۔ چنانچہ تمامی شہر پناہ مردم جنوبی
متصرف شدند۔

ارشاد کردند: « دیکہ از دست مسلمان رفت، حالا
باید دید بکیجا رفتن ما بدولت، چون کوچ ازین مخیم شود،
بگردد۔ قیاس میخواهد، بجز دہلی جائی نمایاندہ کہ بدانطرف

توجه رایات عالیات شود. اگر پیش از موسم گرما بدار الخلافه رفتن قرار یابد، شارع عام هوڈل و بلول بهتر، والا لب دریا، این ساحل یا آن ساحل، طرزی که از دار الخلافه کنار دریا تا مستقر الخلافه آمدم، رفتن خوش است».

و از آب و هوای مستقر الخلافه و مکانات و حصار آنجا و سفرها که در عالم شاهزادگی و فرمانروائی نموده اند، بتفصیل بیان ساختند. و از محارباتی که رو داد، گفتند و نقل کردند: «بزمینی رسیدم، هزار گر بائین آب بود، و از آنجا بیشتر آب نبود. زندگی مردم بآب هندبانه می شد. ما هم بدان رفع تشنگی نمودم. اگر چه پادشاهان سلف و حضرت شاه جهان و اورنگ زیب سفرهای بسیار کردند، لکن بعد فردوس آرامگاه بمثابه ما پادشاهی تعب سفر نبوداشت. و فردوس آرامگاه مهربانی بسیار بما داشتی. و اکثر گفتی، «آخر سلطنت باین خواهد شد».

و از رفقای خود که محنت و مشقت در رکاب قمرانتساب کرده بودند، و ازین جهان رفتند، بچشم پرآب یاد کردند که فلانی چنین بود و دیگری همچو لیاقت داشت. درین قیل و قال شاه احسن الله التماس کرد که «سلاطین کبار اسفار بحار و صحرا کردند و رنجها و شمشیرزنها و تاج بخشها ساختند. آنچه از خلیفه روزگار ظهور می یابد، از آنها هم نشد. یعنی شخصی را مختار میفرمایند و نیک و بد امور

تعلق باو می کنند بجدی که بدست او نظر می فرمایند» -
 بآه سرد فرمودند که « از رفقای که در سفر مشرق بودند،
 رفیقی نماند، والا نوبت باینجا نمی رسید. ما پیر شدیم -
 خدای تعالی عصای پیریم را که مراد فرزند عالیه من است،
 بدستم داد که پشت و پهلوی دیگران بیاریش نرم کنیم -
 خداوند توانا داند که اشتر زمانه کدام پهلو نشیند» -

چون سوار مهر از نیله سپهر فرود آمده بخلوتخانه
 مغرب رفت، و شب تیره نقاب ظلمت برخ روز فروهشت،
 کیهان خدیو بیارگاه خواب توجه کرد و آرام نمود - فقط -

دوشنبه سابع و عشرین

بپرتو شعاع آفتاب جهانتاب عرصه گیتی از ظلمت شب
 پاک شد، و چون روز روشن گشت، پادشاه عالم پناه بیدار
 گردید، و مجرائیان مجرا حاصل کردند - منجیان پایه تحت
 معرض رسانیدند، نیراعظم بقیاس نجومیان و براهمه هند به
 برج جدی بعد اثنا عشر ساعت و چند دقیقه از روز
 بر آمده، خواهد آمد -

دانایان هند سال را بر دو قسم کرده اند: تحویل آفتاب
 بجدی، یا تحویل بسرطان - شش ماه را یوم عالم ملوکوت و
 سر مهر را بشمال. و از سرطان تا بجدی شش ماه را
 شب عالم مذکور و سر خورشید بجنوب قرار داده اند -
 نسبت بشب روز بهتر شناسند و کارهای نیک درین ششماه

نمایند، و یوم تحویل جدی را بایام متبرک تر میدانند، و درین روز کنجد دادن و ستدن و خوردن و خورداندن و سوختن و آب انداختن و بدانت غسل کردن ثواب عظیم می انگارند.

عرض شد، بفصل مانسی گنگا که دامن کوه گوردهن پنج کرومی اینجا است، رتن لال و چتر بهوج و ندرام و دیگر راجپوتیه جے پوری رفتند. و آباجی کهنڈو بحضور حاضر شد. چیزی مشوره بساو نمودند. بعد آن اجازت گرفته او هم به گوردهن رفت. خوانهای کنجد سفید آمیخته بشکر تری برای بندگان حضور و متوسلان آستان دولت نشان موافق دستور اهل جنوب که بکه و مه کنجد تقسیم می کنند، از طرف پٹیل بحضور گذشت. امر شد که مولاوی عطا الله خان همه تقسیم کرده دهد. بهریکی یک یک و دو دو خوان بخش شد. چنانچه به رام نراین و هر نراین پسران مودی دو خوان مرحمت گشت. بمولاوی مشارالیه برای تیاری عرابه ها و شتران بشار بردار ارشاد کردند که برای آوردن ببارک محل و کارخاجات پس فردا با کبر آباد فرستاده خواهد شد.

خبردار التماس نمود، خبر است، امروز بایمای نراین داس و همت بهادر ذوالفقار خان خازنه بوطنش برود. چون بر طبق لاجوردی کنجد سفید طباخ روزگار پراکند و کبرده مهر در کانون شفق انداخت، حضرت در مشکوی خسروی

تشریف برده دست بطعام باتفاق مخدرات کردند و کنجد مذکور تناول فرمودند. یکی گذارش نمود، «تقصیر معاف. رسم هند است، غلامی یا کنیزی یا اسبی هرکسی خرید می نماید، باو کنجد با شیرینی میخوراند که وفا کند. امروز جهان پناه معه غلامان و کنیزان کنجد خوار پشیل شدند. خوردن ما يك طرف، حضرت کنجد خائیدند. باو وفا کردن لازم افتاد».

فرمودند: «کنجد بعید میخورانند. حالا که خوردم، خوردم. از وفا مگوئید. «لاخیر فی عید» حدیث است». بعد آسایش کردند. فقط.

بیست و هشتم سه شنبه

چو از نور خور شد منور جهان
بر اورنگ بنشست شاه جهان
بحجرا رسیدند هر يك امیر
بفرمود، آرند پیش سریر
هشیوار آپای فرخنده را
که چیزی بگوئیم آن بنده را
بفرمان شه زود در انجمن
بیامد سر مهتران دکن

بزم کنگایش ترین یافت. آپاچی کهنڈو بدان محفل باریاب شد، و بالتماس او اندراو نرسی و شاه نظام الدین (را) در

مصلحت شريك كردند. در اثنای تيل و قال بطلب پير
فروتوت که در آگره اسير است، به آپاجی مخاطب شدند. او
انکار صريح نمود که صلاح دولت نیست که بحضور بیاید.
لهذا بر جين ميين دلائل ناخوشی هویدا شد. چون خاطر
جنوبیان عزیز است، هیچ نگفتند و عیش بکدورت مبدل
گردید.

برای تباری شیرینی جهت ضیافت پٹیل حکم والا شرف
نفاذ یافت. و هفده خوان الش مبارک، هفت به میجر پرون
و پنج به بخشی برٹ که از جانب هشٹین صاحب در رکاب
معلی برسم سفارت است، و پنج به اندرسین فرنگی که نزد
پٹیل می باشد، عنایت گشت.

از اخبار دهلی بسمع اقدس رسید که خطوط بهگیل سنکھه
به سیف اندوله آمد. نوشته که سکھان اراده تاراج نواح
دارالخلافه و آویزش بشهر داشتند. چون نوشتجات شما
رسید، بپاس روابط اخلاص آنها را ازین عزیمت باز داشته
شد. حالا ایشان بگذه مکٹیسر خواهند رفت.

شامگاه داخل محل شده، از آنجا که مزاج و حاج منقص
بود، به نیم خواب شب را بروز آوردند. هر چند از تفکر
و انحراف طبع همایون مخدرات اجلال تفحص ساختند،
ارشاد نکردند و گفتند، «صبر درویش برجان درویش» - فقط.

بیست و نهم چارشنبه

که صبح طلوع شاه خاور شد، شاه هند بیدار گشت و مجرائیان باریاب شدند. آباجی کهنڈو حسب الطلب در حضور انور آمد، و باتفاق او گنگا پرشاد دیوان انندی بائی خواهر پٹیل حاضر گردیده آستان بوس نمود و يك مهر نذر گذرانید. و دو دو روپیه بمرشد زاده ها نذر ساخت و بعنایت دوشاله افتخار حاصل کرد. دو قاب کلان نقره که بزبان اهل هند تهال گویند، یر (از) ۱ کنجد سفید و دو کوزه نبات بابت شنک-رایت از جانب بائی مذکور بنظر اقدس آورد. بدرجئه قبولیت رسید. عجب پادشاه است که کنجد میگیرد و میخاید!

آباجی عرض داشت: «تیمناً و تبرکاً» دستور ما مردم است کنجد امروز باهم میدهند و میگیرند. و آنکه این داد و ستد بعمل نیارد، ازو گله جائز دارند. و اگر دوستی بملك بیگانه باشد، در خریطه کرده کنجد امروزه از طرفین می فریستند، و به آقایان نیز ارسال سازند، و ازان طرف هم عنایت می شود. چنانچه بخدمت پیشوای مادهوراو خداوند خود فرستاده ایم، و آنها نیز برای غلامان خواهند فرستاد».

محمد یعقوب خان عرف کلو خواص پانصد روپیه را که چهلای نقره و طلا تیار کرانده بود، بحضور آورد. تفصیل

تقسیم آن جناب جهانیان مآب نویسمانده دادند. امر شد، بابت امروز که چارشنبه آخر صفر است، یک صد چهل به پژیل و پنجاه پنجاه به رانے خان بهائی و دس مکھه داماد پژیل و میرزا رحیم بیگ رسانیده، همه بامرایان و بیگات و مرشد زاده ها قسمت نمایند. الهی، پادشاه چهله بخش را سلامت دار. که چهلے او در انگشت عالم شد! بعده خاصه نوشجان فرموده آرام ساختند.

چون بیدار شدند، یاسی از روز بود که آباجی کهنڈو آمد، و دوپٹے دکھنی رنگ سرخ، چار حاشیة کلابتون طلائی که بابت رخصت به گوالیار همان وقت از پژیل یافته بود، و بالای دوش داشت، بحضرت ملاحظه کنانید که پژیل صاحب مرخص نمودند. و از جناب اقدس امیدوار که رخصت شود. ارشاد شد: « رخصت نمی فرمایم. و کار عمه بنار شما تجویز ساخته ام ». درین گفتگو بودند که آمد آمد پژیل شد، و کمال خشنودی بجهان پناه روی داد و اندوه دیروزه از خاطر دریا مقاطر بدر رفت. و پژیل و رانے خان آمده حصول مجرا نمودند. و به آنها و آباجی کهنڈو حضرت خلوت تا شام فرمودند. چیزی مذکورات خادم حسین خان وغیره پژیل گذارش کرد. بعده قریب بچراغان از تغیر مولوی عطاء الله خان خدمت خانسامانی به آباجی کهنڈو شد و بخلعت شش پارچه و دوشالے ملبوس خاص سرفرازی دارین حاصل کرده بیست و پنج اشرفی بابت عطای خدمت مذکور

نذر نمود. بعد آن پلیل و غیره بر آمدند. و حضرت چون رویت هلال بود، نظر به هلال نموده بآب ملاحظه ساختند. و برسم قدیم در میزبان هفت غله نشسته تقسیم غلات بمستحقان کنانیدند. و درون محل شادان و فرحان تشریف برده بقول نبوی بشادی و خوشدلی امروز چارشنبه آخر صفر را بروز دگر آوردند. فقط.

مقام دیکه، روز پنجشنبه غره شهر ربیع الاول سال حال راضی مهر بر نیله سپهر سوار شد و پادشاه بیدار گشت. شب تب، سبب کوفت و رنجش که از خفگی با عزیزن مملکت عالم که معشوقه خلیفه روزگار است، و جهان پناه را بوی عشقی پیدا کردیده، و مالی چند است که او بوضع لولیان اوقات بسر کردی، و از یاری بخت منظور نظر گردید، و بمشکوی اقدس جا یافته، بوجود مقدس شد. مجرائیان باریاب گشتند. از بیقراری و غلبه عشق قلق بمزاج و حاج بود و گاهی بحرمسرا رفته، اگرچه تکلم از طرفین نمیشد، بیداری تسلی خاطر فاتر می نمودند و گهی بیرون خرامیده با برادرانش بامید و بیم مخاطب می شدند، و بعمله و فعله او میفرمودند که باو بفهمانند که براه آید، و دفعه این فرد را مطالعه می فرمودند:

مردم از حسرت، به پینامی دلم را شاد کن
ای که میگفتی: «فراموشت نسازم»، یاد کن
چو را هم بایانی و ناز را هم انجامی. و ازان طرف هیچ

الفتی و رغبتی بظہور نمی آمد و این بیت رسوا
گفته فرستاد :

دیکھو بھر کبھو ایدھر کو جو کرنا ہو نظر
دیدہ بازون کے ، یہاں ، سر کو جدا کرتے ہیں

زیادہ ازین نوشتن مناسب ندید۔ بلکہ بکلی بر این مابجا
وقوف نیست کہ بزبان قلم آشنا سازد۔ ج۔ زاک اللہ خیراً برآن
شاعر کہ این گفته :

میان عاشق و معشوق رمزیت
کراماً کانین ۱ را ہم خبر نیست

عرضیہ نواب ناظر از نظر انور گذشت۔ رسید چار
صد چہلہ نقرہ و طلا کہ بابت آخری چار شنبہ برای بیگات
و شاعرزادہا وغیرہ و نواب مذکور مرحمت گردیدہ بود،
از عرضی معلوم گشت، و از خطرات راہ کہ خاطر دریا
مقاطر فائر بود کہ آیا چہلہ ہا بسلامت رسد یا نرسد یا
دستبرد شود و بدست قطاع الطریق بیفتد، طمانیت شد۔

و عرائض شادل خان و رستم خان افغان کہ ہاڑ در
جایداد آنہا ست، و ملفوف عرضیہ نواب ناظر بود،
شرقیاب مطالعہ اشرف گردید۔ عرض داشتہ بودند، جسامتنگہ
وغیرہ سکھان شقاوت نشان بر جایداد تعلقہ غلامان یورش

آورده بقلعه سادات که معروف به کوثله^۱ است، چسپیده همگی
 زراعت را پایمال سم سمندان ساخته عرصه تنگ نمودند. لاچار
 فدویان بکثرت شان و قلت خود نگاه نکرده نظر بفضل خدا
 و اقبال عدو بند کشور کشا موافق «السيف آخر الاحیال» دست
 بلامحه^۲ کوتاه که عبارت از شمشیر و کارد باشد، نموده
 چپقلش و جنگ نمایان بخالفان ساختند. و آنها در نبرد و
 هیجا هیچ قصور بعمل نیاوردند.

همر سینه نو شده کینها
 گریزان شده رحمت از سینها
 جدا گشته دلها ز پیوند خویش
 بدر تشنه خون فرزند خویش
 هزار در آمد همر دو سپاه
 دوا دو در آمد بخورشید و ماه
 ز موج سلاح و ز گرد زمین
 گلین گشت چرخ و زمین آهنین
 ز تیر و سپرها که بر کار بود
 بیابان نیستان و گلزار بود
 بزیر سر تیغ رخشان ز تاب
 چنان کز تپه برگ نیلوفر آب
 سپه^۲ از علمها شده سایه دار
 دلبران بر آشفته دیوانه وار

سواران عنان در عنان تافتند
 یلان روبرو نیز بشتافتند
 ز شمشیر چاک افکن تابناک
 برآمد زهر جانبی چاک چاک
 مشبك شده سینها از سنان
 بلا زان مشبك تماشای کنان
 ز غاطیدن کشتگان در مصاف
 شده پشته بر پشته چون کوه قاف
 همه روز تا شب دران رستخیز
 دو رویه همیرفت شمشیر تیز

محض بتائیدات یزدانی و توقیعات اقبال خاقانی که در
 وهم و قیاس نبود، فتح و نصرت شد، و آنها را از پیش
 برداشتند. چون قلت مردم بود، تعاقب بعمل نیامد.

تعاقب نمودن نه از راه بود
 که مرد اندک و روز بیگاه بود

ازین طرف بیست و پنج کس شربت شهادت چشیدند و
 دو صد مردم آنها علف تیغ بیدریغ گردیدند. حالا رخت
 ادباز ازین نواح بردند، و سه گروه کوچ عقب از هاژ
 کرده خیمه زده اند.

عرض کردند، نصرت الدوله بهادر تلیرفرنگی که ملازم
 راجه جی پور و برفاقت رای رتن لال بود، با بلن خود
 ترك نوکری کرده نزد آبابی کهنڈو فرود آمده سخن نوکری بر

کرسی نشانده - ارشاد شد: «تلیز از شانی پدید و بر دگر شانی نشست - بیوفائی رسم اکثر طائر طیران بود» -

قریب بغروب آفتاب عالم تاب پشیل با رانے خان بهائی و آپاجی کهنڈو خانسامان بشرف تقبیل آستان کرامت نشان رسیده بعد فروغ شمع و چراغ بفروکش خود رفت - تا وقتی که در حضور انور بود، دیگری دران بزم راه نیافت و مذاکره مماند که بعد دوازده وفات سرور عالم، صلی الله علیه و سلم، بسمت اسلام آباد متھرا موکب همایون توجه نماید - و درین دو سه روز خادم حسین خان ملازمت حاصل کند و در یک دو روز در دیکه بندوبست پشیل شود - حضرت فرمودند: «در آنچه استرضای ایشانست، همان خواهد شد» - وقت مقرر قرنای مقام ندای «لا تتحرك ذرة الا باذن الله» بسمع جهانیان رسانید - و هر یکی بخواب گرائید - فقط -

جمعه دوم

سحر گشت و بیدار شد بادشاه
بر اورنگ بنشست با فرو جاہ
امیران دانا و فرمان پذیر
رسیدند در پیش صاحب سریر
بقدر خودش هریکی جا بیافت
چو سر را ز فرمان داور نتافت

امرای پایه تخت استسعاد کورنش و تسلیم حاصل ساختند -
اخبار دارالخلافه از نظر جهان پرور گذشت که قبائل راجه
نراینداس و کنور بخت سنگه پسرک که صیغر است و نهم

ماه گذشته روز چهارشنبه از شهر بلشکر رهگرا شدند و برسم
اخفا يك يك و دو دو بهانه غسل جهنا از شهر برآمده بخانه
نذه خان عرب بعرب سرای جا گرفتند و در اثنای راه
 خیر علی خان که برای آوردن شان رفته بود، بآنها درخورد.

بعد چاشت عرض شد که کنور بخت سنگه با قبائل
 پدرش مع^۱ الخير نزد والد خود رسید. و مخبر صادق معروض
 داشت که شجاع دل خان المعروف به خانامان در مستقر
 الخلافه اکبرآباد نگاهداشت دارد و بتازگی با روهيله ها و
 مردم قدیم معتبر خود عهد و موافق درست ساخته، زر
 تنخواه سپاه چیزی بچیزی تقسیم کرده، مردمان خوب اعتباری
 نگاه میدارد، و اراده دیگر در سرش جا گرفته، مستعد بجنگ
 است. یکی گفت، چند روز گذشته که در اخبار نوشته
 آمده بود، نیم شب سه شتر معه بار و چیزهای اسباب از
 حصار بر آورده آنزوی آب جهن فرستاد. اگرچه بر دروازه
 قلعه تلنگه های پلتن شاهي ممانعت ساختند که بی ضابطه
 غیر وقت دروازه وانمی شود، اما سود نکرد.

ارشاد شد: «خیال نبرد دارد. افسوس! در وقتی که
 خبر کشته شدن افراسیاب خان رسید و ما بدولت آنجا بودیم
 و هوش و حواس^۲ فراهم نبود و اضطراب و خوف جان
 داشت، هیچ نکردیم، بلکه سرفراز فرمودیم و امان جان

۱- اصل: معه

۲- اصل: حواس

دادیم'. این کل که شگفتنی است، از ریاض عقل من خواهد بود. حالم بدان شخص ماند که در اول نفهمد و در آخر ندامت کشد».

از نوشتجات صحیح شکر بابوجی ملهار و اخبار دریافت گردید که وی عبور جهن از مترا کرد و به هنسیا گنج منتظر رسیدن مردم متعینه مقیم است. بعد ملحق گشتن مردم بحالات خواهد کوچید.

معرفت شاه نظام الدین چند کشتی پارچه پوشاکی جهت مرشد زاده ها فرستاده پٹیل از نظر گذشت. چون برای میان صاحب، مدظلهها، نبود، در وقت ملاحظه ارشاد شد که پٹیل واقف است که بر میان صاحب نسبت دیگر شاهزاده ها خیلی طبیعت من مصرف است. لهذا معلوم می شود که بنابر میان صاحب پوشاک خوب و علیحده خواهد فرستاد».

چنانچه بجورد شنیدن این سخن پٹیل يك کشتی پارچهای مغرق مخصوص میانصاحب ارسال حضور کرد. قربان رای جهان پیرای عقل عقلای کیتی باد که بسختی خوان پارچه ها بحکمت عملی از سر منشاء صنادید جنوب گرفت.

چنان شاه خود غرض و خود مطلبی است
که در عصر ما سایه ایزدی است

ز روی یقین گر بداند درست
 که خرمهره ها از تن کس درست
 بدست آید از عجز و زاری بچنگ
 نسازد دران امر لمحہ درنگ
 شکوه شہی را نهد بر کنار
 ستاند درم از گدائی نزار
 چنین حکمت زر ستاندن بدست
 نراید بگیتی دگر زر پرست

من بعد بیچوبہ سقر لاتی که از درون سبز و از
 برون سرخ با ناتی بوضع پٹا پٹی خیلی خوشنما ست، و دو فیل
 که یکی پائہ و دیگری کلان و نامی جدا گانه دارد، و
 نشان هریکی این دو بیت ابوالفیض فیاضی راست می آید:

پیلی که اگر روز جنگش
 شاهان شنوند بانگ زنگش
 بنهند ز سر کلاه ناموس
 چون ترسایان میانگ ناموس

خاصه برای بندگان حضرت قدر قدرت فرستاده پٹیل از
 نظر انور گذشت. بیچوبہ و پائہ فیل بدرجہ قبولیت رسید،
 و بنابرین که فیل کلان لنگ بود، بدان تملنگ ثانی

فرستادند و لطیفه گفتند که این فیل به پُثیل مناسبت جنسی دارد- یعنی این هم و او نیز لنگ است-

دو دوشاله یکی به بابوبا و یکی بداروغه فیل خانه پُثیل مرحمت گشت-

شامگاه گذارش کردید که سواران میواتی شتران مهراوراجه از چراگاه حی کرده بردند- او بجزد اصغای خبر با سواران خود بسر آنها تاخت آورده، شتران را از آنها خلاص کنانیده بفروگاه خود فرستاد، و بدعاقب آنها شتافته- شخصی عرض نمود، شب رفته که اسپ دیوان احمد علی خان بلن والا بدزدی رفت، سرانگی ازو معلوم نشد- فرمودند: «آچیه از ما و از لشکر ما رود، کی واپس آید که بخت در مدد است»-

چون بر عرصه کیتی نقاب شب نقاب انداخت، اهل اردو بنحواب رفتند و جهان پناه خوش بختند- و بپاسی که شب رفت، قریباً شور مقام نمود، و از شورش رحیل طبائع مردم فراهم شد- فقط-

شنبه، سیوم

که بی مقابله و مقاتله سپاه کوکب از خورشید رخ نهفت، و بی جهد و تردد بر حصار نیلی سپهر سپهدار شرق برآمد، داور روزگار بیدار شده، پس از ادای نماز و وظائف و اوراد مقرری بنا برین که، بیت:

همه شب تا بگاه بانگ خروس
کردن شاه بود و ران عروس

شب زنده داشته بودند، بر بستر خواب مراغه نمودند.
اگر چه عشوه کری گستاخی شوخ طبعی، نمک ظرافت را بشیرینیء
تکلم آمیخته، عرض داشت که «با مداد و بگاه خواب
ممنوعست، چنانچه شاعر گوید :

خفتن صبح نور می‌کاهد

عسرت آرد، خدا شود بیزار

نباید خفت». از آنجا که غلبه خواب و ماندگیء شب بیداری
بود، گوش بگفتارش نکردده فی البدیهه این شعر فرموده
خسیدند:

نور کاهد، عسرت آید، حق شود آزرده گر

من نخواهم ترك کردن، جان من، خواب سحر

چون پنج گه‌ژئی روز برآمد، و طائر زرین جناح
مهر اوج کرا گشت، و نهار شبینه رفع شد، باورنگ
خلافت جلوس نموده، مجرای مجرانیان گرفتند، و هریکی
بمشاهده جمال با کمال ذخیره اندوز نشاط گردید.

عرض شد، يك پاس از شب رفته مهاراو راجه که
بتعاقب حرامیان شتافته بود، قریب ده گروه زمین طی کرده
بفرودگاهش رسید. چون آن اعینان که مراد از سواران
راهن است، در علی نگر ذوالفقار خان جا گرفتند، لهذا

مهارا و راجه دست از آنها برداشت و همت بهادر و راجه
نرایندهاس از بامداد درون دیکه رفته، در حویلی رتن سنگه
نشسته، سوال جواب خالی کرده دادن قلعه بامیر
مجاهد بن حسین قلعه دار دارند.

از روی اخبار شاهجهان آباد دریافت گردید که سکهان
از پڑاو خود که شش کرومی هاژ بود، تاخت آورده جنگی
عظیم با شادل خان کردند. او بجان کوشید و قریب سه صد
مردم مخالفان علف تیغ نمود. آخر عهده برآ نشده به
کذه مکیشسر کریخت و سکهان هاژ را غارت ساختند.

در افتاد در قلب افغان شکست
مخالف بتاراج کشاد دست
سپاه مخالف بر ایشان که خاست
بغارت همی تاخت در چپ و راست
به بنگاه سکهان کران تا کران
زمین شد ز بار غنیمت کران
ز بسیاری رخت و اسب و شتر
دل و دیده مفلسان گشت پر
کسی کو بخانه قعای نداشت
نهانخانه بی متاعی نداشت
کران مایهائی ز غایت برون
بدیدار زیبا، بقیمت فزون

زده توده بر توده در هر قطر
طرائف بخرمین، جواهر بمن
نه سرمایه چندان در آمد بهار
که در باید آن را مهندس شار

جهان پناه باستماع غلبه سکهان مغموم شده فرمودند:

بر اسلام شد تشکر و کفر چیر
ز روباه بگریخت غرنده شیر
ندام، چه یاری کند چرخ پیر؟
چسان داردم چترو کشور سریر؟

چون آفتاب بخط استوا^۱ برآمد، در محل تشریف برده
حرمت افزای جماعت عصمتیان زرین قباب شدند، و سه مهر
دربار جهان مدار کردند. خبر آمدن پثیل بحضور بود. آخر
روز رانے خان بهائی آمده و آستان بوس گشته. پس از
عرض کورنش و تسایم پثیل التماس ساخت که بنا بر کاری پثیل
حاضر نگردد. بعد حضرت بوی خلوت کردند که بوئی
از آن تکلم بمشامی نرسید. و به پسر توشکچی^۲ پثیل و آورنده
کشتیهای پوشاکی که دیروز جهت مرشد زاده ها از نظر انور
گذشت، عطای عظمی شد. یعنی به پسر توشکچی دستار
سرخ باندهنو معه گوشبند، و آورنده کشتیها دوشاله ها
عنایت گشت.

بمرض مقدس رسید که چهار کهنه‌ی روز باقی مانده
 قلعه دیکه خالی شد و میر مجاهد بن حسین از قلعه برآمده،
 ملازمت همت بهادر و راجه نراین داس کرده، امیدوار نوازش
 و مرحمت پثیلی گردید. و دتوبجی با نشانهای پثیل بقلعه داخل
 شد و پلٹن رامڑو ملازم آباچی کهنڈو کشت. می گویند،
 بگوالیار برود.

هنگام شام راجه نراین داس و همت بهادر از دیکه
 بفروکش خودها آمدند و شک عمل شدن پثیل بشهر و
 قلعه دیکه در توپخانه و پلٹن پثیل شد. و شک توپهای
 بروج حصار دیکه نیز گردید. چون از فروغ پرتوه ماه و
 کواکب عرصه کیتی منور گردید، پادشاه ظل الله در مشکوی
 معلی تشریف برده، سایه بلند پایه بر عرائس قمر رشک
 انداختند و بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام نمودند. چنانچه
 زمان مقرر قرنا شور مقام کرد و شکریان بخاطی جمع
 فواب گرائیدند. فقط.

چهارم، يك شنبه

چو شد ناربنج مشرق صبح گاهان
 سفید و سرخ، چون سیب سپاهان
 زمانه گشت از ان ناربنج سازی
 مشعبدوار در ناربنج بازی

برآمد شمع سا در ذات جمشید
 فراز کرسی زر همچو نرشید
 بار یابان محفل خسروی که هر یکی مست باده حضور بود،
 بمشاهده جمال انور مدهوش گردید و بکام دل رسید.

از روی اخبار دارالخلافه بمسامع جهان پناه آمد که
 حکمان را که می، یعنی خراج، از ملک تعلقه شادل خان گرفته،
 و آینده را مقرر کرده، و دست از مشارالیه برداشته،
 عبور گنگ از گذه مکشیش نمودند.

قریب بشام عرض شد، بذیره خادم حسین خان برسم
 عزا پرسیء افراسیاب خان مرحوم پثیل آمد و التفات بسیار
 بر مومی الیه کرد، و بخیمه همت بهادر رفت. او يك پائله فیل
 واسپی تواضع ساخت. پثیل اسپ را پسند کرده و ستوده
 گرفت. و از انجا بخیمه اله یار بیگ خان توجه نمود. نامبرده
 از ڈیره بر آمده، دو اشرفی و ده روپیه نذر کرد. سرآمد
 امرایان حضور روپیه ها معاف فرموده، و مهرها قبول
 ساخته، درون خیمه رفته نشست. خان مسطور چند کشتیء
 پوشاکی و دو اسپ پیش کش نمود. ازان جمله يك دستار
 باندھنو و اسپان گرفته بفروکش خود رقتند.

سید محمد خان صاحبزاده التماس کرد، راجه نراینداس مردم
 پثیل بر جایداد خانزاد فرستاد و قرق جایداد کرد. ارشاد
 گشت: «چون شما پیش ما می باشید، لهذا راجه با شما بغض

میدارد۔ حالا کہ پٹیل می آید، باو فہمائندہ جایداد شما از قرق بدر خواہم آورد۔

زہی بادشاہ کہ آن کس کہ رفاقتش کند، ذلیل باشد!
دیگر در محفل معلیٰ هیچ مذکور تا وقت خواب نگشت۔

چو يك حصہ شب بگردید آخر
ملك خفت با ملكہ بر تخت فاجر
چو شہ خفت، خفتند جملہ رہی
از ان پس ہمہ فوج شاہنشہی فقط۔

بلجہم دو شنبہ

کہ از فروغ نیر گیتی افروز آفاق منور شد، پادشاہ
گیہان پناہ بیدار گشتہ جلوس فرمود، و بلہعات اقبال عرصہ
جہان را روشن ساخت۔

اخبار شاہجہان آباد آمد و از روی آن منکشف گشت
کہ سپاہ قلیل سکھان عبور گنگا نمودہ، باقی این طرف ہاڑ
است۔ و دل دیگر می آید و پڑاو سکھان سنبہل است۔

آخر روز پٹیل بحضور انور حاضر گردیدہ، کلید طلائی
قلعہ دیکہ و يك صد و يك مہ، نذر گذرانید۔ از روی
نوازش خاقانی اشرفیا گرفتہ، بدست مبارک کلید مذکور و
دستار سربستہ با طرہ بادلہ و دوشالہ ملبوس خاص کہ
جہال بادلہ داشت، و جامہ شال عنایت فرمودہ، پایگاہ پٹیل

را بجمع سران جنوبی و هندی بر افراختند. من بعد تا دیر خلوت داشتند که کسی بران تکلم آگهی نیافت. و برای چثمیء خلاصیء جایداد سید محمد خان که سواوئنه و غیره است و مهربان خان که کثوهر است، فرمودند. پثیل عرض کرد، بعد بایشان داده خواهد شد. القصه باوجود سعی شاهنشاهی چثمی گذاشت جایداد آنها بعمل نیامد، بلکه عقد درکار اوشان افتاد.

و پسر مرتضی خان بڑیچ را با مردمانش تعینات بابوجی ملهار ساختند. و ارشاد پثیلی شد که زود خود را نزد بابوجی رساند، چرا که او منتظر رسیدن مردم متعینه آن دوی جمن قریب بمتهرا و برانداین ڈیره دارد و بیشتر نکوچیده

چون کوکب روز بنقاب ظلمات رفت، خسرو انجم علم عباسی بر افراخت و عالم و قبلهء عالمیان بآرام خفتند و چشم از دیدن نیک و بد پوشیدند. فقط -

ششم سه شنبه

چون طائر زردین جناح مهر بر پرواز کشاد، شاه کیتی پناه بر اورنگ خلافت جلوس نموده، مجرای بندگان بارگاه کردون اشتباه گرفت، و در سلك امرای پایه تخت همایون آجایی کهنڈو خانسمان حاضر شده، منشیء فارسی

خوان خود را بشرف تقییل آستان کرامت ترجمان رسانید،
و او پنج رویه نذر گذرانید. آنگاه خانسامان مذکور
عرض کرد که کاغذ خانسامانی^۱ این کس خواهد فهمید.
همانوقت بخانسامان معزول جهت فهمانیدن کاغذ بمومی الیه
ارشاد گردید.

و مشقجات به شجاع دل خان شرف اصدار یافت که قلعه
مستقر الخلافه آگره را بوضع پثیل گذارد. بر زبان خاص و
عام جاری است که او سامان جنگ درست دارد و مستعد
است.

عرض شد، و کلاهی راجه جی پور و رای رتن لال از
پثیل رخصت شده و از کامان دروازه کوچ کرده بریر
شاه برج فرود آمده اند.

و به سید محمد خان فرمودند که « شما مذکورات مکالمه
مارا بمجرمان^۲ میرسانید، و بحقیقت از طرف ایشان بعهده
اخبارید. درین چند روز که رانے خان بهائی آمده خلوت
کرده بود، و بوئی از ان کنگایش بمشام نرسیده بود، امروز
اشتهار یافت. همین می گفت که حضوریان من و عن خبر
حضور بدگران^۳، عنوان میرسانند». دیگر تاحین^۴ جواب
مذکور تازه نشد. بر عرضیء نقارخانه دستخط مقام ساخته،
بخوابگاه تشریف بردند. فقط.

هفتم چهار شنبه

که از انوار پادشاه چرخ دوار عرصه روزگار روشن شد، و ظلمت شب يك سو گشت، زمان مقرر شاه گیتی پرور بیدار گردیده، مجرای باریابان بزم همایون گرفت.

عرض شد، و کلا ی جے پور که از پٹیل رخصت گرفتند، امروز بنابیرین که جو راج گویندانند مهنت ملاقات رخصتانه به همت بهادر خواهد نمود، کوچ نساخته اند، فردا خواهند کوچید - و خبر صحیح است، انباجی معه مہار او راجہ ماجہری بحالات این روی جمن بکک بابوچی ملہار و بندوبست دارا خلافت روانہ خواهد شد.

بعد آن درون محل تشریف ارزانی فرمودند. آخر روز بر آمدند - چون کوکب روز غروب شد، آفتاب عالم در قاب مخدرات متوجه شد و ماه درخشان طالع گشت و خلق بیاسود - فقط.

پنجشنبه هشتم

که فراش روزگار پرند کواکب نوشت و چادر زراندود بگسترد، شاه کیهان پناه از قصر خوابگاه برآمد شد و وظائف مقرری بانصرام رسانید - چون بسبب کسل مزاج و حاج بیست و نہ روزہ ماه مبارک رمضان قضا شده بود

صوم داشتند - آنگاه مجراثیان بشرف مجرا بار یافتند - به راجه دیارام بخشمنای فرمودند که «چه معنی دارد، شما اخبار ما را منکشف می‌کنند و این که بجای خود می‌گوئید، سلطنت به دادن قلعه دیکه به پٹیل از خاندان تملری رفت، غلط گفتن چه فائده دارد؟ خود بچشم انصاف به بینید که در ایام مختاری محمدالدوله و زمان زندگی ذوالفقارالدوله چه چیز نگردید که دیگری را به بدی یاد می‌نمائید»

و بموقف عرض گذارش شد، رای رتن لال با وکلای جے پوری بکوچیده و دستک بیست و پنج روپیه روز پٹیل صاحب بابت بقیه معامله که سی و پنج هزار روپیه باشد، نموده اند - چنانچه چند سوار جنوبی پایگاه خاصه پٹیل بر رای مذکور از شام دیروز تعیین شده -

و از اخبار شاهجهان آباد بسمع اجلال رسید، سیف الدوله بیمار است و تمیج پهاش نمایان شده -

خبردار التماس کرد که انباجی بشرف رخصت از حضور پٹیل صاحب سعادت حاصل کرده، و از فروکش خود طبل رحیل نواخته قریب به دروازه دهلی دیکه فرود آمد - گلبانگ است، براه میوات به دار الخلافه خواهد رفت -

سلیمان خان و قاسم خان و صدیق بیگ خان و راجه منون لال وکیل ظفریاب خان تعینات انباجی شدند

وهریکی پثیل صاحب درخود او خلعت عنایت کردند. و
 دلارام کافر را دوشاله و کوشبند و سرپیچ جواهر مرحمت
 کرده بدیوانی انباجی از طرف راجه نراینداس سرفرازی
 بخشیده مرخص ساختند. و مهاراو راجه نیز متعین انباجی شد.
 لیکن چون ساعت رخصت او نبود، خلعت نیافت.

می گویند که مهاراو راجه کانوند برود. و بزبان عوام
 است که دل سکهان دیگر آمده و عبور گنگا که سکهان
 کرده بودند، باز این طرف آمدند که مردم راجه
 صورت سنگه و فرنگی بمحافظه چندوسی کرم و گیرا رسیدند
 و شجاع دل خان به آگره بعزم جنگ نشست. جهان پناه
 ارشاد کردند: «زمی نصیب آنها که رخت اقامت به
 شاه جهان آباد خواهند افکند.

من ریش بدست دیگری میدارم
 از کوچ و مقام بر زبان چون آرم
 خجالت زده ام، نصیب من خجلتهاست
 زان کار که ساختم، ذلیل و خوارم»

چون آفتاب پس کوه رفت و زمان افطار صوم رسید،
 روزه افطار کرده بمشکوی معلی داخل شدند. فقط

جمعه نهم

که بقدرت قادر برحق صوفی شب زنده دار از افق
 فلق سر برآورد و بر سجاده نیل فلک بر ریاضت آفریننده حور
 و ملک قیام ورزید، پادشاه فرخنده کیش بیدار شده
 مراسم عبودیت و پرستش یگانه بی همتا بتقدیم رسانیده روزه
 داشت و بر اورنگ خلافت جلوس نموده بار یابان بزم
 همایون بحضور اقدس اختصاص یافتند.

عرض شد، انباجی کوچ کرده دو گروهی این طرف
 برسانه به روپ نگر دایره کرد. ازان جا که مزاج اقدس
 اعلی بدریافت ماجرای چگونگی و یرانه و آبادی مرغوب
 است، از برسانه استفسار فرمودند. شخصی التماس کرد که
 برسانه موضعی است معروف و دامان کوهی واقع
 شده. و کتب هندی گواه بر قدامت اوست. هندوش متبرک
 دانند، و رسیدن آنجا فخر می شناسند. بقیاس و کتاب
 آنها مولد رادهکا که محبوبه کرشن بوده و مسکن و موطن
 یرکهمبان که بدر رادهکا بود، همین جاست. حاصل کلام
 زمین آنجا محبت را و هوای آنجا عشق افزا. از اناث و ذکور
 آن نواح بوی محبت پیدا، و از باشندگان آن مکان
 طریقه ناز و نیاز آشکارا. جائی خوش و مکانی دلکش،
 قابل سیر خصوص در برشکال. اگرچه درکوه آب نیست
 لکن در برسات عجیب کیفیتی پیدا می کند. مختص برای
 تارکان دنیا مکان بود و باش نیکوست. بتخانهای قدیم

و معبد های عظیم بالای کوه دارد - در عهد برجیندر سبحان سنگه به روپرام نامی کتاره برهن که موطن او همین موضع بوده ، زمانه موافقت ساخت و نژاد روزگار با وی نزد مخالفت نداشت و او مقرب برجیندر گشت - چون فراخ حوصله بود ، حویلی های کلان و عمارات عالی به اکثر جاها علی الخصوص درین جا بنا کرد - بروج بلند که از بروجهای فلکی نشان دهد ، و حوضهای وسیع که یاد کوثر از خاطر برد ، درست ساخته - شرقی برسانه نزدیک به آبادی تالابی عظیم و پخته از بنای اوست که آبش در خشک سال خشک نمی شود ، طبق زمین بشکند غربی تالاب مشرف بر ساحل آن عمارات کلانست - و هر چهار طرفش بروج پسندیده درختان انعام و طائران خوش کلام نشاط بخش خاطر نغمگین و طاوس رقاص انبساط افزای طبائع حزین - پیشتر از برسانه بمسافت اندکی در صحرا دو تالاب پخته است ملبب از آب گوار و مصفا که یکی را پریم ساگر و دیگری را بهانو کهر خوانند - و مابین برسانه و نندگانو در جنگل بموضع سنگیت است جای موصلت و ملاقات رادها و کرشن - و صحائف دانان هند و راویان هند چنین خبر میدهند که در از منه پیشین چون آتش عشق از کانون دلها شعله کشیده ، از نندگانو کرشن و از برسانه رادها می نروماید و بموضع سنگیت مخفی و

محتجب از انظار نظار کیان بکام دل می رسید - عمارات
با کیزه و تالابی خام دارد - و پیش از ان نندگانو و پیش از
نندگانو کو کلان است - فضایش پسمندیده تر، درختانش سایه گستر
 کثرت درختان افزون از بیان ، و خوبی آنجا متجاوز
 حوصله قلم دو زبان - در میان درختان تالابیست پخته که
 چهار طرفش زینه دارد - آبش شیرین - اگر عدنش گویند بجا
 و اگر فردوسش شناسند ، رواست - اکثری مرتاض و درویشان
 فارغ البال در آنجا آسوده ، و عابدان عبادت کیش
 بعبادت مشغول گردیده -

مکان قابل سیراست و جای درویشان
 دگر ازو نبود بهتری مکان مغان^۱

حضرت ارشاد کردند که «اگر خدا همت دهد، در چنین جا
 مسکن گزینیم و بفرای خاطر نشینیم»

بعرض رسید ، دستک سواران مرهه که بوکلای جیپور
 بود ، موقوف شد - هنوز آنها کوچ نکرده اند - و شامگاه
 گذارش شد که بنحیمه مهاراو راجه آباجی کهنڈو رفته بود ،
 يك فيل واسپی و هفت کشتی^۲ بوشاکی و يك کشتی^۳ جواهر
 و عطر و پان گرفته آمد - و بسه مردم همراهی آباجی
 مهاراو راجه خلعتها داد -

چون زمانه افطار آمد، روزه افطار فرموده
 درون محل باکل و شرب پرداختند و بآبانوان عفت کیش
 شطرنج نشاط باختند- فقط

شنبه، دهم

چو مرغ صبح زردین بال بکشد
 عروس شام پا در حجله بنهاد
 جهانداور زتخت خواب برخاست
 سریر هفت کشور را بیماراست
 باورنگ خلافت شاد بنشست
 در شادی کشاد و باب غم بست

حضار پایه تخت همایون بشرف آستانبوس مشرف
 شدند. طالب علی خان خواجه سرا که بشکار رفته بود،
 يك قاز و چهار مرغابی شکار کرده آورده، بعد ادای
 کورنش و تسلیم نذر گذرانید- از اینجا که جهان پناه صائم
 بودند، فرمودند که به پثیل رسانند- بعد آن کانهجی وکیل
 موسی در پن فرنگی که پیشتر برفاقت سیف الدوله بود،
 و درین ولا رفیق نواب ناظر است، دولت ملازمت اقدس
 دریافت و يك مهر نذر گذرانید و بدوشاله و گوشبند سرفرازی
 حاصل ساخت و عرضی موکل گذرانید- از روی آن
 مکشوف شد که نواب ناظر خبرگیری می نماید-

عرض شد، پیش جهت شکار سوار شده و رخصت
 مهاراو راجه که برفاسات انباجی خواهد رفت، امروز هم نشد.
 و مقام انباجی به برسانه است - از اخبار دارالخلافه بسمع
 مبارک رسید که سیف الدوله مریض است و تهیجی بیپاهش
 نمودار شده - فرمودند: «خدا حافظ».

از اکبرآباد علیالاتصال اخبار آمد که شجاع دل مستعد به
 جنگ است. و اسباب نبرد که مراد از استحکام قلعه و باره است
 بوجوه بهم رسانده - چون روز قریب بنصف النهار رسید،
 درون محل تشریف بردند و اواخر روز در دولت خانه
 جلوس فرمودند - عرض گردید که مهاراو راجه با پسرش
 بنابر ملاقات بخانه آپاجی کهنڈو رفت - مشارالیه هفت
 کشتی بوشاک و جواهر و فیل و اسب و پنج کشتی به
 پسر او تواضع کرد - مشارالیهما اشیای متواضعه همه گرفته
 بخانه آمدند.

بعد از شام مجدوارث را نزد آپاجی کهنڈو فرستادند -
 نامبرده همراه مومی الیه بحضور حاضر شد - جهان پناه خلوت
 نمودند - آپاجی کهنڈو عرض کرد: «غلام با آنکه تا این وقت
 غسل و بوجا نکرده، بنابرین که بعضی امور ضرور داشت، و
 در خدمت پیشل بود، بسعادت بساط بوس فرسید».

هنگام افطار، افطار صوم نموده درون محل رفتند - و هرچه
 بهم رسید خورده، چشم جهان بین پوشیدند، یعنی بخواب
 آشنا شدند - فقط

يك شنبه،

یازدهم ربیع الاول سال مذکور بقدرت قادری که
آغاز و انجام هر مهام و شروع و ختم هر کلام ازوست
شب بخیر گذشت و روز بعیش نمودار شد - و سریر آرای
طارم جارم بر اورنگ نیلی برآمد - حضرت شاه فلک جاه
از خیمه خوابگاه برآمده بر تخت سلطنت جلوس فرمودند،
و بدستور مجرائیان باریاب کورنش و تسلیم شدند.

عرض شد، مهاراو راجه اول بخانه همت بهادر رفته
باتفاق او بخدمت پثیل رفته، رخصت همراهی انباجی گرفت
و جیفه با سرپیچ مرصع و شمشیر یافت - و دیوانش رام - سیوک
و وکیل اعظم وی هوشدار خان بهادر و همراهی او میراکرم
را نیز خلعتها در خور آنها پثیل داد - فردا موافق ساعت کوچ
برسانه خواهد کرد - بعد آن چون بسبب صوم داشتن و از
تراکیب زمان و زمانیان ظاهر را خاطر عاطر را غضبی بهم
رسید، بی محابا بی آنکه لحاظ بیگانه و بگانه منظور باشد،
بجیع خدام و مقربان مخاطب به حافظ عبدالرحمن شده فرمودند
که «انشاءالله، حالابه بینید، چه قسم در کون شمایان چوب
از لشکوه بندان (که مراد از مردم جنوبیست) می کنانم -»
حافظ در جواب گفت: « خیر، حضرت هر چه می خواهند،
بدست خاص چرانمی کنند که از دیگران می کنانند؟ آخر
بهر کیف اوشان بیگانه و ما از آن حضرت والا ئیم - از

عهد تملری تا زمان سلطنت عرش منزل در تواریخ و شاهنامها و تکلم بجز غنیم لئیم این گروه شقاوت پژوه کفار فجار جنوبی را هیچ ننوشتند و نگفتند - طرفه که جهان پناه بدست اینها خود را چنان پای دادند که بجز نام ایشان سختی بر زبان نمی آرند - حق این که از اینجا که قوت خلافت نمانده، بزور اینها لاف شاهی میزنند و کوس پادشاهی می نوازند - بالفعل حال اولیای دولت چنانست که شخصی مهوس زنی طلبید چون قوت رجولیت نداشت و خجل شد، گفت: «نازم بکبر برادر» - و بحقیقت خلیفه زمان هم مجبور حکم قضا و قدرست رضای الهی کند کارها -»

قریب يك نیم پاس روز برآمده در محل تشریف بردند چون آخر روز برآمدند، بعرض رسید، دو پاس روز برآمده بود که رای رتن لال و وکلای راجه جی پور، چون انفصال معامله کرده، آنچه باقی بود از جواهر و غیره داخل سرکار پٹیل ساختند - از شاه پور دروازه، بنا برین که هنودند و کمال اعتقاد بداین و متهرا برسم طریقت خود دارند، بمتهرا کوچ نمودند - بعد فراغ طواف آن مکان و زیارت بتخانها به جی پور خواهند رفت -

من بعد بسبیل حکایت بر زبان کرامت ترجمان گذشت: «دوباره سکهان عبور گنگا کرده، چندوسی را غارت ساختند. و سیف الدوله بیمار است» خبر معروف بحضور انور مذکور شد که مردم سیف الدوله به نواب ناظر پیوستند و پسر

ثمر و فرنگی را سیف الدوله خلعت دلاسا داد، و شجاع دل در اکبرآباد مستعد نشسته غله و آب فراهم آورده با مردم خود تسمیه گشته و نگاهداشت دارد. غرض که هنگامه و فساد معاینه می شود.

چون روز تمام شد، افطار صوم کرده، درون خوابگاه آسایش نمودند و بر عرضی نقارخانه دستخط مقام مزین فرمودند و پهر شب رفته قرنائی مقام بلند آوازه شد، و باقبال پادشاه عالم بیدار بخت.

اگرچه در اراده من بنده نحیف، پریم کشور فراقی، کاتب الحروف و جامع الوقائع عالمشاهی بود که تا انقضای دوره قمر از تحریر وقائع خامه حقیقت نگار را باز ندارد. لیکن چون ببرکت تذکره همایون منعم حقیقی من سیوم این ماه عاصی را رخصت کرد، تا امروز کوائف که خالی از لباس کذب است، معلوم نموده برنگاشت. و چون بکرم رازق حقیقی، عم احسانه، برات رزق من بر مهار او راجه و آچهری گردید و مرا رفاقت او نصیب گشت، و در عسکر شاهی و ما بعد افتاد، بنابراین که اخبار صحیحه نمی توانست معلوم کرد، پوچ و هرزه نویسی نکوندانسته دست از تسطیر دروغ و بی فروغ کشید.

سبب تالیف و ترتیب این اجزا که به وقائع عالمشاهی موسوم است، آن که باتفاق حسنه بمقام تلپت تعلقه حصار

دار الخلافه شاه جهان آباد، دوشنبه شانزدهم شعبان المعظم سال
 هزار و صد و نود و هشت هجری عاصی را رفاقت لاله رام نراین
 و لاله هرنراین، سلمهما الله تعالی و ضاعف قدرهما، که پسران
 رای رام رتن مودی سرکار معلی اند و بجمع صفات آراسته
 و بلباس حسن ظاهر و باطن پیراسته، نصیب شد و صاحبان
 موصوف، دام اقبالهما، بمقامات موضع سیدپور تعلقه فتحپور
 سیکری سلیم جشتی، قدس الله سره العزیز، و دیبی رام آباد
 منشی ایشان مجوزاین معنی گشتند که روزناچیه شاهی برنگارد
 چون خاطر عزیزان عزیز بود و «الامر فوق الادب» میدانست
 کیفیت واقعی نوشت - انشاء الله عنقریب تاریخ شاهمی نو
 خواهم نوشت و اختتام برین بیت دعائیه که در حق پادشاه
 بهتر ازین نمیداند، می نماید :

در خور نیت بامر مصطفی

شاه عالم را بود جنت جزا

تمام شد وقائع عالمشاهی - از روی اصل کتاب نقل
 برداشته شد - روز سه شنبه هشتم ذیحجه سنه ۱۲۰۵ هجری
 دربلده عظیم آباد پلنه دو پهر روز برآمده بتکلیف مصنف بنده
 نندکشور ابن عم مواف از تحریر این رساله فراغ یافت -

تم تم تم -

تم

تشریحات

ص ۱ سط ۱۰ - «درشان اور لولاک نازل شدہ»

اس عبارت میں «نازل» لفظ استعمال کرنے سے بجا طور پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ فراقی کے نزدیک یہ جملہ قرآن کی آیت ہے، حالانکہ یہ حدیث ہے اور وہ بھی بقول امام صفائی گڑھی ہوئی اور جملی۔ ملاحظہ ہو شوکانی کی القوائد المجموعہ: ۱۰۸، مطبع محمدی لاہور، ۱۳۰۳ھ۔

ص ۲ سط ۵ - «تلیت» دلی سے تقریباً بارہ میل دور ایک قصبہ ہے فریدآباد۔ شاہ جہان کے عہد کے ایک سردار فریدخان نامی نے اسے اپنے نام پر فریدآباد سے موسوم کیا، فریدآباد کے پاس ہی تلیت کی پرانی بستی ہے۔ یہ دہلی سے آگے جاتے ہوئے پہلی منزل تھی۔ ملاحظہ ہو واقعات دارالحکومت دہلی: ۵۹۴، ۲۔

ص ۴ سط ۱۱ - «شاہ نامہ نویس»۔ شاہ عالم کے عہد میں ان اہل قلم نے بادشاہ وقت کی تاریخیں لکھی تھیں: (۱) غلام علی خان ابن بھکاری خان روشن الدواہ رستم جنگ، ان کی کتاب شاہ عالم نامہ کے نام سے موسوم ہے اور رایل ایشیائی سوسائٹی بنگال کی طرف سے ۱۹۱۴ء میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے، (۲) محمد علی خان، ان کی کتاب کا ذکر تنقیح الاخبار: ۵۸۷، الف میں شاہ عالم نامہ ہی کے نام سے آیا ہے۔ اگر اس جگہ کاتب نے غلطی سے بجای غلام علی خان کے محمد علی خان نہیں لکھا ہے، تو اس کا نسخہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میری نظر سے ابھی تک اس کا کوئی نسخہ نہیں گزرا۔ (۳) منشی منوں لال، ان کی کتاب کا ذکر الیٹ: ۳۹۳، ۸ نے «تاریخ شاہ عالم» کے نام سے کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ میرا نسخہ ناقص اور ۲۴ ویں سال جلوس تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ الیٹ کے علاوہ رای منوئل فلسفی بن رای سدانتد عاصمی بریلوی نے تنقیح الاخبار: ۵۶۲، الف و ۵۵۸، الف پر بھی اس کا ذکر کیا ہے

اور ہر دو جگہ اس کا نام »شاہ نامہ« بنایا ہے۔ (۴) مرزا جان بیگ سامی، جیسا کہ مجموعہ نفز: ۲۸۶، ۱ میں ہے، یا مرزا محمد جان بیگ ساقی، جیسا کہ طبقات شعرائے ہند مواعی کریم الدین: ۲۷۷ میں ہے، اس نے شاہ عالم کے حکم سے بطرز فردوسی، شاہ نامہ ہی کے نام سے شاہ عالم کے واقعات سلطنت نظم کرنا شروع کیے تھے۔ مگر ان دونوں تذکروں میں صراحت کی گئی ہے کہ سامی یا ساقی اسے پورا کرنے سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسا۔

چونکہ منوں لال کی کتاب شاہ عالم کے عہد کی بہت عام تاریخ ہے، اور مسٹر فرنیکلن نے بھی اپنی انگریزی کتاب »شاہ عالم« میں اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے، اس بنا پر میرا خیال یہ ہے کہ بعید نہیں، فراقی نے اسی شاہ نامہ کو مراد لیا ہو۔

ص ۴ سط ۱۳۔ «عمادالملک»۔ اس کے حالات کے سلسلے میں دہلی، اودہ، روہیل کھنڈ، مہاراشٹر اور فرخ آباد کی مشہور تاریخوں کے ساتھ تذکرہ نشر عشق: ۶۹۳ الف۔ ۶۹۵ الف، گلشن سخن: ۱۰۲ الف تکملۃ الشعرائے شوق رامپوری: ۳۱۷ ب، خزائن عامرہ آزاد: ۵۰، گلزار ابراہیم: ۲۹۷ ب، تذکرۃ الکاتبین: ۲۸ الف، حدیقة العالم: ۲۲۳ ب، سرگذشت نواب نجیب الدولہ: ۵۰، اور شعرائے اردو کے پرانے تذکرے بھی ملاحظہ ہوں۔

ص ۴ سط ۱۴۔ «احمدشاہ»۔ سیر المتاخرین: ۲، ۵۰ اور جام جہان نما: ۳ ب خزائنہ: ۵۲ میں لکھا ہے کہ ۱۰ شعبان ۱۱۱۶ھ (۲ جون ۱۷۰۴ء) کو اسے قید اور ایک ہفتے کے بعد فابنیا کیا گیا تھا۔ تنقیح: ۲، ۴۹۵ ب میں منگل کے دن ۱۰ شعبان کو قید اور اندھا کرنے کی صراحت کی ہے۔ مفتاح: ۳۲۵ میں آخر جمادی الآخرہ میں اسیری اور ۱۰ شعبان کو آنکھیں پھوڑنا لکھا ہے۔ تہارن (ص ۱۳۰) نے اسے ۱۷۵۵ء کا واقعہ بنایا ہے۔ میری رائے میں صاحب سیر کا بیان زیادہ قرین صحت ہے۔

ص ۴ سط ۱۵۔ «والد حضرت پادشاہ زمانہ» عالمگیر ثانی مراد ہے۔ اس کا نام عزیز الدین بن معزالدین جہاندار شاہ ہے۔ سیر: ۲، ۵۰، نشر

عشق : ۶۹۳ ب، مفتاح : ۳۳۵ و ۳۴۰، عبرت نامہ : ۲۰ ب، اور تنقیح : ۲۹۷، ۲ الف میں منسلک ۱۰ شعبان ۱۱۱۶ھ (۲ جون ۱۷۰۴ء) تاریخ تحت نشینی درج ہے ۔ لیکن تاریخ عالمگیر ثانی (بحوالہ الیث : ۸، ۱۴۲) ۱۱ شعبان اور جام جہان نما : ۲، ۳ ب اور خزائنہ : ۵۲، میں یکشنبہ ۱۰ شعبان لکھی ہے۔ فرینکلن نے «شاہ عالم : ۴» میں اسے نومبر ۱۷۰۵ء کا واقعہ بتایا ہے ۔ ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان : ۹۳، ۹ میں شعبان کو جولائی کے مطابق لکھا ہے۔

حدیقہ : ۴۴ میں عالمگیر ثانی کے جشن جلوس کا تفصیلی حال ملاحظہ کیجئے، جو عبرت و نصیحت کا افسوس ناک مرقع پیش کرتا ہے ۔

حدیقے کی ایک طباعتی غلطی کی طرف اشارہ بھی بیجا نہ ہوگا، یعنی اس کتاب کے صفحہ ۱۳۶ میں عالمگیر ثانی کی تخت نشینی کا واقعہ ۱۱۱۵۵ میں لکھا دیا ہے جو سراسر غلطی کتابت ہے ۔

ص ۵ سط ۱۔ «می خواست کہ اسپر کند» - شاہ عالم کے اس محاصرے سے نکل جانے کے تفصیلی واقعات سیر : ۵۹۲، شاہ عالم نامہ : ۳۸، ۳۹، ۴۰، جام جہان نما : ۲، ۳، ملخص التواریخ : ۱۹۱ الف، اور تنقیح : ۲۹۹، ۲ الف بعد میں ملاحظہ ہوں ۔

ص ۵ سط ۲۔ «حویلی علی مردان خان» - تنقیح : ۳۹۹، ۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حویلی کے ساتھ باغ بھی تھا جو باغ علی مردان خان کے نام سے مشہور تھا، اسی باغ میں شاہ عالم نے مورچال قائم کی تھی۔ حدیقہ : ۱۳۶ میں حویلی دارا شکوہ میں شاہ عالم کا قیام بتایا ہے ۔

ص ۵ سط ۵۔ «بہ عالی گہر ملقب بودند» - شاہ عالم کے نام میں مورخین کا بیان مختلف ہے۔ واقعات اظہری : ۲ الف میں، جو شاہ عالم کے ایک قریبی رشتہ دار کی تصنیف ہے، لکھا ہے کہ ان کے پیار کے نام لال میاں اور میرزا بلاقی، اور بڑا نام عالی گہر تھا۔ جی آخری نام تنقیح : ۲، ۳۹۸ ب، جام جہان نما : ۲، ۳ الف، مرآۃ الاحوال بہانی : ۱۰۱ الف، تاریخ فرخ آباد : ۱۱۳ ب و ۱۱۵ الف، جنات الفردوس : ۸۱ الف، و

۸۲ب، سلالۃ السیر : ۵۲ الف ، تحفة العالم : ۵۳۵، مجمع الملوك : ۳، ۲۹۵
الف وب، خزانہ : ۲، تہارن : ۱۳۱ اور فتوحات ہند : ۳۲ میں بھی ملتا ہے ۔

ص ۵ سط ۷ - «ایٹھل راو» سیر : ۲، ۶۰ اور منتخب انواربخ : ۸۷ :
میں بھی اس نام کو اسی شکل میں لکھا ہے ۔ لیکن شاہ عالم نامہ ، ۳۰۷ میں
وٹھل راو ، اور تنقیح : ۲، ۳۹۹ الف مین بٹھل راو ، اور عماد السعاده :
۶۹ میں بیٹھل راو ہے ۔ آج کل دکن میں اس کا تلفظ وٹھل راو کیا جاتا
ہے ۔

یہ ان مرہطہ سرداروں میں سے تھا، جو عماد الملک کی مدد کے لیے
ہوا لکر کے ساتھ آئے تھے ۔ آخر مین اسے نواحی شاہ جہان آباد کی
محالوں کا نگران مقرر کر دیا گیا تھا ۔ اس نے شاہزادے کی جس طرح مدد
کی تھی ، اس کا مفصل ذکر شاہ عالم نامہ اور تنقیح میں ملاحظہ ہو ۔

ص ۵ سط ۸ - «ثبلة مجنون» - سیر : ۲، ۶۰ اور منتخب : ۷ مین بھی
اسی طرح ہے لیکن تنقیح : ۲، ۳۹۹ ب میں «تکیۃ مجنون» لکھا ہے ۔
ص ۵ سط ۱۱ - «ستہ ۱۱۷۱» - فرائی سے یہاں چوک ہو گئی ہے ۔
صحیح سال ۱۱۷۳ (۱۷۵۹ء) ہے ، جیسا کہ خود وہی اس صفحے کے آخر میں
لکھتا ہے ۔

تنقیح : ۲، ۵۰۹ الف میں : تاریخ قتل ۸ ربیع الثانی اور جام جہان
نما : ۲۹ الف و ۵۰ ب، خزانہ : ۵۴ فتوحات ہند : ۳۱ اور مجمع الملوك :
۳، ۲۹۰ ب میں جمہرات کا دن بھی بتایا ہے ۔ لیکن شاہ عالم نامہ : ۹۳،
۷ تاریخ کو ، مفتاح : ۱۸، ۳۳۱ کو اور عبرت نامہ : ۱۲ ب، ۲۰ کو اس
حادثے کا وقوع بتاتے ہیں ۔ یہ آخری تاریخ ہشتم کو بیسنم پڑھ لینے سے
پیدا ہوئی ہے ۔ عماد : ۷۲، اور حدیقة الاقالیم : ۱۳۷، ۱۱۷۲ میں
عالمگیر ثانی کا قتل اور شاہ عالم کی تخت نشینی بتائی ہے ۔ لب السیر :
۱۳۸ ب میں ۱۱۷۳ (۱۷۵۹ء) میں واقعہ قتل کا پیش آنا لکھا ہے ۔

لیکن صحیح سال قتل ۱۱۷۳ء ہی ہے ، اور اسی کو تمام معتبر تاریخوں
میں اختیار کیا گیا ہے ۔

ص ۵ سط ۱۲ - «شاہ جہان ثانی» - اس کا نام محبی الملة ہے اور یہ محبی السنۃ بن کام بخش بن شہنشاہ عالمگیر کا بیٹا تھا - ملاحظہ ہو شاہ عالم نامہ : ۹۵ ، خزائنہ : ۵۴ ، ۱۰۶ ، ۹۱ ، الیث : ۲۳۳ ، ۸ بحوالہ عبرت نامہ و ۲۷۸ بحوالہ تاریخ مرہٹہ ابراہیم خانی ، جام جہان نامہ : ۵۱۲ الف و فتوحات ہند : ۴۲ و ۵۰ - لیکن سیر : ۶۲۲ جنات الفردوس : ۸۲ الف : مجمع الملوك : ۲۹۵۳ ب : منتخب التواریخ : ۸۹ ، جام جہان نامہ : ۵۰۲ ب اور مفتاح : ۳۴۳ میں خود محبی السنۃ کو شاہ جہان ثانی قرار دے لیا ہے اور عماد : ۷۲ میں «از اولاد کام بخش» لکھ کر مبہم چھوڑ دیا ہے -

چونکہ محبی السنۃ بن کام بخش بن عالمگیر کا انتقال لال قلعہ کی جیل میں ۱۱ محرم سنہ ۱۱۱۶ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں ہو چکا تھا ، جیسا کہ تاریخ محمدی میں مذکور ہے بالا سنہ کے تحت درج ہے ، اس لیے کوئی امکان نہیں کہ ۱۱۱۳ھ میں وہ تحت شین کیا گیا ہو - مورخین نے محبی الملة اور محبی السنۃ میں دھوکا کھایا ہے -

ص ۵ سط ۱ - «مسامع اجلال رسید» - تنقیح : ۱۰۱۸ ، ۲ سے پتا چلتا ہے کہ شاہ عالم کو اس حادثے کی اصلاح یکم جمادی الاولی ۱۱۱۷ھ (۲۱ دسمبر ۱۷۵۹ء) کو پہنچی تھی -

ص ۵ سط ۷ - «دیار شرقی» - شاہ عالم نامہ : ۹۰ ، سیر : ۲۶۳ ، ۱ تنقیح : ۱۰۱۹ ، ۲ اور جنات الفردوس : ۸۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مقام پر یہ تحت نشینی عمل میں آئی ، اس کا نام کھٹولی ہے ، اور یہ کرم ناسہ کے اس پار پٹنہ کا ایک گانو تھا -

ص ۵ سط ۱۸ - «برسریر - نشستند» - شاہ عالم نامہ : ۱۰۳ ، تنقیح : ۱۰۱۸ ، ۲ ، خزائنہ : ۹۱ اور جنات الفردوس : ۸۳ الف میں لکھا ہے کہ ۴ جمادی الاولی (۲۴ دسمبر) کو شاہ عالم نے تحت سلطنت پر قدم رکھا تھا -

ص ۵ سط ۱۹ - «ابو النصر حامی الدین» - فراقی کا یہ بیان تمام مورخین کے خلاف ہے - شاہ عالم کا لقب «ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم بادشاہ غازی» تھا - غالباً اس نے سکے پر لٹھیا کیے ہوئے شعر کے الفاظ «حامی دین محمد» سے دھوکا کھایا ہے -

ص ۶ سط ۳ - «مرادی» - فردوس اللغات میں مرادی کے معنی «تک»
 «سایہ سیاہ» لکھے ہیں، یعنی کالے ٹکے۔ فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں
 لکھا ہے کہ آنوں کی تعداد لکھنا ہو، تو عدد سے پہلے لفظ «مرادی»
 بڑھایا جاتا ہے، جیسے مرادی آٹھ آئے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
 جسے ہم آج کل پیسہ کہتے ہیں، یہی پہلے مرادی کہلاتا تھا۔

ص ۶ سط ۴۔ کوڈرنگٹن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سکوں
 پر پہلا مصرع اس طرح بھی منقوش ہے: «سکۃ صاحبقرانی ز دزدانیدالہ»۔
 ملاحظہ ہو: مسلمان نیو مس میٹکس: ۱۱۳

ص ۶ سط ۶ - ان واقعات کی تفصیل نادرآت شامی (مطبوعہ کتب
 خانہ ریاست رامپور) کے دیباچے میں ملاحظہ فرمائیے۔

ص ۶ سط ۱۱ - «سنہ یکہزار و یک صد و ہشتاد و چہار» - سرگزشت
 نواب نجیب الدولہ: ۶۷، ۶۸ اور تنقیح: ۲ - ۱۱ میں بھی یہی سال
 درج ہے۔ مؤخر الذکر نے بھی صراحت کی ہے کہ شاہ عالم جہادی الاولیٰ
 ۱۱۸۳ھ کو اپنا بارہواں جشن جلوس منا کر فارغ ہوا تھا کہ اسے
 مرہٹوں کی دہلی پر چڑھائی کی اطلاع ملی۔

عماد: ۱۰۳ میں لکھا ہے کہ ۱۱۸۲ھ (۱۷۶۸ع) کے آخر میں بہ لشکر
 زاین راویشوا کے حکم سے روانہ ہو کر آگرے پہنچا اور نول سنگہ
 جاٹ پر فتح پا کر دہلی کو چلا۔ یہاں نجیب الدولہ کا حال ہی میں انتقال
 ہو چکا تھا۔ ضابطہ خان دہلی چھوڑ کر سکر تال چلا گیا اور شاہ جہاں
 آباد میں مرہٹہ گردی شروع ہو گئی۔ لیکن تنقیح اور جام جہان نما:
 ۲۹۲ الف کے یہ خلاف ہے۔ ان کا بیان یہ ہے کہ نجیب الدولہ کی ملہار
 راوہلکر سے دوستی تھی۔ اس کا پاس کر کے نکو جی نے نجیب الدولہ
 کو آخر دم اس رسوائی سے بچایا کہ اپنے جینے جی وہ دہلی کو لٹا
 دیکھے۔ چنانچہ مرہٹے اودھ کی طرف چل پڑے اور نجیب الدولہ باوجود
 حالات طبع ساتھ ہو گیا۔ راستے میں شدت مرض نے مجبور کیا
 کہ نجیب آباد واپس چلا جائے۔ لہذا ضابطہ خان کو مرہٹوں کے لشکر

میں چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ ہاپڑ پہنچ کر اس کا انتقال ہوا اور یہ خبر ضابطہ خان کو ملی، تو وہ سکر نال جا کر باپ کی جگہ پر قابض ہو گیا۔ جام جہان نما میں مرہٹوں کی دکن سے روانگی ۵۱۲۸۳ (۵۱۷۶۹) میں بہار کے انتقام کی غرض سے بنائی ہے۔

ص ۶ سط ۱۲ - « راجندر گنیش » - یہ مرہٹوں کا بڑا بہادر، ہوشیار اور تجربہ کار سپہ سالار تھا۔

عماد: ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یہی اس پورے لشکر کا سردار تھا اور اپنے لشکر میں پیشوا کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ حقیقہ: ۱۶۹ میں اسے پیشوا لکھا ہے اور ص ۶۲۲ میں یہ مراخت کی ہے کہ پیشوا نے اسے اپنی جگہ پیشوا بنا کر اور باقی تینوں سرداروں کو اس کی ماتحتی میں دے کر روانہ کیا تھا۔ سرگزشت نجیب الدولہ: ۶۷ میں لکھا ہے کہ اسے پیشوا نے اپنا نائب بنا کر بھیجا تھا، اور اس کے ساتھ ۴۰ ہزار سوار و نوپ خانہ و افسر و سرانجام سنگین» تھا۔

۱۲ دسمبر ۵۱۷۸۰ (محرم ۱۱۹۶) کو بسین میں جنرل گوڈرڈ کے مقابلے میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ ڈف: ۱۳۶۲، ۱۳۷۱۔

ص ۶ سط ۱۲ - « بیساجی » - اس کا پورا نام ویساجی کرشن بنی والا ہے۔ مرہٹہ فوج کے بہادر سرداروں میں اس کا بھی شمار ہوتا ہے۔ یہ روہیل کھنڈ میں متعین کیا گیا تھا، اور رگھوناتھ راو سے مرہٹوں کی جو جھک ہوتی تھی اس میں نمایاں اور اہم حصہ دار تھا۔ عماد السعاده میں لکھا ہے کہ رام چندر گنیش کے مرجانے پر یہی مرہٹہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا۔

حقیقہ: ۱۶۹ و ۶۲۲ میں اس کے نام کا تلفظ ”ایشاجی“ ملتا ہے، جو ایشل راو کی طرح اہجے کا ادل بدل ہے۔

ملاحظہ ہو: ڈف: ۶۶۴، ۱، پولیز کا « شاء عالم » حاشیہ مرتب: ۸۰

ص ۶ سط ۱۲ - ”تکو جی ہلکر“ - اس کا نام نکاجی ہے - یہ ملہار راو اول کا بھتیجا ہے۔ بڑا تجربہ کار سپاہی اور اپنے چچا کا قابل اعتماد افسر اسلحہ خانہ تھا - اہلیا بائی، ملہار راو کی بہو، بھی اس کی فوجی قابلیت کو مانتی تھی - جب ملہار کے مرے پیچھے دیوان ریاست نے گدی کا جھگڑا کھڑا کیا، تو اہلیا بائی نے ۱۱۸۲ (۱۷۶۸ء) میں اسے اندور کا والی بنا دیا - ۳۰ برس حکومت کر کے تکو جی نے ۱۵ اگست ۱۷۹۷ء (۱۲۱۲ء) کو انتقال کیا - ملاحظہ ہو، یولیر، حاشیہ مرتب: ۸۰، ڈف، انڈکس: ۶۰۹، کین: ۳۲، مرہٹہ ایمپائر: ۷۷۸، بیل: ۲۹۹

ص ۷ سط ۱۲ - ”مادھو راو سیندھیہ“ - یہ فارسی تاریخوں میں مادھوجی، یا مہاجی کے نام سے مشہور ہے - رانوجی سیندھیہ کا بیٹا تھا - ۱۷۷۳ء (۱۷۵۹ء) میں اپنے بھائی جے آبا کا جانشین ہوا، اور اپنی لگاتار کوشش سے مالوے کے بڑے حصے پر چھا گیا - اس کے بعد ہندوستان کی طرف رخ کیا، اور یہاں کے شاہی دربار پر ایسا قبضہ کیا کہ بادشاہ کٹھہ پتلی بن کر رہ گیا - پیشوا تبرک کے طور پر سلطنت ہندوستان کے وکیل مطلق قرار پائے اور یہ ان کا نائب مقرر ہوا -

اپنی سیاسی چالوں سے راجپوتوں، جاٹوں، سکھوں، روہیلوں، اودھ والوں اور انگریزوں سب کو ناک چنے چبواتا رہا - دور اندیشی، تجربہ کاری، مردم شناسی، اور سیاسی توڑ جوڑ میں سارے مرہٹوں میں پیش پیش تھا -

اس نے گزر تجارہ، آگرہ، کے پاس ایک گڑھی مادھو کڑھ کے نام سے بنائی تھی - ۱۸۳۰ء تک اس کے کھنڈر باقی جاتے تھے -

۱۲ فروری ۱۷۹۴ء (۱۲۰۸ء) کو ونولی، پونا، میں مرگیا - ملاحظہ ہو: ڈف: ۶۰۱، ۲۶۰، نیز مفصل حالات کے لئے انڈکس - بیل: ۲۲۹، مرہٹہ ایمپائر: ۴ حاشیہ - کین کی کتاب ”مادھوجی سیندھیہ“، ٹیل، ترجمہ اردو، مطبوعہ دارالترجمہ، حیدرآباد - تاریخ جہیز: ۱۲۳ -

ڈف مین غلطی سے ۱۷۷۰ء سال مرگ چھپ گیا ہے اور بیل نے سہواً جنوری کا مہینا لکھ دیا ہے ۔

ص ۶ سط ۱۳ - « فوج سنگین » - تنقیح : ۱۱۰۰'۲ میں اس کی تعداد ایک لاکھ سوار بتائی ہے اور عماد : ۱۰۴'۱ میں ۸۰ ہزار سوار ہے ۔
حدیقہ : ۶۲۲ سے پتا چلتا ہے کہ رام چندر گنیش کے ساتھ ۵۰ ہزار سوار اور ۶ سو توپیں تھیں ۔ سرگزشت نجیب الدولہ : ۶۷ میں لکھا ہے کہ « ۴۰ ہزار سوار و توپ خانہ و افسر و سرانجام سنگین » رام چندر کے ساتھ اور ۲۵ ہزار سوار اور بے شمار ہنڈارے نکوجی ہاکر کے ساتھ اور ۱۰ ہزار سوار مادھوجی ٹیل کے ہمراہ تھے ۔

ان تعدادوں کو پیش نظر رکھیے ، تو عماد اور تنقیح دونوں کی بات فریب فریب صحیح معلوم ہوتی ہے ، بالخصوص اس لیے کہ بیساجی کے ساتھیوں کی واقعی گنتی کا میں پتا نہیں چل سکا ہے ۔

ص ۶ سط ۱۴ - « نول سنگھ جاٹ » - بہ راجہ سورج مل کا بیٹا تھا ۔
محرم ۱۱۸۲ھ (مئی ۱۷۶۹ء) میں بھرتپور کی گدی پر بیٹھا ، اور رفتہ رفتہ ایک کروڑ ۵۴ لاکھ روپے کے محاصل کے علاقے پر قابض ہو گیا ۔ تنقیح ۱۱۳۲'۲ میں لکھا ہے کہ امیر الامرا نواب نجف خان ڈیگ کا محاصرہ کر رہے تھے کہ ۱۴ جمادی الثانیہ ۱۱۸۹ھ (۱۳ جولائی ۱۷۷۵ء) کو قدرے لمبی بیماری اٹھا کر مر گیا ۔ تاریخ محمدی میں اس مہینے کی ۱۲ کو موت لکھی ہے ، جو غالباً کنات کی غلطی ہے ۔ لیکن بیل نے افتتاح : ۳۵۵ میں ۱۱۹۰ھ اور انگریزی کتاب : ۲۹۹ میں ۱۷۷۶ء کو سال انتقال قرار دے کر دھوکا کھایا ہے ۔

نیز ملاحظہ ہو : عماد : ۵۶ - تھارن کی وار ان انڈیا : ۴۰۳ ، ایٹ : ۳۶۰'۸

ص ۶ سط ۱۶ - « جہاندار شاہ » - اس کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو نادات شاہی کا دیباچہ : ۵۰-۵۲ ، جو کتیب خانہ رامپور سے ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے ۔

جمہاندارشاہ اور آصف الدولہ کے تعلقات پر عمادالسماعہ : ۴۶ سے خاصی روشنی پڑتی ہے ۔ یہاں صرف اتنا اشارہ کافی ہو گا کہ ان دونوں کی شکر رنجی کا سبب ایک عورت کی ذات تھی ۔

ص ۶ مط ۷۔ «نجیب الدولہ»۔ اٹھارہ بی صدی عیسوی کے ہندوستان میں نجیب الدولہ غیر معمولی شخصیت اور یحداہم قابلیتوں کا حامل تھا۔ وہ ایک طرف جرات اور بہادری کا پتلا اور جنگی چالوں میں اپنے حریفوں سے پیش پیش ہے، اور دوسری طرف پڑا لکھا نہ ہونے کے باوجود سیاسی توڑ جوڑ میں اپنی تاثیر نہیں رکھتا، اور ہر موقع پر مد مقابل کو نیچا دکھانے کے رہتا ہے۔ ان صفات کے ساتھ اس کی دوستوں کے ساتھ ہمدردی اور آنا کے حضور میں وفاداری سونے پر سہاگے کا کام دیتی ہے۔ یہ اسی کا کام تھا کہ مرتے دم تک مغلیہ سلطنت کو اغیار کے پنجے سے بچایا اور مرہٹوں اور سکھوں کے مسلسل دباؤ کے تمام نقصان اٹھا کر بھی تخت سے بیوفائی نہ کی۔

نجیب الدولہ کا نام نجیب خان اور قوم عمر خیل یوسف زی ہے بشارت خان کے بھتیجے اور داماد تھے، جنہوں نے قصبہ بلاسپور (ضلع ریاست رامپور) کے پاس «بشارت نگر» نام کی ایک بستی بسائی تھی ۔

یہ روہیل کھنڈ آکر پہلے نواب سید علی محمد خان بہادر کی فوج میں سوار بھرتی ہوئے ۔ ایک سال کے اندر جمعدار بنے، اور نواب صفدر جنگ نے مرہٹوں سے مل کر روہیلوں پر حملہ کیا، تو اس معرکے میں بہادری اور سپاہیانہ تدبیر دکھا کر ایک ہزار سواروں کے رسالدار مقرر کیے گئے

پہلی بیوی کے انتقال پر نواب دوندے خان کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی، تو چاندپور، شیرکوٹ اور بجنور وغیرہ کا علاقہ دوندے خان کی سفارش پر اور جلال آباد اپنی طرف سے نواب صاحب نے عطا کیا۔ سنہ ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۴ء) میں عمادالملک اور صفدر جنگ میں کشمکش ہوئی، تو عمادالملک کی طلب پر ۸ ہزار سپاہیوں کے ساتھ شاہی فوج میں شرکت کی، اور ۵ ہزاری منصب کے ساتھ نجیب الدولہ

خطاب پایا۔ دوران جنگ میں کارہای نمایاں انجام دینے کے چلے میں
سہارنپور کی فوجداری بھی مرحمت کی گئی۔

سنہ ۱۱۷۰ھ (۱۷۵۷ء) میں احمدشاہ ابدالی ہندوستان آیا، تو
عمادالملک کے پنبہ استبداد سے عالمگیر ثانی کو بھجات دے کر
نجیب الدولہ کو امیرالامرا میر بخشی مقرر کر گیا۔

احمدشاہ کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے بعد عمادالملک نے
بادشاہ سے پھر سازباز کیا اور نجیب الدولہ ناچار ہو کر سہارنپور چلے
گئے۔ عمادالملک نے ان کی جگہ نواب احمدخان بنگش کو میر بخشی کا
عہدہ دلایا، اور مرہٹوں کو اکسا کر نجیب الدولہ کو تنگ کرنا شروع
کردیا۔ یہ باتدیر سپاہی برابر مقابلہ کرتا رہا اور کبھی کسی میدان میں
اپنے حریف کو پیٹھ نہیں دکھائی۔

سنہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں عمادالملک نے عالمگیر ثانی کو قتل کر کے
شاہ جہان ثانی کو تخت نشین کیا، تو شاہ عالم نے اس اقدام کو ناجائز قرار
دے کر بہار میں اپنی شاہی کا اعلان کر دیا، اور نجیب الدولہ کو
شاہزادہ جوان بخت کے امور کی مخناری کا خلعت روانہ کیا۔ انہوں نے
احمدشاہ ابدالی کو بڑی تدبیریں کر کے پھر ہندوستان بلایا، اور پانی پت کی
سب سے بڑی اور آخری جنگ کو اپنی سیاسی چالوں سے کامیابی کی
آخری منزل تک پہنچا کر دم لیا۔

اس فتح کے بعد احمدشاہ نے شاہ عالم کے بڑے بیٹے جوان بخت کو
تخت دہلی پر بٹھا کر نجیب الدولہ کو مدارالمہام مقرر کیا، خود شاہ عالم نے
بہار میں عنان سلطنت ہاتھ میں لے کر «وکیل مطلق بخشی الممالک» ناصر
الملک، امیرالامرا، نجیب الدولہ، نجیب خان بہادر صلابت جنگ» انہیں
خطاب دیا۔

نجیب الدولہ نے بڑی خوبی اور جانفشانی سے مجھے کھچے ہلانے کا
بندوبست کیا۔ جب بڑھاپے نے صحت خراب کردی، تو اپنے بڑے بیٹے
نواب ضابطہ خان کو قائم مقام بنا کر خود سکرتال چلے گئے۔

سنہ ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) میں مرہٹوں نے رام چندر گنیش کی سرکردگی میں جنگ پانی پت کا انتقام لینے کے لیے جرار لشکر بھیجا، تو نجیب الدولہ استسقا کے مریض ہونے کے باوجود سکر تال سے نکل کھڑے ہوئے، اور اپنی تدبیر سے ان کا رخ اودھ کی طرف پھر دیا۔

مرہٹوں کو ان کی طرف سے یہ خطرہ تھا کہ کہیں دشمن سے ساز کر کے ہماری پشت پر سے حملہ نہ کر دیں، اس لیے ان سے یہ اقرار کرایا کہ خود بھی مرہٹہ لشکر کے ساتھ چلیں گے، یہ بادل ناخو آسمان تیار ہو گئے لیکن راستے میں مرض نے شدت کی جس کے باعث ضابطہ خان کو اپنی جگہ چھوڑ کر واپس ہوئے۔

ابھی ہاپڑ پہنچے تھے کہ بدھ کے دن ۱۱ رجب ۱۱۸۴ھ (۲۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو اس دنیا می سے چل بسے۔ لاش نجیب آباد لا کر دفن کر دی گئی۔

ملاحظہ ہو: تاریخ محمدی تحت سنہ مذکورہ، سیر: ۸۱، ۸۲-۸۳، تنقیح: ۲، ۱۱۰، ۱۱۱، سرگزشت نجیب الدولہ: ۷، گاسٹان رحمت: ۱۰۴، گل رحمت: ۱۱۶، عماد: ۷۲، حدیقہ: ۱۳۷، جام جہان نما: ۶۹، ۷۰ الف مفتاح: ۳۵۱، بیل: ۲۸۹۔

سرگزشت نجیب الدولہ کے شروع میں صاحبزادہ عبدالسلام خان بہادر عمر خیل نے ایک مفید اردو دیباچہ شامل کر دیا ہے۔ اس میں نجیب الدولہ کے متعلق بہت سی مفید معلومات اور آئندہ سوانح نگار کے لیے اہم مشورے یکجا مل سکتے ہیں۔ خاندان عمر خیل کا شجرہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ایک بڑا شجرہ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو عزیز احمد خان نگینوی نے بھی شائع کیا ہے۔ افراد عمر خیل کے نام اور بعض مختصر اطلاعات اس سے بھی مہیا ہوتی ہیں۔

سرگزشت نجیب الدولہ: ۷، میں لکھا ہے کہ مرہٹوں سے رخصت ہو کر یہ نجیب آباد آئے اور ایک ہفتہ کے بعد سنہ ۱۴ جاوس شاہ عالم مطابق ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا۔ لیکن یہ دونوں باتیں تاریخ

محمدی ، تنقیح اور مفتاح کے خلاف اور ہاپڑ کی جگہ نجیب آباد میں انتقال کرنا ان کتابوں کے ساتھ کامنان رحمت اور گل رحمت کے بھی خلاف ہے، اس لیے میری نظر میں قابل قبول نہیں ۔

ص ۶ سط ۲۰ - «شجاع الدولہ» - اس کا نام جلال الدین حیدر ہے۔
 بواب صفدر جگہ کا بیٹا اور برہان الملک کا نواسہ تھا ۔ سنہ ۱۱۴۴ھ
 (۱۷۳۱ء) یا ۱۱۴۴ھ (۱۷۳۲ء) میں پیدا ہوا - اور اپنے والد کے
 ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ (۱۷۵۳ء) کو انتقال کر جانے پر اودھ
 کا صوبہ دار قرار پایا ۔

نجیب الدولہ کے سمجھانے بچھانے پر جنگ پانی پت میں شرکت کی ،
 لیکن لایفہ یہ ہے کہ پوری لڑائی میں اس کی فوج محووظ رہی ۔

ذیقعدہ ۱۱۷۴ھ (جولائی ۱۷۶۱ء) میں شاہ عالم نے اپنا وزیر
 مقرر کیا (تنقیح : ۵۲۴ الف و جام جہان نما : ۵۰۲ الف) ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ
 (اکتوبر ۱۷۶۳ء) میں عثم بکسر انگریزوں سے زبردست ٹکرائی ، مگر ری
 طرح شکست کھا کر آئندہ کے لیے کمپنی کو شمال مغربی ہند میں پاٹو بھانے
 کا موقع دیدیا ۔ چنانچہ اسی جگہ کے نتیجے میں شاہ عالم کو بنگال و بہار
 کی دیوانی کی سند کمپنی کو دینا پڑی تھی ۔

یہ دوہیلوں کو ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ آخر انگریزوں سے
 ساز باز کر کے ۱۱۸۸ھ (۱۷۷۴ء) میں دوہیل کھڈر پڑھ دوڑا ، اور
 حافظ رحمت خان کے قتل پر اس صالح عنصر کو پارہ پارہ کرنے میں کامیاب
 ہو گا ۔

قدرت اللہ شوق رامپوری (جام جہان نما : ۱۷۲ الف) نے لکھا ہے
 کہ « بکثرت جہاں و بچشم و سپاہ و ملک و مال در زمان خود ثانی
 نداشت و قدر زمرہ امرا پیش روی معلوم نیست کہ در ہندوستان مثل وی
 گذشت باشد ۔ »

شجاع الدولہ نے بقول حماد: ۲۴۱۱۹ ذیقعدہ ۵۱۱۸۸ (۱۷۷۷ء) کی در گھڑی رات گزرے انتقال کیا اور ۲۴ می کے دن دفن کیا گیا۔ یعنی انتقال ۲۳ اور ۲۴ کی درمیانی رات میں ہوا اور تجہیز و تکفین ۲۴ کو دن میں عمل میں آئی۔ تاریخ محمدی میں شب جمعہ ۵ گھڑی رات گئے، ۲۴ تاریخ کو انتقال کرنا لکھا ہے۔

تاریخ فرخ آباد: ۸۵ الف مفتاح: ۳۵۴ اور یل: ۳۸۲ میں بھی ۱۴ ذی قعدہ می مندرج ہے، لیکن تنقیح: ۶۴۲ ب میں تاریخ انتقال ۲۲ ذیقعدہ بتائی ہے۔ یہ رای غالباً حماد کے بیان کو غلط سمجھنے کا نتیجہ ہے، اس لیے کہ قمری حساب میں بعد مغرب سے نئی تاریخ شروع ہو جاتی ہے۔

مرآة الاحوال: ۱۰۱ ب میں ۲۲ ذیقعدہ کو وفات لکھی ہے، جو بالیقین کتابت کی غلطی ہے۔ جام جہان نما: ۱۲۲ الف میں ۲۵ ذی قعدہ کی تصریح کی گئی ہے، مگر یہ قول کسی اور مورخ کی تائید سے محروم ہے

گلستان رحمت: ۲۰۲ الف میں یہ تحریر کیا ہے کہ حافظ رحمت خان کی شہادت کے آنہ مہینے بعد شعبان میں شجاع الدولہ کا انتقال ہوا۔ چونکہ اسی کتاب: ۱۶۶ ب میں یہ بھی درج ہے کہ شبہ ۱۱ صفر ۱۱۸۸ (اپریل ۱۷۷۴ء) کو واقعہ شہادت پیش آیا تھا، لہذا شجاع الدولہ کا انتقال رمضان میں ہونا چاہیے۔ گل رحمت: ۸۶ ب میں بھی مذکورہ بالا بیان ہی نظر آتا ہے، لیکن انہوں نے مہینے کو شب ال کا مہینا بتایا ہے۔

میری رائے میں یہ دونوں بیان قابل قبول نہیں۔ اسی طرح حدیقہ: ۱۵۲ کا یہ لکھنا بھی نامناسب تھمبے کی حیثیت رکھتا ہے کہ فتح مذکورہ بالا کے دو تین مہینے بعد انتقال ہوا تھا، اس لیے کہ سابق الذکر معتبر تاریخوں کے علاوہ عبرت نامہ: ۲۳ الف میں بھی آخر ذیقعدہ ہی میں شجاع الدولہ کی موت قرار دی ہے، اور «شجاع الدولہ وفات یافت» مادہ تاریخ بتایا ہے۔

ص ۶ سط ۲۰ » راضی نبودند « - پولیر (ص ۲۲) کا بیان تمام دیگر
 ہندی و انگریزی مورخوں کے برخلاف یہ ہے کہ در پردہ شجاع الدولہ
 بھی بادشاہ کے دہلی چلے جانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا ۔ چنانچہ اس
 نے حسام الدولہ کو ڈیڑھ لاکھ روپے اور دیگر ملازمان شاہی کو چھوٹی
 جھوٹی رقمیں دے کر یہ کوشش کی کہ بادشاہ کو الہ آباد چھوڑ کر
 دہلی چلے جانے پر آمادہ کر لیں ، تاکہ الہ آباد سے شاہ عالم کے چلے
 آنے کے بعد اسے اپنے اغراض و مقاصد کو بروی کار لانے کا موقع
 مل سکے ۔

ص ۷ سط ۲ - » احمد خان بنگش « - یہ نواب محمد خان بنگش والی
 فرخ آباد کا بیٹا اور نواب قائم جنگ کا بھائی تھا ۔ صفدر
 جنگ کے اشارے سے قائم جنگ نے روہیلوں پر فوج کشی کی ،
 اور ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۶۲ (۱۰ نومبر ۱۷۴۹ء) کو میدان جنگ میں کھیت
 رہے ، تو صفدر جنگ نے ریاست فرخ آباد پر قبضہ کر لیا ۔ احمد خان نے
 ہتھانوں کو بھرتی کر کے صفدر جنگ کے عامل فول رای پر حملہ کر دیا ، اور
 ۱۰ رمضان ۱۱۶۲ (۲ اگست ۱۷۵۰ء) کو اسے قتل کر کے اودھ کی
 فوج کو مار بھگایا ۔

عماد الملك ان کا حامی تھا ۔ اس نے عالمگرنانی کا میر بخشی مقرر کرا کے
 » شیر ہند « امیر الامرا ، بخشی المالك ، غضنفر الدولہ ، احمد خان بہادر ظاہر
 جنگ « خطاب دلایا ۔ (تقیہ : ۳۹۸ ، ۲ ب)

احمد خان بڑا سخی ، با صروت ، بہادر اور پاک اعتقاد سردار تھا ۔
 صاحب سیر المتاخرین (۸۵۲) وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے
 طویل عہد حکومت میں امرا ، علما ، صوفیا ، شعرا اور دیگر اہل کمال
 کی بڑی آو بھگت کی ۔ دہلی سے نکل کر سودا نے انہیں کے دامن تربیت
 میں پناہ لی تھی ۔ عماد الملك بھی یہاں برسوں مہمان رہ کر حج کو گیا
 تھا ۔ شجاع الدولہ نے اس پر فوج کشی کی تھی ۔ مگر جب بکسر میں
 انگریزوں سے شکست کھائی ، تو احمد خان نے اسے پناہ دی اور انگریزوں
 سے اس کی صلح صفائی کرائے میں دل کھول کے کوشش کی ۔

تاریخ فرخ آباد : ۳۵۳ھ، آرون : ۱۲۰ اور تاریخ محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ (۲۸ جولائی ۱۷۷۱ء) کی رات میں انتقال کیا ۔ « ھ ھ ھ حاتم ثانی غاند » سے تاریخ نکلتی ہے ۔

بیل : ۳۱ و ۲۸۵ میں لکھا ہے کہ شعبان ۱۱۸۵ھ (نومبر ۱۷۷۱ء) میں انتقال کیا تھا ۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے ۔

احمدخان کے حالات کے سلسلے میں ' حدیقہ : ۷۲ ، ' بعد ' عماد : ۳۳۲ بعد ' جام جہان : ۲۰۲ ، ' بعد ' تنقیح : ۲۰۲ ، ' الف بعد بھی ملاحظہ ہوں ۔

ص ۷۳ سط ۳ « بگداشت » - فراقی کے لفظ یہ بتاتے ہیں کہ شاہ عالم کے پہنچنے پر احمدخان فوت ہوا تھا - تاریخ فرخ آباد : ۲۱۱ ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ فرخ آباد پہنچا ، تو احمدخان قریب الموت تھا - آرون : ۱۲۰ کا بیان یہ ہے کہ بادشاہ جس دن پہنچا ہے ، اسی دن احمدخان نے دم توڑا تھا - (لیکن ص ۱۳۴ پر یہ لکھا دیا ہے کہ بادشاہ قنوج میں تھے کہ انہیں احمدخان کے مرنے کی خبر پہنچی ، اس پر وہ دفعۃً خدا گنج کی راہ سے فرخ آباد کو روانہ ہو گئے - میری رائے میں اس کا یہ بیان کسی غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسی لیے میں نے پہلے بیان کو درست مان کر ثبوت میں پیش کیا ہے) - عماد : ۱۰۴ ، اور مفتاح : (۲۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دن بعد انتقال ہوا -

ان شہادتوں سے فراقی کی تائید ہوتی ہے ، لیکن سیر : ۸۵۲ میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے احمدخان کی خبر انتقال سفر میں سنی تھی - تنقیح : ۵۵۲ ، ' الف میں دو تین دن پہلے مرنے کی صراحت کی ہے - پولیر : ۲۲ ، ' نے لکھا ہے کہ بادشاہ ۱۷۷۱ء کی برسات کے خاتمے پر فرخ آباد پہنچے تو کچھ ہی پہلے احمدخان بنگش فوت ہو چکا تھا - یہ بھی ایک حد تک تنقیح کی ہمنوائی ہے - مگر ہے را - تخمینہ ، اس لیے کہ احمدخان نے ۲۸ جولائی کو انتقال کیا ہے جب بادشاہ اس تاریخ کے کچھ ہی دن بعد فرخ آباد پہنچے ، تو یہ برسات کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے -

ص ۷۳ - « مظفر جنگ » - اس کا نام دایر ہمت خان تھا - سنہ ۱۱۷۱ھ (۱۷۵۷ء) میں پیدا ہوا، اور ۱۴ سال کی عمر میں شاہ عالم ثانی سے فرخ آباد کی سند ریاست اور « مظفر جنگ » خطاب پایا -

یہ ناسمجھ بہ کار اور مردم ناشناس حاکم تھا - اپنے اعزاء کے روزینے بند کر کے دشمنی کے دروازے کھول لیے تھے، جس کے باعث نواب وزیر اور انگریز دونوں کو دست درازی کا موقع مل گیا اور آخر کار اس کے انتقال کے بعد انگریزوں نے فرخ آباد پر قبضہ کر کے اہل خاندان کے روزینے مقرر کر دیے -

مشہور یہ ہے کہ ۸ ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ (۱۱ اکتوبر ۱۷۹۶ء) کو اس کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے زہر دے کر مار ڈالا - « نضا و قدر » اور « تاریخ » ہر ایک سے سال وفات نکلتا ہے -

آرون نے تاریخ فرخ آباد میں ایک جنگ (ص ۱۳۹) صرف انگریزی تاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء اور دوسری جنگ (ص ۱۵۲) ہجری کی مذکورہ بالا تاریخ کے ساتھ ۲۳ اکتوبر لکھی ہے - ممکن ہے کہ یہ ۲۲ اور ۲۳ کا فرق کتب کا ہو، لیکن بہر حال درست نہیں ہے - تقویم سنین ہجری و عیسوی (ص ۶۱) کے مطابق اس سال اکتوبر کی ۴ تاریخ کو ربیع الاول کی پہلی ہوئی تھی - اس حساب سے ۸ ربیع الاول کو ۲۲ یا ۲۳ نہیں ۱۱ اکتوبر ہونا چاہیے -

بیل نے غلطی سے یہ لکھ دیا ہے کہ مظفر جنگ نے ۴ جون ۱۸۰۲ء (۳ صفر ۱۲۲۱ھ) کو ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ پنشن کے عوض فرخ آباد کی ریاست انگریزوں کے حوالے کردی تھی - دراصل یہ واقعہ مظفر جنگ کے بیٹے نواب امداد حسین خان بہادر ناصر جنگ کے عہد کا ہے، جیسا کہ تاریخ فرخ آباد : ۱۰۱ الف ' ۱۱۱ ب ' اور آرون : ۱۴۱ میں بصراحت مذکور ہے -

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : تاریخ فرخ آباد : ۸۳ الف بعد، آرون :

ص ۷۷ - «چیزی بطریق ضبطی گرفتہ» - تمام تاریخوں میں اس مقابلہ بدعت کا ذکر موجود ہے، لیکن «چیزی» کی صراحت میں اختلاف ہے۔ تاریخ فرخ آباد: ۱۲۱ ب، سر: ۸۵، ۲، عماد: ۱۰۴ اور مفتاح: ۳۵۱ و ۳۵۲ میں اسی طرح مبہم چھوڑ دیا ہے۔ تنقیح: ۵۵۲، ۲ الف میں لکھا ہے: «نقد و جنس فراخور حال از متروکہ پدر بقدر شش ہزار روپیہ بسرکار والا رسانیدہ» - حدیقہ: ۱۷۶ میں ہے کہ لوگ کہنے ہیں، «والی فرخ آباد نے سو لاکھ روپے کا چوترا بنا کر بادشاہ کو اس پر بٹھایا اور یہ روپیہ اور اس کے ساتھ «فیلان کوہ» پیکر واسپان تاور، و جواہر آبدار، واقمشہ و اسلحہ و دیگر تحائف بسیار» بھی پیش کیے۔ آرون: ۱۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے ہودے اور دوسرے سونے چاندی کے برتن گلا کر ۳ لاکھ روپے نقد اور ۷ ہانہی اور ۱۱ گھوڑے نذر گزراتے۔ پولیر: ۲۲ میں ۵ لاکھ روپے کا نذرانہ متعین کیا ہے، جس میں کچھ نقد اور بقیہ سامان کی شکل میں تھا۔ فرینکان: ۷۷ نے ۳ لاکھ کی پیشکش بتائی ہے۔

ص ۷۷ - «از فرخ آباد بعد تاخت و تاراج سکر تال و پتھر گڈھ»۔ فراقی کا یہ بیان تمام تاریخوں کے برخلاف اور بالیقین غیر صحیح ہے۔ دراصل بادشاہ ۲۲ دن کے قیام کے بعد فرخ آباد سے روانہ ہو کر مرہٹوں کے انتظار میں نبی گنج ضلع میں پوری میں ۳ مہینے مقیم رہے اور وہاں سے دہلی آکر ۱۰ شوال ۱۱۸۵ (۱۶ جنوری ۱۷۷۲ء) کو ضابطہ خان پر چڑھائی کی اور دوشنبہ ۱۷ ذی الحجہ (۲۲ مارچ) کو واپس دہلی آگئے۔

ملاحظہ ہو: سر: ۸۷، ۲، جام جہان نغا: ۱۷۹، ۲ الف، تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف، تنقیح: ۲، ۵۵۳ ب، عماد: ۱۰۵، پولیر: ۲۳، مفتاح: ۳۵۲، آرون: ۱۳۴ - تاریخ ہندوستان: ۳۲۱، ۹

بادشاہ کے قیام فرخ آباد کو پولیر نے ۲ ماہ سے کچھ زیادہ لکھا ہے۔ اور اس کے بعد نبی گنج جانا بتایا ہے۔ تنقیح: ۵۵۲، ۲ الف میں بھی

دو مہینے کے قریب ہے۔ لیکن میری رائے میں ان دونوں نے نسی گنج کے قیام کی کچھ مدت کو فرخ آباد ٹھہرنے کی مدت میں شامل کر لیا ہے۔

ص ۷ سط ۴ » سکر تال و پتھر گڈھ «۔ عماد : ۷۳ میں لکھا ہے کہ » سکر تال باسین مہملہ مضموم، وکاف تازی مشدد، و رای مہملہ ساکن، و تہای قرشت، و الف ولام، لفظی است ہندی۔ نجیب خان در وقت ثروت خود دو قلعہ برای روز بد ساخته بود : یکی پتھر گڈھ کہ بہ ہردوار نزدیک است، و شہری متصل آن قلعہ مشتمل بر دکانیں پختہ و باغہای وسیع دلچسپ میوہ دار آباد نموده، موسوم بہ نجیب آباد کردہ۔ ہج میوہ از میوہای خوش مزہ ہند نیست کہ دران شہر وفور نداشته باشد، و ارزان باین درجہ کہ یک فلوس را توت بیدانہ آدم قوی نمی تواند خورد؛ دوم سکر تال کہ در میان گنگا و جہنا واقع است «۔

سرگذشت نجیب الدولہ : ۱۱ میں سکر تال کے متعلق لکھا ہے کہ » در کنار گنگا راب آب یک چقر بست، آن را سکر تال گویند۔ زمین بسیار نشیب واقع شدہ۔ نجیب الدولہ دران مکان لشکر گاہ ساخت، و متصل لشکر بر دریای گنگا جہر بست و گرد و پیش این مکان سنگراز گل ساخت، و توپخانہ بر دیوار سنگر نہاد «۔

اور صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ » بست کروہ از سکر تال آن طرف گنگا شان پور نام دیہی از را جہای قدیمی دامن کوہ بود۔ از انجا دامن کوہ دو کروہ نزدیک می شود۔ آنجا نجیب الدولہ حویلی و مکانات و آبادی ساختہ، و مدرسہ و مسجد بنا نموده، و ہریک از متوسلان ایشان مکانات ساختند و بہ نجیب آباد موسوم گشت «۔

دیباچہ سرگذشت نجیب الدولہ : ۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ نجیب آباد سنہ ۱۱۶۷ (۱۷۵۲-۵۳) میں بسایا گیا، اور پتھر گڈھ کی تعمیر سنہ ۱۱۶۸ (۱۷۵۳-۵۴) میں انجام کو پہنچی۔ عماد : ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ سکر تال » قلعہ آہنی رای صیانت این قوم بود «۔ جہاں جہان نغا :

۶۹۳ ب میں اس کی حصانت کا ذکر کیا ہے ، اور پتھر گڈھ کے متعلق یہ کہا ہے کہ «قلعہ سنگین از آثار نجیب الدولہ است»۔

پتھر گڈھ کے بارے میں پی سی گپتا نے جو پویر کے شاہ مالم کے مرتب ہیں ، حواشی : ۸۰ میں لکھا ہے کہ یہ نجف گڈھ بھی کہلاتا تھا ۔ لیکن صیر : ۸۴۲ سے پتا چلتا ہے کہ اسے نجیب گڈھ کہا کرتے تھے ۔ اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ مرتب موصوف نے نجیب کو ازراہ سہر نجف لکھ دیا ہے ۔

ص ۷ سط ۵ - «ضابطہ خان» - نواب نجیب الدولہ کا بڑا بیٹا ، نواب بشارت خان کا نواسا اور نواب سید علی محمد خان بہادر کی بیگم کا حقیقی بھانجا اور داماد تھا ۔

۱۱ رجب ۱۱۸۴ (۳۱ اکتوبر ۱۷۷۰ء) کو باپ کی جاگیر کا وارث ہوا ۔ اگلے سال مرہٹوں کے ہاتھوں سکرتال میں شکست کھائی ، اور سب کچھ کھو کر شجاع الدولہ کے پاس پناہ لی ۔ حافظ رحمت خان وغیرہ کی کوشش سے مرہٹوں نے اس سے ساز کرایا اور معقول رشوت لے کر امیرالامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دونوں بادشاہ سے بحال کرا دیں ۔

بادشاہ کا دل اس کی طرف سے صاف نہ تھا ۔ دربار میں میرزا نجف خن کا مروج بڑھنے لگا ۔ ضابطہ خان نے بہت کچھ ہاتھ پانو مارے ، سکھوں سے طالب امداد ہوا ، اور ملک میں یہ شہرت ہو گئی کہ ضابطہ خان نے سکھ مذہب قبول کر لیا ۔ مگر کسی طرح استقلال اور اطمینان نصیب نہ ہوا ۔ آخر کار ۱۱۹۲ (۱۷۷۸ء) میں میرزا نجف خان کی مدد سے سہارنپور کی جاگیر تو بحال ہو گئی ، مگر امیرالامرائی کا عہدہ نہ مل سکا ۔

تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ ضابطہ خان نے اس مہربانی کے عوض میں اپنی بیٹی یا بہن کو میرزا سے منسوب کر دیا تھا ۔ جام جہان ناما میں لکھا ہے کہ بیٹی کی منگنی کردی تھی کہ میرزا نجف خان فوت ہو گیا ، اس کے بعد وہ لڑکی آغا شفیع خان سے منسوب ہوئی ۔ وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا چنانچہ وہ لڑکی تاحنوز بیٹی ہوئی ہے ۔

بیل نے لکھا ہے کہ سنہ ۸۵۷ھ (۱۲۰۰ء) کے آخر میں ضابطہ خان نے انتقال کیا۔ جام جہان نما میں سبب موت یہ لکھا ہے کہ غلام قادر خان زہر دیدیا تھا۔

سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نجیب الدولہ کی طرح ضابطہ خان بھی اکثر اوصاف حمیدہ سے متصف تھا۔ جتنے دن دہلی پر اس کی نگرانی رہی رہایا راضی اور خوش نظر آتی تھی۔

ملاحظہ ہو: سیر: ۵۴۲ و ۸۵ و ۸۸، گلستان رحمت: ۲۲۹ بعد، گل رحمت: ۶۳ الف بعد، عماد: ۱۰۵ و ۱۰۷ تا ۱۱۱، تاریخ مظفری: ۲۰۳ الف و ب، تنقیح: ۵۵۴۲ الف و ۵۵۶ ب و ۵۵۸ ب و ۵۶۳ ب و ۵۶۷ الف، جام جہان نما: ۶۹۰۲ ب و ۷۰ الف و ۷۱ ب و ۷۲ الف و ب و ۷۷ ب، فرینکلن: ۳۹، پولیر: ۲۳ تا ۲۵، مفتاح: ۳۵۱، بیل: ۴۲۳، ڈف: ۶۷۹۱۔

ص ۷ سطر ۷ - «بیست و نہم رمضان» تنقیح: ۵۵۴۲ الف، میں لکھا ہے کہ رمضان کی آخری تاریخ کو دو شنبے کے روز ۶ گھڑی دن گزرے بادشاہ جہان پار ہو کر سید ہے آثار شریف کی زیارت کے لیے جامع مسجد گئے اور وہاں سے ہاتھی پر سوار رہے لٹائے قلعہ معلیٰ میں داخل ہوئے۔ دوسرے دن عید الفطر ہوئی۔

عماد: ۲۰۵، میں عید کے دن دہلی کا داخلہ بتایا ہے اور یہی بیان تاریخ فرخ آباد: ۱۲۲ الف اور مفتاح: ۳۵۲ کا بھی ہے۔

میری رائے میں فراقی کا بیان درست ہے، اس لیے کہ اس کی بنیاد خوشدل کے قطعہ تاریخ پر ہونے کے علاوہ تنقیح سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

پولیر: ۲۳ اور ڈف: ۶۸۰ کا یہ کہنا کہ بادشاہ آخر دسمبر ۱۷۷۱ء میں دہلی آئے اور فرینکلن: ۳۷ اور تھارن: ۱۳۳ کا یہ صراحت کرنا کہ دسمبر کی ۲۵ تاریخ داخلہ تھی، مذکورہ بالا بیانیوں کی روشنی میں کسی طرح درست نہیں قرار پاتے، اس لیے کہ یوم دو شنبہ ۲۹ رمضان

۱۸۵۱ء ۶ جنوری ۱۷۷۱ء کے مطابق پڑتی ہے، چنانچہ سرکار نے بھی
 « فال آف دی مغل امپائر : ۵۵۵۲ » میں یہی انگریزی تاریخ بتائی ہے ۔

ص ۷۶ - « سیف الدین محمد خان » - حاقبت محمود خان کشمیری

اتالیق و مدار المہام (خزائنہ : ۵۱) نواب عماد الملک کا بھائی اور شاہ عالم
 کا بڑا وفادار سردار تھا ۔ جب شاہ عالم شاہزادگی کے زمانے میں عماد
 الملک کے ڈر سے دہلی چھوڑ کر پورب جانے کے لیے نکلے تو یہ عماد
 الملک کی محاصرہ فوج کے ایک حصے کا کماندار تھا ۔ شاہ عالم نے اسی
 طرف سے نکل جانا چاہا ۔ اس نے پیاس ٹھک نظر بچا کر راستہ دیدیا
 (تنقیح : ۳۹۹۲ ب) ۔

بعد ازاں عماد الملک نے عالمگیر ثانی کو قتل کر کے شاہ جہان کو تخت
 نشین کیا ، اور پھر بھاؤ کے ڈر سے خود دہلی سے نکل بھاگا ، تو سف
 الدین محمد خان نے بھاو کو یہ مشورہ دیا کہ وارث تخت عالی گھر
 ہی کو تسلیم کیا جائے ، اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے بڑے
 بیٹے جوان بخت کو بحیثیت ولی عہد باپ کی جگہ دہلی کے تخت پر بٹھا دیا
 جائے ۔ (عماد : ۷۸ ، تنقیح : ۵۱۹۲ الف و ب)

جب بیساجی کی سرکردگی میں مرہٹے دہلی آئے ، اور بادشاہ کی
 خدمت میں درخواست بھیجی کہ پورب سے پچھم تشریف لے آئیں ، تو ان
 سے تصفیہ معاملات کے لیے شاہ عالم نے اسی کو بھیجا ۔ اس نے مرہٹہ
 سرداروں کو آمادہ کر لیا کہ بادشاہ سے ۱۰ لاکھ روپیہ لے کر دہلی
 پر بادشاہ کا قبضہ کر ادین ۔ اس فیصلے کو بروی کار لانے کے لیے
 مرہٹوں نے اسی کے ساتھ اپنے دستے دہلی بھیج کر ضابطہ خان کے
 آدمیوں سے قلعہ خالی کرا دیا ۔ (پولر : ۲۳ ، تنقیح : ۵۵۱۲ ب)

سیف الدین محمد خان ہی کی وساطت سے بیساجی وغیرہ سردار شاہی
 لشکر میں آکر میرزا سلیمان شکوہ کی رہنمائی میں حضور شاہ میں پیش
 ہوئے تھے ۔ (تنقیح : ۵۵۳۲ الف)

سیر: ۸۶۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمدالدولہ عبدالاحد خان کے تقرب حاصل کر لینے کے باعث سیف الدین محمدخان اپنے مقاصد میں ناکام رہ گیا تھا۔ انہوں نے ۲۹ شوال سنہ ۱۱۹۱ھ (۳۰ نومبر ۱۷۷۷ء) کو بھدہ دیوان تن اس دنیا سے کوچ کیا۔ (تنقیح: ۵۷۳۲ الف)

ص ۷۷ سطر ۱۶۔ «حسام الدولہ»۔ حسام الدین خان نام ہے۔ وجہ الدین خان کشمیری کا بھائی اور محمد علی خان متین مولف تذکرۂ حبات الشعرا کا باپ تھا۔

بے پڑھا اکھا آدمی تھا۔ مگر بادشاہ کی بعض نجی خدمات انجام دینے پر معمولی درجے سے ترقی کر کے مختار امور سلطنت بن گیا تھا۔ ذہانت و فطانت نہونے کے برابر اور تکبر و غرور حد سے زیادہ رکھتا تھا۔ تمام امرا دربار اس سے تنگ تھے۔ منیرالدولہ کا الہ آباد سے بادشاہ کے ساتھ نہ آنا صرف حسام الدولہ سے الگ رہنے کے خیال سے تھا۔ ملاحظہ ہو: سیر: ۸۱۲، تاریخ مظہری: ۱۸۵ الف، تنقیح: ۵۳۹۲، ۵۵۱ الف، ۵۵۲ الف، ۵۵۵ الف، ۵۵۸ ب، پولیر: ۳۵۲۱۔

ص ۷۷ سطر ۱۷۔ «محضور افتدار کمال داشتند»۔ تنقیح: ۵۳۹۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۸۳ھ (۱۷۶۹ء) میں اس نے منیرالدولہ کو معنوب کرا کے راجہ رام ناتھ کی معیت میں امور شاہی کا انصرام اپنے ہاتھ میں لیا اور چند دن بعد اسے بھی معطل کرا کے خود مختار کل بن بیٹھا۔ وسط شوال ۱۱۸۵ھ (جنوری ۱۷۷۳ء) میں سیف الدین محمد خان کو بھی نیچا دکھایا، جو اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ (ایضاً: ۵۵۲۲ الف) پولیر نے، جو اس کا معاصر ہے، بہت برے الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک اس کی کمان چڑھی رہی، لوگ خوفزدہ اور دور دور رہتے تھے۔ (شاہ عالم: ۲۵)

ص ۸ سطر ۱۔ «نجف خان بہادر»۔ یہ اصفہان میں پیدا ہوا اور میر سید علی بن میر سید محمد بن میرزا نجف خان کا بیٹا ہے۔ اس کا پردادا، شاہ سلیمان صفوی (اور بقول بعض شاہ حسین صفوی) کا داماد تھا۔

شاہ حسین نے وزارت و صدارت تک ترقی دے کر اس کا رتبہ خاندانی اور بلند کر دیا تھا ۔

’ نادر شاہ نے صفوی خاندان کو تباہ کیا ، تو اس کے متوسل قبہ کر لیے گئے ۔ ان اسیروں میں نجف خان اور اس کی بڑی بہن بھی شامل تھے ۔ محمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے نواب صفدر جنگ کے بڑے بھائی عزت الدولہ میرزا محسن خان بہادر کو دربار نادری میں سفیر بنا کر بھیجا ، اور انہیں ان بیکسوں کی ناپاری کا حال معلوم ہوا ، تو نادر شاہ سے سفارش کر کے انہیں آزاد کرادیا اور اس کی بہن سے نکاح کر کے دونوں کو ہندوستان لیے آیا ۔

نجف خان کی عمر اس زمانے میں اٹھارہ (اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب کی رو سے تیرہ) برس کی تھی ۔ (تواریخ اودہ : ۳۱۱ میں میرزا محسن کے انتقال کے وقت نجف خان کی عمر ۹ برس کی بتائی ہے جو کسی طرح صحیح نہیں معلوم ہوتی ۔) عزت الدولہ نے اپنے بچوں کی طرح اس کی پرورش کی ۔ شب چار شنبہ ۲۹ ذی حجہ ۱۱۶۲ھ (۲۹ نومبر ۱۷۴۹ء) کو ان کا حبس سے انتقال ہوا (تاریخ اودہ : ۹۲۱) ، تو ان کے چھوٹے بیٹے محمد قلی خان ، ناظم الہ آباد ، کے ساتھ رہنے لگا ۔ شاہ عالم نے عالم شاہزادگی میں یورپ کے اندر قوت حاصل کرنے کے لیے ساتھ ہا نو مارے ، تو محمد قلی خان کے ساتھ یہ بھی ان معرکوں میں شریک رہا ، اور شاہزادے کی طرف سے ذوالفقار الدولہ کا خطاب پایا ۔ (تنقیح : ۵۰۶ ، الف)

۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) میں شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو گرفتار کر کے الہ آباد پر قبضہ کیا ، تو نجف خان بنگال جا کر نواب میر قاسم علی خان کا ملازم ہو گیا ۔ نواب اس زمانے میں سرکار کمپنی سے برسرِ جنگ تھا ۔ وہ شکست کھا کر اودہ بھاگ آیا ، تو نجف خان نے تبدیل کھنڈ جا کر ایک ہندو راجہ کی ملازمت کر لی ۔

شجاع الدولہ کو انگریزوں نے بکسر میں شکست دی ، تو نجف خان نے انگریزوں سے مل کر الہ آباد پر قبضہ کر لیا ۔ مگر ہر وقت صلح الہ آباد شجاع الدولہ کو واپس کر دیا گیا ، اور نجف خان کی ۲ لاکھ سالانہ پنشن مقرر ہو گئی ۔ نجف خان نے منیر الدولہ کی وساطت سے دربار شاہی میں تقرب حاصل کر لیا ، اور ۳ ہزار سوار اور پیادوں کی سپہ سالاری کے ساتھ کوڑہ جہان آباد کی تحصیل وصول کا کام اس کے سپرد ہوا ۔

شاہ عالم دہلی واپس آئے ، تو نجف خان بھی ہرکاب تھا (سیر : ۸۵ ، ۲) ۔ یہاں آکر اس نے جانوں سے کئی معرکے کی لڑائیاں لڑیں ، اور آگرے پر شاہی پرچم لہرا دیا ۔ اس کے صلے میں امیرالامرائی کا خلعت عطا ہوا ۔

نجف خان نے ۴۹ سال کی عمر میں سنبھر کے دن دو گھڑی رات رہے ربیع الآخر ۱۱۹۶ھ (۶ اپریل ۱۷۸۲ء) کو صل کے مرض سے دہلی میں انتقال کیا ۔

ملاحظہ ہو : تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب : تنقیح : ۵۹۰ ، ۲ ب : عماد : ۱۰۸ ، تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ ب ، جام جہان نما : ۷۶ ، ۲ الف ، عبرت نامہ : ۱۳ ب ، مفتاح : ۳۵۸ ، بیل : ۲۸۹ ، تواریخ اودہ : ۳۱ ، ۱ - (مگر اس میں کتابت کی غلطی سے مادہ تاریخ « این تربت نجف » کے نیچے ۱۱۸۶ مطابق ۱۷۷۳ء سال وفات چھپ گیا ہے ۔ تنقیح اور مظفری میں ۱۱۹۷ء سال وفات بتایا ہے ۔ مگر اول الذکر میں یہ بھی لکھا ہے کہ بقولہ ۱۱۹۶ میں وفات پائی ہے) ۔

نجف خان بڑا جانباز ، ہوشیار اور وفادار شاہی سردار تھا ۔ حربی لیاقت کے ساتھ سیاسی قابلیت اور تدبیر کے ہمراہ اقبال مندی کے جوہر بھی اس کی ذات میں موجود تھے ۔ صرف دو عیب اس کے اندر تھے ، پہلا

یہ کہ سخت متعصب شیعہ تھا۔ اس کے دور عروج میں دہلی کے سنی بہت پریشان رہے۔ میرزا مظہر جانجاناں کی شہادت اسی کے متوسلوں کی نازیبا حرکت تھی۔ جام جہان نما : ۷۶۲ ب ' میں لکھا ہے کہ قدرت نے اس خون ناحق کے انتقام میں دو تین برس کے اندر اندر نجف خانی سرداروں کے پورے طائفے کو تباہ کر دیا۔ اور دوسرا عیب یہ تھا کہ آخر میں لطافت علی خان خواجہ سرا کی صحبت کے اثر سے عیش و عشرت میں پڑ گیا تھا، اور ہر وقت شراب و شادی اور رقص و سرود کی محفلیں گرم رہنے لگی تھیں۔ چنانچہ حل کا عارضہ اسی بے اعتدالی کا نتیجہ تھا۔ جام جہان نما : ۷۶۲ الف اور عبرت نامہ : ۱۳ ب سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ تواریخ اودہ : ۳۱۹ میں لکھا ہے کہ نجف خان سے اپنی جاگیر اور فوج کا انتظام نہ ہو سکا، اس لیے ہمیشہ پریشان رہا۔

ص ۸ سط ۴۔ « باسرداران مرہٹو درستیہا ساختہ »۔ سیر : ۸۶۲ میں اس واقعے کی تفصیل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس سازش میں حسام الدولہ کے ساتھ محمدالدولہ عبدالاحد خان اور بہادر علی خان محلی بھی شریک تھے۔

ص ۸ سط ۵۔ « کار محمدال کشید »۔ تنقیح : ۵۵۵۲ ب اور تاریخ مظفری : ۱۹۰ ب بعد سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ ضابطہ خان کی شکست کے بعد مرہٹوں سے بدظن ہو چکے تھے، اور نجف خان کو بخشی چہارم بنا کر فوج اکٹھی کرنے کا حکم دیا تھا۔ ضابطہ خان نے مرہٹوں کے ذریعے سے قصور کی معافی اور امیر الامرائی کے منصب کی بحالی چاہی، اور ناکام ہو کر حسام الدولہ سے ساز باز کر کے مرہٹوں سے دہلی پر حملہ کرادیا۔ نجف خان نے مردانہ وار مقابلہ کیا، مگر حسام الدولہ نے جھروکے کے نیچے کی مورچال سے خالی توپیں چھوڑنا شروع کر دیں۔ مرہٹے ادھر متوجہ ہوئے، تو اس نے مورچال خالی کر دی اور اس طرح مرہٹوں کو دہلی دروازے تک آجانے کا موقع مل گیا۔ نجف خان نے بڑھ کر انہیں روکنا چاہا، مگر ناکام ہو کر واپس آگیا اور بادشاہ کے حضور میں حسام الدولہ کی غداری کا پردہ چاک کیا۔

حسام الدین کو اس کا پناہ چلا، تو اس نے بیساجی اور تکیوجی ہلکر کو پیغام بھیجا کہ بہتر یہ ہے بادشاہ سے معافی مانگ لو۔ مرہٹہ سردار جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس مشورے پر عمل کیا، اور ملہار کے ذریعے سے ۲ شوال ۱۱۸۶ھ (۲۷ دسمبر ۱۷۷۲ء) کو اپنے معروضات حضور شاہ میں پیش کروائے۔ بادشاہ نے فرد مطالبات پر دستخط فرمادیے۔ پھر دن رات دو نوں مرہٹہ سرداروں نے ضابطہ خان کو بادشاہ کے سامنے دست بستہ حاضر کر کے حضور معاف کرایا، اور امیر الامرائی اور سہارنیور کی جاگیر کی بحالی کا پروانہ دلادیا۔

مرہٹوں کے مطالبوں کی تفصیل ڈف کی تاریخ مرہٹہ : ۷۳، ۷۴ میں ملاحظہ ہو۔

ص ۸ سط ۶۔ «مورو ملخ بودند» تنقیح : ۵۶، ۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹہ فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔ ڈف : ۷۳، ۲ لکھتا ہے کہ ۳۰ ہزار سوار اس جنگ میں شریک تھے۔ چہارگلزار شجاعی سے الیٹ : ۲۲، ۸ نے نقل کیا ہے کہ دکن سے روانگی کے وقت مرہٹوں کی فوجی تعداد ایک لاکھ سوار اور پیادہ تھی۔

ڈف کا بیان ناقص ہے، اور صرف فوج کے اہم جزو کو بتاتا ہے۔ اس زمانے میں کوئی فوج بے پیادہ نہیں ہوتی تھی، بلکہ پیادوں ہی کی تعداد فوج کے اندر زیادہ ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ ص ۶ سط ۱۲ کی تشریح میں لکھا جاچکا ہے، حدیقہ، تاریخ مظفری : ۱۹۱ الف اور حماد بھی ایک لاکھ یا اس کے لگ بھگ ہی کوئی تعداد بتاتے ہیں، اس لیے تنقیح کے بیان میں زیادہ مبالغہ نظر نہیں آتا۔

ص ۸ سط ۹۔ «حویلی اسمعیل بیگ» - یہ مکان بقول حماد : ۱۰۹، شہر پناہ کی بدر رو کے پاس تھا۔ تنقیح : ۵۷، ۲ ب میں موری دروازے کے قریب بنایا ہے۔ تاریخ مظفری : ۱۹۱ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ کابلی دروازے کی سمت شہر پناہ کی دیوار کے متصل تھا۔

اسمعیل بیگ ایرانی نژاد تھا۔ خود کابل میں پیدا ہوا تھا، اس لیے اسمعیل خان کابلی کہلاتا ہے۔ صفدر جنگ کا خادم خاص تھا۔ اس کی مہربانی اور کرم نے خاک سے پاک کر دیا تھا، اس لیے اپنے آپ کو چیلہ (غلام) کہتا تھا، ورنہ حقیقت میں غلام نہ تھا۔ شجاعت اور حسن تدبیر کی بدولت صفدر جنگ اس پر بھروسہ کرتا تھا، اور یہ تمام حاشیہ نشینوں پر چھا گیا تھا۔ جب صفدر جنگ کا انتقال ہوا، تو شجاع الدولہ نوجوان تھا۔ اسمعیل خان امور ریاست پر حاوی ہونے کے سبب سے شجاع الدولہ کے ساتھ بچوں کا ساتھ برقرار کرنے لگا۔ اتفاق سے شجاع الدولہ نے ایک کھتری نوجوان عورت کو راجہ ہمت بہادر، نانگوں کے سردار، کی معرفت اپنے یہاں شب باش کیا۔ اس واقعہ ناپسندیدہ سے کھتری چراغ با ہوئے اور رام نرائن دیوان کے پاس جا کر فریاد کی۔ رام نرائن دس بارہ ہزار کھتریوں کے ساتھ، جو سرو پا برہنہ تھے، اسمعیل خان کے پاس پہنچا۔ اس نے مغل سرداروں کو جمع کر کے حکم دیا کہ ہمت بہادر کو نواب سے مانگو اور اس نالایقی کی سزا دو۔ ورنہ ہم محمد قلی خان برادر عمزاد شجاع الدولہ کو الہ آباد سے بلا کر صفدر جنگ کی جگہ اودہ کا حاکم بنادیں گے۔ یہ اقدام شجاع الدولہ کو سخت ناگوار گزرا اور آئندہ کے لیے اس کے دل میں اسمعیل خان کی طرف سے دشمنی پیدا ہو گئی۔ شجاع الدولہ کی ماں نے رام نرائن اور اسمعیل خان دونوں کو سمجھا بھجا کر رام کر لیا، مگر اسمعیل خان کا اثر و رسوخ دربار سے اٹھ گیا۔ (عماد: ۵۶ و ۶۶ - ۶۸) تواریخ اودہ: ۵۱۱۔ تاریخ اودہ: ۱۷۲ بعد

سیر: ۵۰۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفدر جنگ کے انتقال کے تھوڑے دنوں کے بعد اسمعیل خان بھی مر گیا۔ تاریخ اودہ: ۵۰۲ میں »گیان پرکاش« کے حوالے سے آٹھ مہینے کے بعد وفات پائی ہے۔ اس صورت میں رجب یا شعبان ۱۱۶۸ (اپریل یا مئی ۱۷۵۵ء) میں اسمعیل خان کا انتقال ہونا چاہیے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ۷ محرم ۱۱۶۹ء مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۷۵۵ء کو اس نے وفات پائی ہے۔ ملاحظہ ہو سرواستر کی کتاب شجاع الدولہ: ۲۳۱۔

ص ۸ - ط ۱ - « صفدر جنگ » - مرزا مقیم نام اور منصور علی خان لقب ہے - جعفر علی بیگ کا بیٹا اور نواب برہان الملک کا حقیقی بھانجا تھا - نیشاپور میں پیدا ہوا - برہان الملک نے وہاں سے بلا کر اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کے ساتھ نکاح کر دیا - صفدر جنگ کی قسمت زور پر تھی، برہان الملک کی سفارش پر ۱۱۱۴۹ھ (۱۷۳۶ء - ۳۷ء) میں صوبہ اودھ کی نیابت عطا ہوئی اور « ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ » خطاب کے ساتھ ہفت ہزاری منصب پیشگاہ شاہی سے ملا - (دیوان عبدالرضا متین اصفہانی : ۱۵۰ ب)

ذیحجہ ۱۱۵۱ھ (مارچ ۱۷۳۹ء) میں برہان الملک کا انتقال ہوا، تو محمد شاہ بادشاہ نے ان کے صغیر السن بیٹے کو صوبہ دار مقرر کر کے صفدر جنگ کو بدستور نائب اور متولی امور حکومت رکھا - اس کی خوش قسمتی سے وہ بچہ مرگیا، اور یہ بالاستقلال صوبہ دار بنادیا گیا، مگر اس عہدے کے حاصل کرنے کی غرض سے نادر شاہ کو ۲ کروڑ روپے کی رشوت دینا پڑی -

عمدة الملك امیر خان سے اس کی دوستی تھی - ۷ صفر ۱۱۵۷ھ (۱۱ مارچ ۱۷۴۴ء) کو ان کی سفارش پر میر آٹشی (دیوان متین : ۱۱۵ الف و ب) اور ۲۷ شعبان (۲۴ ستمبر) کو صوبہ داری کشمیر مزید عطا ہوئی - نظام الملك آصف جاہ کے فوت ہو جانے کے بعد دو شنبہ ۴ رجب ۱۱۶۱ھ (۲ جون ۱۷۴۸ء) کو احمد شاہ بادشاہ نے خلعت وزارت، ہشت ہزاری منصب اور « جملة الملك » مدار المہام، وزیر الممالک، برہان الملک، ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ، سپہ سالار، خطاب عطا کیا - (دیوان متین : ۱۳۶ الف و ب) -

۱۱۶۶ھ (۱۷۵۳ء) میں عماد الملک کی سازش سے وزارت کا عہدہ چھین لیا گیا - صفدر جنگ نے اس کے برقرار رکھنے کے لیے بہت ہاتھ پانو مارے اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچادی، مگر آخر ناکام ہو کر اودھ واپس چلا جانا پڑا -

اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ اکثر معتبر تاریخوں اور قطعات تاریخ خصوصاً مقبرے کے اندر کندہ تاریخ میں ۱۷ ذیحجہ ۸۱۱۶ء (۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ء) اختیار کی گئی ہے، اور یہی سنہ تاریخی واقعات اور ان کے تسلسل کو سامنے رکھنے سے صحیح قرار پاتا ہے۔

پہلے فیض آباد کے شاہی باغ «گلاب باڑی» میں دفن ہوا۔ بعد ازاں دہلی میں لاش منتقل کردی گئی اور اس عمارت میں سپرد خاک کیا گیا، جو «مقبرہ صفدر جنگ» کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ اس عمارت کو نواب شجاع الدولہ نے ۳۰ (اور بقول واقعات دار الحکومت دہلی، ۳) لاکھ کے صرف سے تعمیر کرایا تھا۔

فیض آباد اسی کا بسایا ہوا شہر ہے۔ بہانی نے لکھا ہے کہ خراسان میں نجف اشرف کے پاس ایک قصبہ ہے فیض آباد۔ یہاں کی آب و ہوا بڑی اچھی اور خربوزہ وغیرہ پھل عمدہ اور کثرت سے ہوتے ہیں۔ صفدر جنگ نے اسی بستی کے نام پر اپنے بسائے ہوئے شہر کا نام فیض آباد رکھا تھا، ورنہ پہلے اسے بنگلہ کہتے تھے۔ ۸۱۲۲۲ (۱۸۰۷ء) تک بنگلہ اور فیض آباد دونوں نام زبانوں پر جاری تھے۔

صفدر جنگ کے لیے ملاحظہ ہو: سیر: ۲: ۲۳، ۴۶، ۴۸، ۵۰، گلستان رحمت: ۵۰، گل رحمت: ۳۴، خزائن: ۷۶-۸۶، تاریخ محمدی: تحت سنہ ۸۱۱۶ء تاریخ مظفری: ۱۴۹ بعد، عماد: ۸ بعد و ۳۰ بعد، تنقیح: ۴۸۸، ۲ بعد، و ۴۹۸ بعد، مرآة الاحوال بہانی: ۱۰۰، جام جہان نما: ۴۴، ۲ ب، تاریخ فرخ آباد: ۴۱ ب، ۴۸ الف و ب، ۵۲ ب، تواریخ اودہ: ۴۵، ۱ بعد، مفتاح: ۲۳۵، بیل: ۳۴۱، تاریخ اودہ نجم الغنی خان: ۸۵، ۱ بعد، مقبرہ صفدر جنگ کے لیے ملاحظہ ہو واقعات دار الحکومت دہلی: ۴۰، ۲ بعد۔

ص ۸ سط ۱۳۔ «کار بصلح کشید»۔ سیر: ۲: ۸۶، ۲، تنقیح: ۵۵۷، ۲ ب تاریخ مظفری: ۱۹۰ ب بعد اور عماد: ۱۰۹ میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

عماد : ۱۱۰ سے یہ نئی بات معلوم ہوتی ہے کہ مرزا خلیل ، علی نقی خان استاد شجاع الدولہ کے داماد ، نے اپنی چرب زبانی سے تکزوجی کو آمادہ صلح کیا تھا ۔ تنقیح سے پتا چلتا ہے کہ مکان مذکور پر ۲۵ شوال ۱۱۸۶ھ (۱۹ جنوری ۱۷۷۳ء) کو مرہٹوں کا حملہ ہوا ، اور دوسرے دن نجف خان تکزوجی سے جھا کر ملا ۔

ص ۸ سطر ۱۳ - «نوگر خود داشته» - پولیر : ۳۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ تکزوجی نے پہلے ۳ ہزار اور پھر ۶ ہزار رپے یومیہ نجف خان کے مقرر کیے تھے - عماد : ۱۱۰ اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۳ الف میں تین ہزار رپے اور تنقیح : ۵۵۸۲ الف میں ۵ ہزار رپے یومیہ کا تذکرہ ملتا ہے ۔ یہ دونوں روایتیں مل کر پولیر کی تائید کرتی ہیں ۔

ص ۸ سطر ۱۸ - «بحضور پادشاہ عالم گذاشتند» - تنقیح : ۵۵۸۲ الف میں لکھا ہے کہ مرہٹے بادشاہ سے اجازت لے کر روہیلوں اور شجاع الدولہ کے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے کے لیے گئے تھے ۔ ۲۷ ذیحجہ ۱۱۸۶ھ (۲۱ مارچ ۱۷۷۳ء) کو انہوں نے گنگا پار کی اور مراد آباد پر حملہ آور ہوئے ۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ اور انگریزوں کی مدد سے انوپ شہر کے قریب مقابلہ کیا ۔ مرہٹوں نے انگریزوں اور اودھ والوں کی مدد کی اطلاع پا کر لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا ۔ نجف خان نے ۵۰ لاکھ رپے کی پیش کش پر صلح کرادی ۔ اس کارگزاری کے صلے میں انگریزوں اور شجاع الدولہ نے شاہ عالم کی خدمت میں اس کی سفارش کے عریضے لکھے ، اور مرہٹے نجف خان کے ہمراہ یکم محرم ۱۱۸۷ھ (۲۵ مارچ ۱۷۷۳ء) کو گنگا پار کر کے کول چلے آئے ۔ یہاں آکر انہوں نے ۵۰ ہزار رپے نقد ، ۲۰ کشتی کپڑے ، اور ۶ ہاتھی نجف خان کو دے کر دہلی روانہ کر دیا ، اور اپنی طرف سے بھی سفارش نامے بادشاہ کو لکھ دیے ۔

۲۷ محرم (۲۰ اپریل) کو دو گھڑی دن رہے نجف خان بادشاہ کے حضور میں بار بار ہوئے ۔ بادشاہ نے سینے سے لگا کر دجلوئی کی ، اور خلعت ہفت پارچہ ، دستار سر بستہ ، مع سر پیچ مرصع ، شمشیر ، سپر انہیں

اور ۱۲ دوشالے ہمراہیوں کو بخشے اور نائب وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

تاریخ مظفری: ۱۸۸ الف و ب و ۱۹۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خدمت کے صلے میں انگریزوں نے نجف خان کی شجاع الدولہ سے صفائی کرائی اور اس نے نیا بت وزارت کا قلمدان، مکلف خلعت اور ہاتھی اور گھوڑے دے کر حضور شاہ میں بھیجا۔ انگریزوں اور مرہٹوں نے بھی بادشاہ کو اس کی مختاری کی سفارش لکھی۔

پولید: ۳۴ نے لکھا ہے کہ نجف خان مرہٹوں سے جدا ہو کر شجاع الدولہ کا نوکر ہو گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کی خدمت میں نجف خان کی سفارش کی اور سر رابرٹ بارکر سے بھی لکھوایا اور چلنے وقت نقد رقم سے اس کی مدد کی۔

اس سلسلے میں عماد: ۱۱۰ و ۱۱۱ اور روہیل کھنڈ کی تاریخیں جیسے گلستان رحمت اور گل رحمت بھی ملاحظہ کی جائیں۔

ص ۸ سط ۲۰۔ » باستصواب جہان پناہ اسیر ساخت «۔ پولید: ۳۴ نے حسام الدولہ سے شاہ عالم کی ناراضی کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مرہٹوں کو رقم دینے کے لیے بادشاہ نے اس کی معرفت ۳ لاکھ روپے کے جواہرات گروی رکھے تھے۔ یہ جواہرات اس نے دبالیے۔ اکثر ملازمان شاہی اس سے برگشتہ رہتے تھے۔ انہوں نے موقع پا کر بادشاہ کو بھڑکا دیا اس عرصے میں نجف خان مذکورہ بالا سفارشی لے کر دہلی پہنچ گیا۔ جب اس نے دربار کا رنگ حسام الدولہ کے خلاف پایا، تو بادشاہ سے عرض کیا کہ حسام الدولہ کو میرے سپرد کر دیا جائے، میں وہ جواہرات بھی واپس کرا دوں گا اور سرکش پلٹوں کو بھی توڑ دوں گا۔ بادشاہ نے یہ معروضہ قبول کر لیا اور حسام الدولہ دربار سے نکلتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا سامان ضبط ہوا تو ۱۰ لاکھ روپے کی لاگت کا نکلا۔

تنقیح : ۵۵۸،۲ ب میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے نجف خان کی خواہش پر اسے امیرالامرا اور مجددالدولہ کو نائب وزیر مقرر فرمایا۔ ۴ ربیع الاول ۱۱۱۸ھ (۲۶ مئی ۱۷۷۳ء) کو راجہ رام ناتھ نے حسام الدولہ کو سلیم گڑھ میں نظر بند کر دیا۔ بادشاہ کا ۶ لاکھ روپیہ اور بقول شاہ عالم نامہ ۲ لاکھ روپیہ اس کے پاس امانت تھا۔ اس کے عوض میں ۲۹ تاریخ کو نجف خان نے ۷ لاکھ اور بقول بعض ۹ لاکھ روپیہ حاصل کر کے ۶ لاکھ اپنی فوج میں تقسیم اور بقیہ بادشاہ کے حضور میں پیش کر دیا۔

تاریخ مظفری: ۱۹۲ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حسام الدولہ کو بادشاہ نے راجہ رام ناتھ کے ذریعے بلا کر ۲ لاکھ روپے کی امانتی اشرافیوں کے عوض قلعہ اربک میں قید کیا، اور منظور علی خان فاضل کو اس کے مکان پر، جو خاندوران بہادر مصمم الدولہ کا محل تھا، متعین کر دیا، تاکہ مال باہر نہ جاسکے۔ پندرہ دن کے بعد نجف خان نے اسے نرم گرم کر کے ۶ لاکھ روپیہ وصول کر لیا، اور بادشاہ کی اجازت سے اپنے مکان پر لیے گیا۔ وہاں ظاہری دلداری سے ۹ لاکھ روپیہ اس سے اور حاصل کیا، جس میں سے ۳ لاکھ بادشاہ کو دیے اور ۶ لاکھ اپنی فوج میں تقسیم کر دیے۔ حسام الدولہ بدستور قید رہا۔

ص ۹ - خط ۲ - « قلعہ اکبر آباد » اس قلعے کے فتح ہونے کی تاریخ ۶ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ (۱۸ فروری ۱۷۷۴ء) ہے، جو « فتح قلعہ اکبر آباد » کے عدد میں - ۱۷ ماہ مذکور کو عرضداشت مبارک باد فتح، قلعے کی کنجی اور ۱۰۱ نذر کی اشرافیاں نجف خان کی طرف سے منظور علی خان فاضل نے شاہ عالم کے حضور بھیجیں پیش کی تھیں۔ ملاحظہ ہو، ص ۱۱۴، تنقیح ۵۶۰،۲ الف و مفتاح : ۳۵۵۔

ص ۹ - خط ۶ - « مہندریور ڈیگہ » - اس نام کا املا فراقی کے یہاں تین مختلف شکلوں : دیکہ، دیکہ اور دیک، میں پایا جاتا ہے لیکن صحیح شکل وہی ہے جو یہاں میں اختیار کی گئی ہے بعد کے صفحات میں

اصل نسخے کا املا برقرار رکھا گیا ہے، صرف صفحہ ۱۸ و ۱۹ میں دہگہ غلطی سے چھپ گیا ہے۔ سیر اور تنقیح میں نجف خان کے ہاتھوں جاٹوں کی شکست کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ پولیر: ۳۵ میں بھی مختصر اس کا ذکر ہوا ہے۔ یہاں دو بانیں لکھ دینا کافی ہوگا۔ پہلی یہ کہ بقول تنقیح: ۵۶۵ الف، ۲۴ صفر ۱۱۸۹ (۲۶ اپریل ۱۷۷۵ء) کو نجف خان ڈبگ پر حملے کے لیے روانہ ہوا اور ۱۹ ربیع الاول (۲۰ مئی) کو وہاں پہنچ گیا۔ سیر: ۸۹، ۲ کے مطابق ایک برس اور دو مہینے محاصرے میں صرف ہوئے لیکن صاحب تنقیح: ۵۶۷ ب نے یہ لکھا ہے کہ ماہ صفر ۱۱۹۰ کے پہلے عشرے (آخر مارچ ۱۷۷۷ء) میں اور بروایت شاہ نامہ تھک صفر کی ۱۰ تاریخ (۳۱ مارچ ۱۷۷۷ء) کو آدمی رات کے وقت رنجیت سنگھ کا رخا نجات وغیرہ کو آگ لگا کر قلعے سے بھاگ گیا۔ ۱۶ ربیع الاول (۵ مئی ۱۷۷۷ء) کو نجف خان نے ہر ضداشت مبارکباد، نذر فتح اور ڈبگ کے قلعے کی تلائی کنجیاں بادشاہ کے حضور میں ارسال کیں۔ تھارن: ۴۱۳ نے بھی تنقیح کی ہمنوائی میں محاصرے کی مدت ۱۲ ماہ بتائی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈبگ کی تاریخ فتح کسی ذہین استاد نے اس مصرع سے نکالی ہے: «بشکل گرہ و بان و ستان و اوک بود»۔ گرہ صفر کی شکل کا ہوتا ہے، بان ۹ کا محصور اور ستان (بھالا) اور اوک (تیر) ایک کے ہندسے کی طرح سیدھے ہوتے ہیں۔ ان چاروں آلات حرب کو برابر برابر رکھا جائے، تو وہی شکل بنے گی جو ۱۱۹۰ کی ہوتی ہے۔ افتتاح ۳۵۵۔ جاٹوں اور قلعہ ڈبگ کے سلسلے میں ملاحظہ ہو تھارن کی وار ان انڈیا: ۴۰۳ بعد۔

ص ۹ سط ۸۔ «کمبہیر»۔ تاریخ جھجھر: ۷۷ میں لکھا ہے کہ ڈبگ اور کمبہیر کے قلعوں میں چار پانچ کوس کا فاصلہ ہے۔

ص ۹ سط ۱۱۔ «غوث گڈھرا فتح ساخت»۔ جیسا کہ آئندہ نقطہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، ماہ شعبان ۱۱۹۰ء میں غوث گڈھرا فتح ہوا تھا یہ ہجری تاریخ ستمبر ۱۷۷۷ء کے مطابق ہے۔ پولیر: ۵۱ نے بھی

آخر ۱۷۷۷ء ہی میں اس فتح کو بیان کیا ہے۔ سیر: ۲، ۱۱۰، جام
 جہان نما: ۴۱۲، الف اور تنقیح: ۱۲، الف و ب میں اس کی تفصیل
 ملاحظہ ہو۔ یہاں اتنا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بقرہ تنقیح ۱۱ شعبان
 (۱۴ ستمبر) کو بادشاہ نے حملے کا حکم دیا۔ ضابطہ خان شکست کھا کر قلعہ
 چھوڑ گیا۔ ۱۵ شعبان کو بادشاہ نے غوث گڑھ سے درگڑ میں اس طرف
 بڑا کر کیا۔ ۱۶ شعبان (۲۹ ستمبر) کو ضابطہ خان کے مال کی
 ضبطی اور تقسیم عمل میں آئی اور جمعرات کے دن ۲۹ شعبان (۱۲ اکتوبر)
 کو غوث گڑھ کے ملاحظے کے لیے بادشاہ سوار ہوئے اور ایک
 بزرگ کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے خیمے میں واپس تشریف لے
 آئے۔

نادرات شاہی کے دیباچے میں (ص ۲۳) مجھ سے ایک غلطی ہو گئی
 ہے جس کی تصحیح ضروری ہے۔ یعنی میں نے ۹ رمضان ۱۱۹۰ (۱۲ اکتوبر
 ۱۷۷۶ء) کو غوث گڑھ کا فتح کیا جانا بتایا ہے۔ اس کی تصحیح کر لی
 جائے۔ دوسری طبعانی غلطی اسی صفحے کے حاشیے میں یہ ہوئی ہے کہ
 سودا نے اس فتح کا جو قطعہ تاریخ لکھا تھا، اس کے مصرع تاریخ:
 « غوث گڑھ سے گیا وہ کہو کر شرم » میں « غوث گڑھ » چھپ گیا ہے
 چونکہ ڈکے ۴ عدد اور ڈکے ۲۰۰ عدد ہوئے ہیں اس لیے بحالت
 موجودہ صحیح اعداد تاریخ کسی طرح نہ نکل سکیں گے۔ اس کی تصحیح
 بھی ضروری ہے۔

سودا کے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ « غوث گڑھ » کے اعداد ۱۷۳۱
 میں سے « شرم » کے عدد ۵۴۰ ہٹا کر دے جائیں، تو مطلوبہ اعداد
 ۱۱۹۱ رہ جائیں گے۔ یہی حال فتح ہے۔

ص ۹ سط ۲ - « پریم ناتھ آرام » - یہ قوم کا کہتری، اور ماہر
 خوشنویس اور تیر انداز تھا انشا پر دازی اور شعر گوئی میں بھی
 دست رس تھی اور فارسی و ریختہ دونوں میں کہتا تھا۔ اس نے تقریباً
 ۲ ہزار شعروں کا ایک اردو دبیران یادگار چھوڑا تھا۔ آخر عمر
 میں دہلی سے بندران چلا گیا تھا اور وہیں ہزلت شنی کی حالت میں
 مر گیا۔ طبقات شمرای ہند: ۲۶۹

ص ۹ سط ۱۹ - « باجل طبعی » تنقیح : ۲ ، ۵۹۰ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم الملک ذکاء اللہ خان ، حکیم میر آفتاب خان اور حکیم شریف خان کو شاہ عالم نے حکم دیا کہ نجف خان کا علاج کریں ان طبیبوں نے جب اسے دیکھا ہے تو دنی و صل اپنا کام کر چکی تھیں اور مرض حد علاج سے گزر گیا تھا - جام جہان : ۲ ، ۷۶ الف میں اس مرض کے پیدا ہو جانے کا سبب حبشی کو مراد دیا ہے -

ص ۱۰ سط ۱ - « نودوشش » - تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب اور تاریخ فرخ آباد : ۱۲۴ ب میں ۱۱۱۹ء سال وفات بتایا ہے بیل : ۲۸۹ میں ۱۱۶۹ ہجری چھپ گیا ہے ، جو ۱۱۹۶ کا مقلوب ہے -

ص ۱۰ سط ۶ و ۷ - « ہنگام صبح شنبہ » - تنقیح : ۲ ، ۵۹۰ ب میں لکھا ہے کہ انتقال کے وقت دو گھڑی رات باقی تھی -

« اثنای عشرہ ثالث » کا مطلب یہ ہے کہ ربیع الآخر کی تیسری دہائی کی دو - ری تاریخ یعنی ۲۲ تھی - پس یا تو لفظ « اثنا » مخفف ہے - « اثنان » یعنی دو کا ، اور یہ تخفیف عربی قواعد کے تحت کی گئی ہے کہ وہ لوگ بحالت اضافت تثنیہ اور جمع کا نون حذف کر دیتے ہیں ، اور یا کاتب نے نون کو ایسا لکھا ہے کہ میں اسے « ی » پڑھنے پر مجبور ہو گیا -

عبرت نامہ : ۱۳ ب ، میں ۲۳ ربیع الآخر کو انتقال بتایا ہے - مفتاح : ۳۵۹ میں ۸ جمادی الآخرہ مطابق ۲۲ اپریل : ۲۸۹ میں ۲۲ اپریل اور تاریخ ہندوستان : ۹ ، ۳۲۸ میں ۲۶ اپریل تاریخ وفات لکھی ہے -

مفتاح کا بیان تو تاریخی مطابقت بھی نہیں رکھتا ، کیونکہ ۸ جمادی الآخرہ ، ۲۰ مئی کے مطابق ہوتی ہے ، اور ۲۲ اپریل کو ربیع الآخر کی ۷ ہونا چاہیے - رہ گئی تاریخ ہندوستان ، تو اس میں غالباً کاتب کی غلطی سے ۶ کی جگہ ۲۶ طبع ہو گیا ہے - عبرت نامہ کی تائید کسی اور روایت سے نہیں ہو سکی -

ص ۱۰ سط ۱۱ - « کوچ معلی » - تنقیح : ۵۷۸۲ ب میں لکھا ہے کہ ، آدھوسنگھہ سوای ، والی جے پور ، کے انتقال کے بعد اس کے جانشین پر تاب سنگھہ نے شاہی نذرانہ بند کر لیا تھا - اس سرکشی کی سزا دینے کے لیے بادشاہ نے جے پور پر حملے کا ارادہ کیا - ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۹۲ھ (۲۴ مئی ۱۷۷۸ء) کو قلعہ معلی سے سوار ہو کر نال کٹورے کے باغ میں قیام فرمایا - راجہ کے منشی : دولت رام ، نے حاضر ہو کر ۱۰۱ اشرفیاں نذر کیں - اور راجہ کی طرف سے خوشامدانیہ انداز میں معذرت پیش کی - دولت رام کی جاپلوسی ، امرای دربار کی سفارش اور منجموں کی سفر سے مخالفت نے بادشاہ کے عزم میں تذبذب پیدا کر دیا - ادھر جسر جلوس کا وقت بھی قریب آچکا تھا - لہذا ۲ جمادی الاولی کو بادشاہ دہلی تشریف لے آئے -

ص ۱۰ سط ۱۱ - « محمدالدولہ » - یہ عبدالاحد خان کشمیری کا خطاب ہے - نواب محمدالدولہ عبدالمجید خان کشمیری اس کے باپ تھے - یہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے بخشی سوم تھے اور سنہ ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) میں فوت ہوئے - (مفتاح : ۲۳۴ بیل : ۹) -

« محمدالدولہ » کے ابتدائی حالات معلوم نہ ہو سکے - شاہ عالم ثانی کے دوسرے سال جلوس کے آخر میں (آغاز ۵۰ = ۱۱۶۱ھ) پہلی بار اس کا نام ہمارے سامنے آتا ہے جبکہ اس نے بادشاہ کی خدمت میں ۱۰ « دستار باندھنو » ارسال کی تھیں - (تنقیح : ۵۲۵۲ الف -)

بعد ازاں ۱۲ ویں سال جلوس میں (۱۱۸۴ = ۱۷۷۱-۱۷۷۰ء) شاہ عالم کے پاس مرہٹوں کا وکیل بن کر فرخ آباد پہنچا ، اور حضور شاہ میں مرہٹوں کے تحفے تحائف پیش کیے - تھا بہت چالاک ، بادشاہ کے دہلی آنے ہی مزاج میں درخور پیدا کر لیا - آغاز ربیع الاول ۱۱۸۷ھ (آخر مئی ۱۷۷۳ء) میں حسام الدولہ معزول کیا گیا ، تو اسے نیابت وزارت عطا ہوئی ، اور اسی مہینے کے آخر میں مختاری خالصہ شریفہ

اور پچھلے خطاب « محمدالدولہ » پر « عمدۃ الامراء فرزندخان » کا اضافہ مرحمت ہوا - ۱ - ۲ جہادی الاولیٰ کو خلعت، تلوار اور بخشی گری سوم بھی عطا ہو گئی - (تنقیح : ۵۵۸، ۲ ب ۵۵۹ الف و ب، فرینکلن : ۳۸ و ۵۰)

دربار شاہی میں محمدالدولہ کا زبردست حریف صرف مرزا بھف خان تھا - اس نے ابتداً حجام الدولہ کو زیر کرنے کے لیے اس کا ساتھ دیا تھا، مگر آخر میں دونوں ایک دوسرے کے بدخواہ بن گئے - بادشاہ دونوں کو پسند کرتا تھا - اس لیے اس بات کا سامی رہا کہ ان کے دلوں میں صفائی ہو جائے - محمدالدولہ کی چالاک طبیعت نے یہ مقصد پورا نہ ہونے دیا - اس نے مرزا کو نیچا دکھانے کے لیے روہیلوں اور مرہٹوں کو ساتھ ملا دیا - ضابطہ خان کی حمایت میں یہی نیت کام کرتی معلوم ہوتی ہے - سیندھیا نے یہ طے کیا کہ میرزا کے مقابلے میں محمدالدولہ کی مدد کرے، محمدالدولہ اس کے بدلے میں انگریزوں کے خلاف سیندھیا کی حمایت کرے گا - مرزا کی خوش بختی نے محمدالدولہ کی اس سازش کا بھانڈا بھوڑ دیا، اور وہ بادشاہ کی اجازت سے اُسے اور اُس کے داماد قطب الدولہ کو قید کرنے میں کامیاب ہو گیا - (ذی : ۱۶۵ و ۱۶۶ و قائع عالمشاہی : ۱۱)

میرزا کے بھائی محمد شجاع خان اور افراسیاب خان میں حصول اقتدار کے لیے کشمکش شروع ہوئی، تو افراسیاب خان نے محمدالدولہ کے مزاج شاہی میں رسوخ اور چالاک طبیعت کے برسوں کے تجربے سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اس کا قصور معاف کرا کے قید سے چھڑایا اور دو شنبہ ۲ رمضان ۱۱۹۶ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو دیوانی خالصہ شریفہ کا عہدہ اور خلعت دلایا - (تنقیح : ۵۹۴، ۲ بعد، تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف فرینکلن : ۱۰۳ و قائع عالمشاہی : ۱۳)

چند دن دونوں میں موافقت رہی - لیکن محمدالدولہ نے پھر اپنے ہاتھ میں طاقت لینے کی تدبیریں نکالنا شروع کر دیں - افراسیاب خان نے سوال ۱۱۹۸ھ (۱۱ اگست ۱۷۸۳ء) میں اس کا مال اسباب ضبط کر کے علی گڑھ کے قلعے میں قید کر دیا -

کچھ دن بعد افراسیاب خان مارا گیا۔ محمدالدولہ نے قید سے نکل کر حضور شاہ میں پہنچنے کی کوشش کی۔ شاہ عالم بھی اس پرانے گھاگ کے دلدادہ تھے اور چاہتے تھے کہ پھر دربار میں جگہ دیدن۔ مگر افراسیاب خان کے خسر شجاع دل خان نے اس مقصد کو پورا نہ ہونے دیا۔

اس واقعے کے بعد پھر محمدالدولہ کا نام تاریخ کے صفحات سے کم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۸۸۷ء (۱۲۰۲-۳) میں اس کے انتقال کی خبر ملتی ہے۔

فرینکلن کی کتاب «شاہ عالم» میں محمدالدولہ کی اس فلمی تصویر کا عکس شامل ہے جو جوینہن اسکاٹ کے ذخیرہ تصاویر میں محفوظ تھی۔

ملاحظہ ہو تنقیح : ۵۵۵۲ الف تا ۵۹۴ الف ، تاریخ مظفری ۱۹۴ الف و ۲۰۵ الف ، فرینکلن : ۳۸ ، ۶۹۵۰ ، ۱۰۳ ، ۱۰۵ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ڈف کی تاریخ مرہٹہ : ۱۶۵۲ ، ۱۶۶ ، تاریخ پٹالہ ۱۱۳ ، تاریخ فرخ آباد : ۱۲۴ ب و ۱۲۵ الف ۔

ص ۱۰۔ سط ۱۳۔ « ملك راجہ جیے پور شد » تنفیخ : ۵۷۲ الف و ب سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ پرتاپ سنگھ ماچھڑی والے نے مرہٹوں اور جاٹوں سے ساز کر کے آگرے کے ضلع میں لوٹ مار شروع کردی تھی۔ بادشاہ کے حکم سے میرزا نجف خان اس کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوا اور اپنے حسن تدبیر سے راجہ کی شکست دیدی۔ راجہ نے معافی چاہی تو مرزا نے اس کی بات پر ذرا کان نہ دھرا اور اسے نیست و نابود کر دینے پر برابر تلا رہا۔ راجہ نے محمدالدولہ کو وسیلہ بنا کر براہ راست بادشاہ سے معافی مانگی۔

افراسیاب خان کے مشورے سے بادشاہ نے قصور معاف کرنے کے بجائے خود بھی لشکر کشی کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنیکا فیصلہ کیا۔ ۲۹ رمضان ۱۱۹۲ھ (اکتوبر ۱۷۷۸ء) کو تلوار اور پرتلہ مولوی فخرالدین کے مدرسے میں بھیجا گیا، ۲۶ شوال کو صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس شاہی لشکر گاہ کے خیمے گاڑے گئے، اور پیر کے دن ۲۹ شوال کو بادشاہ سلامت بنفس نفیس داخل خیمہ شاہی ہوئے۔

راو راجہ بہ خبر سن کر اور گھبرایا اور لگاتار حضور شاہ میں عرضیاں بھیجیں۔ بادشاہ نے میرزا نجف خان کو لکھا کہ خیال یہ تھا کہ تمہارے ذریعے سے راو راجہ کو قصور کی معافی مرحمت کی جائے گی، مگر وہ مکار نظر آتا ہے، اس لیے آبر کی درخواست منظور نہیں کی گئی۔

اس سے راو راجہ کو بادشاہ کا ایسا معلوم ہو گیا۔ وہ میرزا کے پاس پہنچا کہ اس کے وسیلے سے معافی حاصل کرے۔ مگر وہاں سے سچ یا جھوٹ، یہ اطلاع پا کر کہ میرزا اسے فید کرنے کی فکر میں ہے، سارا خیمہ و ہر گاہ اور مال و اسباب چھوڑ بھاگ آیا۔

ادھر بادشاہ نارنول پر قبضہ کر کے جے نگر (جے پور) کے پاس امین پور ضلع امیرنگر میں مقیم ہوئے۔ شوال کی آخری تاریخ تھی جو اسی منزل میں راجہ پر تائب سنگھہ سواہی کا دیوان خوش حالی رام بوہرا حاضر ہوا اور بادشاہ کے حضور میں راجہ جے پور کے حاضر نہ ہونے کا یہ حذر پیش کیا کہ قدیم سے راجہ کے آباؤ اجداد امیرالامرا کی معرفت ملازمت شاہی حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ اس صفر میں مرکارب نہیں ہیں، اس لیے راجہ ان کے آنے کا منتظر ہے۔ شاہ عالم نے میرزا کو فرمان کے ذریعے سے بلالیا اور راجہ پر سدہ رام پیشکار خالصہ کو بھیجا کہ راجہ جے پور کو تسلی دلا سا دے کر ساتھ لے آئے۔

جمعہ کے دن صفر کی دوسری تاریخ ۱۱۹۳ھ (۲۰ فروری ۱۷۷۹ء) کو امیرالامرا اور مجددالدولہ کی وساطت سے راجہ حاضر دربار ہوا اور ایک ہزار اشرفیاں نذر میں پیش کیں۔ بادشاہ نے اس کی پیشانی پر راج تلک لگایا اور خلعت و شمشیر وغیرہ کے ساتھ موروثی خطاب بھی عطا فرمایا۔ راجہ نے ۴۰ لاکھ روپے کے جواہرات پیش کیے، جن کا بڑا حصہ امیرالامرا نے ہضم کر لیا۔ شاہ نواز خانی میں اس پیش کش کی مقدار ۲ لاکھ روپے لکھی ہے، اور یہی رقم کارنامہ راجپوتان (ص ۳۲۰) میں بھی بتائی گئی ہے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر ۹ صفر کو بادشاہ نے واپس دہلی کی طرف کوچ کر دیا اور ۱۴ ربیع الاول کو قلعہ معلیٰ میں تشریف فرما ہو گئے۔

کارنامہ راجپوتان (ص ۳۲۰) میں اس حملے کو شاہ عالم کے نویں سال جلوس کا واقعہ بتایا ہے، مگر سمت ۱۸۳۴ مطابق سنہ ۱۷۷۸ء تاریخ بھی لکھی ہے۔ اس سے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ سہوا' بیسویں سال جلوس کی جگہ » نویں سال جلوس « لکھ گیا ہے۔

ص ۱۰ سط ۱۵ - » قریب شصت ہزار سوار و پیادہ « فرینکلن : ۸۷ اور تاریخ پٹیالہ : ۱۱۴ میں ۲۰ ہزار فوج اور توپ خانہ لکھا ہے۔ تاریخ مظفری اور سیر میں تعداد کا تو ذکر نہیں، لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا لشکر تھا۔

ص ۱۰ سط ۱۶ - » میرزا فرخندہ بخت « سیر : ۱۱۰، ۲ میں لکھا ہے کہ مجددالدولہ اپنے ساتھ جوان بخت یا اکبر شاہ میں سے کسی ایک کو لے گیا تھا۔ یہ بیان سراسر سہو پر مبنی ہے۔ تملیح : ۵۸۰، ۲ الف، تاریخ مظفری : ۱۹۵ ب، فرینکلن : ۸۷، اور تاریخ پٹیالہ : ۱۱۳ میں صراحت کی جا چکی ہے کہ میرزا فرخندہ بخت ہی مجددالدولہ کے ساتھ گئے تھے۔

ص ۱۰ سط ۱۸ - « بشاہ » یہ کتابت کا سہو معلوم ہوتا ہے ۔
ورنہ تمام تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ محمدالدولہ پٹیالہ پہنچ کر واپس موا
تھا ۔

ص ۱۱ سط ۳ - « سینہ کباب بود » عماد : ۱۴۰ سے معلوم ہوتا
ہے کہ میرزا کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ محمدالدولہ نے بادشاہ کو
اس بات پر آمادہ کرایا تھا کہ نجف خان کے فرور کو توڑنے اور
اُسے قباہ میں لانے کے لیے دو انگریزی پلٹیں مرتب کی جائیں اور ان
کی تنخواہ نجف خان کی جاگیر میں سے ادا کرائی جائے ۔ اس کام
کے لیے میجر پھیلر بلا بھی لیے گئے تھے ۔ مگر یہ راز قبل از وقت فاش
ہو گیا ، اور میرزا نجف خان نے ۱۱۹۳ (۱۷۷۹ء) میں آکر محمدالدولہ
کو گرفتار کر لیا ۔

ص ۱۱ سط ۶ - « ششم ماہ ذیقعدہ » - تنقیح اور تاریخ مظفری
میں بھی یہی تاریخ درج ہے ۔

ص ۱۱ سط ۹ - « قطب » - یہ قطب الدولہ کے لقب یا نام کا اختصار ہے ۔
اس کا نام قطب الدین خان تھا ، اور نواب ضیاء الدولہ سعدالدین خان
خانسامان پسر نواب سعدالدین خان میر آتش کا بیٹا تھا اپنے خسر محمدالدولہ
کے بل بوتے پر شاہ عالم کے دربار میں صاحب رسوخ ہو ۔ آصف الدولہ
کے لیے خلعت وزارت شاہ عالم نے بھیجا ، تو محمدالدولہ نے اسی کو
فرائض رسالت انجام دینے کے لیے منتخب کیا تھا ۔ (تنقیح : ۵۶۸۲ الف ،
عماد : ۱۲۷ مرآت آفتاب غا : ۳۹) - ۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۹۱ھ (۲۵ جون
۱۷۷۷ء) کو نیاپت توپخانہ کا عہدہ پایا ۔ جب افراسیاب خان نے محمدالدولہ
کو علی گڑھ میں نظر بند کیا ، تو قطب الدولہ بھی اس کے شربک حال
رہے ، (ونازع عالمشاہی : ۲۴) - افراسیاب خان کے مارے جانے پر
اس کے خسر شجاع دل خان نے قطب الدولہ کو بھی خسر کے ساتھ قید رکھا
(ایضاً : ۲۶) اس کے بعد کئی حالات دستیاب نہیں ہوتے خیال یہ ہے کہ
پٹیل نے محمدالدولہ کو رہا کیا ، تو یہ بھی اس کے ساتھ ہی رہا ہو گیا
(مرآت : ۴۶۹ الف) ۔

ص ۱۱ سطر ۲۰ - «کانوند» - ریگستان بیکانیر کے کنارے پر واقع ہے۔ پہلے نجف قلی خان کی جاگیر میں تھا (کین : ۱۳۵) بعد ازاں انگریزوں نے بسلسلہ خدمات صدر مہاراجہ نراندرسنگھہ والی پٹیالہ کو دیدیا - (تاریخ پٹیالہ : ۴۲، ۴۳) -

وقائع کے مخطوطے میں اس لفظ کے آخری حرف پر کوئی علامت نہیں۔ تاریخ جہجر (ص ۱۲۶) میں «کانونڈ» لکھا ہے - تاریخ پٹیالہ میں آخری نون حذف ہو گیا ہے ، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موجودہ تلفظ «کانوڈ» ہے -

ص ۲ سطر ۵ - «محمد بیگ خان» تاریخ مظفری : ۲۰۶ بعد میں اس جنگ کا تفصیلی ذکر موجود ہے جو محمد بیگ -ان نے رمضان ۱۲۰۱ھ (جون ۱۷۸۷ء) کے شروع میں مہاراجہ دھیراج کی طرف سے مہاجی سیندھیا پٹیل سے لڑی تھی - اسی لڑائی میں محمد بیگ خان توپ کا گولہ کھا کر مرا ہے -

ص ۱۲ سطر ۱۰ - «حاصل کلام» فراقی نے جو کچھہ آئندہ سطروں میں لکھا ہے ، تنقیح : ۵۹۰، ۲ الف - ۵۹۱ الف ، میں بھی تقریباً یہی سب کچھہ بیان ہوا ہے -

ص ۱۳ سطر ۱ - «بعد مختار شدن» - فراقی کا یہ جملہ صاف نہیں ہے - دراصل عبارت یوں ہونا چاہیے تھی : «بعد مختار شدن ، اشرف الدولہ نے اعتقاد الدولہ بہادر — عقد مودت از امیر الامرای مرحوم زیادہ مستحکم بستہ» کیوں کہ فراقی کا مطلب یہ ہے کہ مختار سلطنت ہو کر اشرف الدولہ نے اعتقاد الدولہ کے ساتھ امیر الامرا سے بھی زیادہ مضبوط دوستی پیدا کی اور سیف الدولہ کو کا نوٹ سے بلا کر خلعت اور تلوار سے سرفراز کیا -

ص ۱۳ سطر ۱ - «اعتقاد الدولہ» - یہ لطافت علی خان خواجہ سرا کا خطاب ہے ، جو نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد سردار تھا - مختار الدولہ وزیر نے ایلیج خان کے برخلاف اسے اس فوج کا سردار

مقرر کر کے شاہ عالم کے دربار میں بھیجا تھا ، جو حضور شاہ میں شجاع الدولہ کے وقت سے تعینات رہتی تھی ۔ مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے سے خلعت وزارت حاصل کر کے ایلیج خان کو نیچا دکھایا جائے ۔

لطافت علی خان بڑا ہوشیار تھا ۔ اس نے دربار شاہی رنگ دیکھ کر تاڑ لیا کہ یہ مطلب محمد الدولہ کی وساطت سے پورا ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ اس کی رائے درست نکلی ۔ محمد نے نواب وزیر کو اپنا احسان مند بنانے کی خاطر بوری کوشش کر کے خلعت روانہ کرا دیا اور اس طرح اپنے خیال میں اس ایک تیر سے دوسرا پرندہ بھی شکار کر لیا ، یعنی میرزا نجف خان کی بات بودی کردی جو ایلیج خان کا حامی تھا ۔

لطافت علی خان نے اکھنڈ کے علاوہ دہلی میں بھی اپنی قدرو منزلت میں اضافہ کیا ۔ اعتقاد الدولہ کا خطاب اور خلعت ہاتھی ، اور گھوڑا بادشاہ دہلی نے عطا کیا تھا ۔ نجف خان کے بعد اس کے سر میں یہ سودا سمایا کہ دربار میں اعلیٰ منصب حاصل کر کے حکومت کے نظم و نسق میں دخل حاصل کرنا چاہیے ۔ اس سلسلے میں جو پیتا گزری ، فراہی نے اس صفحے اور آئندہ صفحات میں اسے دہرا با ہے ۔ دوسری تاریخیں بھی یہی کچھ بیان کرتی ہیں ۔

اعتقاد الدولہ نے ۱۱۹۰ھ (۱۷۷۶ء) میں دہلی کے اندر ایک باغ لگایا تھا ۔ کسی شاعر نے اس کا قطعہ تاریخ کہا ہے :

ساخت باغی علی لطافت خار ہمچو فردوس زینت آرائی
سال تعمیر او بگفت دلم گلستانی نطافت افزائی

معلوم ہوتا ہے کہ عماد السعاده کی تالیف تک بقید حیات تھا ۔

ملاحظہ ہو : تاریخ مظفری : ۱۹۲ ب ، مرآت آفتاب فنا : ۳۹۰ الف
تقیق : ۵۶۸ ب ، ۷۷۵ الف ، عماد : ۱۲۶ بیل : ۲۲۶ ، تاریخ اودہ :

ص ۱۳ سط ۲ - « دو پلٹن و چند ترك سوار » - عماد : ۱۲۱ میں لکھا ہے کہ ایلیچ خاں ۲ پلٹنوں کے ساتھ لکھنؤ سے دہلی بھیجا گیا تھا - پھر ص ۱۲۰ پر یہ تحریر کیا ہے کہ جب مختار الدولہ نے یہ دیکھا کہ ایلیچ خاں کے ساتھ نواب محف خاں کا برتاؤ خطرناک حد تک اچھا ہے تو اس نے ان ۳ پلٹنوں کو طلب کر لیا جو نواب شجاع الدولہ کے وقت سے نواب محف خاں کے پاس تعینات تھیں اور ایلیچ خاں کی جگہ لطافت علی خاں کا ربالی سے تبادلہ کر دیا -

تاریخ مظفری : ۱۹۸ الف میں مندرج ہے کہ لطافت علی خاں کے پاس ۳۴ پلٹنیں تھیں - مرآت آفتاب نما : ۲۶۰ الف ' تنقیح : ۵۶۷ الف و ۵۷۷ الف اور تاریخ اودہ : ۱۱۳ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتقاد الدولہ کے ساتھ نجیب پلٹن کے بھی سپاہی تھے (جس کا ذکر تنقیح : ۵۵۲ الف ' تاریخ مظفری : ۱۹۶ ب ' عماد : ۱۲۷ بعد ' تواریخ اودہ : ۹۶۱ ' تاریخ اودہ : ۸۴۳ بعد میں ہے) - لیکن یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی اس لیے کہ تنقیح ہی سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ پیر کے دن ۸ محرم ۱۱۹۰ (۲۹ فروری ۱۷۷۶ء) کو لطافت علی خاں دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا - تاریخ مظفری : ۱۹۳ ب سے بھی یہی سال معلوم ہوتا ہے - نجیب پلٹن کے قورمے جانے کا واقعہ بقول تنقیح : ۵۵۲ الف و تاریخ اودہ : ۸۸۴ ب محرم ۱۱۸۹ (۱۰ مارچ ۱۷۷۵ء) کو پیش آیا تھا - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس واقعے کے بعد نجیب پلٹن کے کچھ سپاہی دہلی جا کر اعتقاد الدولہ کی فوج میں شامل ہو گئے تھے -

ص ۱۳ سط ۳ - « آصف الدولہ » میرزا امانی نام تھا - شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا اور مومین الدولہ محمد اسحق خان مہادر شستری کا نواسہ ہے - ۱۱۶۱ (۱۷۴۸ء) کے آخر میں پیدا ہوا - صاحبزادگی ہی میں شاہ عالم نے میرآنشی اور داردغی غسل خانہ کا عہدہ عطا کیا - ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ (۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء) کو کرنیل کلیس ' میرزا علی اور سالار

جنگ وغیرہ روسا کے حسن اہتمام سے والی اودہ مقرر ہوا - چہار شنبہ ۲۷ صفر ۱۱۸۹ھ (۲۹ اپریل ۱۷۷۵ء) کو شاہ عالم کا بھیجا ہوا خلعت نیابت پہنا اور آبائی خطاب پایا - (تنقیح : ۲۷۶ الف ، تاریخ اودہ : ۱۰۳۳) -

آصف الدولہ نے ۲۳ سال ۷ ماہ حکومت کر کے جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ (۲۱ ستمبر ۱۷۹۷ء) کو انتقال کیا اور اپنے بنائے ہوئے مشہور امام باڑے میں مدفون ہوا -

ملاحظہ ہو سیرالمتاخرین فرح بخش ، تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ ، تنقیح ، عماد تواریخ اودہ ، مفتاح ، بیل وغیرہ

ص ۱۳ سط ۳ - « کہ بحضور می ماند » - اس جملہ میں « کہ » بیکار نظر آتا ہے - غالباً یہ کتابت کی بھول چوک ہے -

ص ۱۳ سط ۱۰ - « بدرستی یش آمدہ » - تنقیح : ۲۷۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ رجب ۱۱۰۶ھ (۳ جولائی ۱۸۲۰ء) کو افراسیاب خان نے محمداودہ کا قصور معاف کرایا تھا -

ص ۱۳ سط ۱۲ - « آمد آمد شفیع خان » - تنقیح : ۲۷۲ الف میں لکھا ہے کہ « بیگم (خواہر نجف خان) باغواہی زین العابدین خان میرا شفیع خان را از جنگ سکھان طلب داشت » -

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ افراسیاب خان نے بیگم کو ناخوش کر دیا ، تو اس نے شفیع خان کو اس کی سرکوبی کے لیے بلایا تھا -

ص ۱۲ سط ۲ - « دویمہ رمضان » - اس مادہ تاریخ سے ۱۱۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ دو شنبہ ۲ رمضان ۱۱۹۶ھ (۱۲ اگست ۱۷۸۲ء) کو بادشاہ سے خلعت مختاری دلایا - تنقیح : ۲۷۳ ب سے

معلوم ہوتا ہے کہ باہمی صفائی نہ ہونے کے باعث محمد الدولہ اس بار کو اٹھانے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔ افراسیاب خان نے بڑے اصرار کے بعد راضی کیا تھا۔

ص ۳ - سط ۳ - « خود بہ علی گڑھ رفت » - تنقیح : ۵۹۵، ۲ الف میں لکھا ہے کہ افراسیاب روزانہ کی درباری کشمکش سے گھبرا کر بادشاہ کی اجازت سے ۲۹ رمضان ۱۱۹۶ھ (۷ ستمبر ۱۸۲-۸۱) کو اپنے محلات متعلقہ کو چلا گیا۔

ص ۱۴ - سط ۷ - « بکشنہ ششم شوال » - تنقیح : ۵۹۵، ۲ الف میں یہ لکھا ہے کہ دوری تاریخ کو کچھ رات گزرے تمام فوج اور توپ خانے کے ساتھ نجف قلی خان کو گرفتار کرنے کے لیے سوار ہوا۔ تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف میں محمد شفیع خان کے ہمراہ آئی ہوئی فوج کی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہے۔

ص ۱۴ - سط ۱۱ - « نجف قلی خان » - میرزا نجف خان کا رفیق اور ریواڑی کا جاگیردار تھا۔ یہ علاقہ سرحد سے راجپوتانہ تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ نجف خان کو اس پر بڑا بھروسہ تھا۔ اس نے بھی اپنے آقا کا خوب خوب حق نمک ادا کیا اور نجف خانی معرکوں میں برابر سینہ سر ہو کر لڑا۔

تنقیح : ۵۹۵، ۲ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پسندیدہ خدمات کے صلے میں ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۱ھ (۱۷ مئی ۱۷۷۷ء) کو شاہ عالم نے بخشی سوم بنایا اور ۲۳ شوال (۲۴ نومبر) کو ضابطہ خان کے مقابلے میں عمدہ کارگزاری دکھانے پر خلعت اور سہارنپور کی فوجداری عطا کی۔

تنقیح : ۵۹۵، ۲ الف اور تاریخ مظفری : ۲۰۴ ب میں تحریر ہوا ہے کہ ضابطہ خان نے اپنی بیٹی باہن کی شادی نجف خان کے ساتھ کر دی تھی۔ جام جہان : نما : ۷۴، ۲ ب میں لکھا ہے کہ ضابطہ خان نے

مصلحت وقت دیکھ کر اپنی بیٹی کی منگنی نجف خان کے ساتھ کردی تھی ابھی نکاح نہ ہونے پایا تھا کہ نجف خان کا انتقال ہو گیا ۔ اس کے بعد آغا شفیع سے منسوب ہوئی ۔ وہ بھی چند دن کے بعد اس دنیا سے چل بسا ۔ مرآت آفتاب (۱ : ۲۶۵ ب میں بھی نجف خان کے ساتھ منگنی کا ذکر ہے ۔

ان تصریحات کے برخلاف کین (ص ۱۳۵) نے نجف قلی خان کو ضابطہ خان کا بہنوئی بتایا ہے ۔ میرے نزدیک یہ نجف خان اور نجف قلی خان میں التباس کا نتیجہ ہے ۔

ص ۱۵ سطر ۲ - « واحدالعین » - اس مصرع میں « واحدالعین » سے مجدالدولہ مراد ہے جو کانا تھا ، « غلام سرکش » سے نجف قلی خان کی طرف اشارہ ہے جو نجف خان کا چچا تھا اور « دوکافران » مشہورام داس اور نرائنداس ہیں ، جو ہندو تھے ۔

فراقی کا ان دونوں کو کافر کہنا اور وہ بھی اپنے نجی روزنامے میں اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرح بیاطن مسلم و بطاہر کافر تھا ۔

ص ۱۵ سطر ۱۵ - « کمر بخون ناصرالدولہ ستند » - تنقیح میں اس واقعے کے جزئیات بیان کیے گئے تھے ۔ مگر شومی قسمت سے یہاں ہمارا نسخہ ناقص نکلا ۔ موجودہ عبارت بھی پلچسپ اور اس لیے قابل نقل ہے ۔ ملاحظہ ہو :

« میرزا محمد شفیع خان امرا لامرا شد ۔ لطافت علی خان رقتن خود ہمراہ افراسیاب خان صلاح ندیدہ ، پیغام بامیرالامرا فرستاد ، « اگر عہد بیمان آید ، حاضر می شوم » ۔ آغا شفیع خان معتمد فرستادہ اورا طلب داشت ۔ چون اعتقاد الدولہ عقل درست نداشت ، پول فرنگی و عاشور علی خان داروغہ توپخانہ میرزا شفیع خان را باخود متفق ساخته مقرر کرد کہ در حضور انور رفتہ ، بادشاہ را در مسجد مابد آورد و میرزا شفیع خان را دستگیر باید کرد ، و خود متکفل امورات باید شد ۔

بتاریخ نهم ذیقعد روز پنجشنبه هر سه سردار متفق شده مع بلئن بر در قلعه رسیدند - بادشاه کلو خواص را باستفسار سبب فرستادند - آنها عرض کردند کہ « از ما متابعت میرزا شفیع خان نمی شود - اگر جناب ائمه ماها پذیرفته در مسجد جامع رونق افزا شوند ، مادر جانقشانی حاضریم » -

چون مزاج حضور از اسیری نجف قلی خان آزر دگی داشت ، عرض آنها پذیرفته ، رامژو کمیدان را بحفاظت قلعه مبارک تعین »

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف مین لکھا ہے کہ « درین اثنا افواج میرزا شفیع خان برای تنخواہ خود برو هجوم آوردند - میرزا گفت کہ « علاقہ تنخواہ شما از ما ندارد ، و ماہانہ خود از متصدیان بادشاہی بگیریڈ » -

« چون این خبر بیادشاہ رسید ، فرمود کہ « اگر ملازم من هستید فی الفور شفیع خان را دستگیر نموده بیاریڈ » -

« آن طائفہ برین ارادہ عزم بالحزم نمودند - میرزا شفیع خان مجرد اجتماع اخبار تنها از مکان خود برآمد ، راستہ اجیری دروازہ راہ قرار پیمود و متصل حوض کلان شیخ محمد کہ آن را مردم ہند « باولی » گویند و ریگستان مہابت خان کہ بریتی مہابت خان شہرت دارد ، رسیدہ توقف ورزید کہ درین حال ... وغیرہ بعضی رسالہ داران کہ باو موافق بودند ، خود را نزد او رسانیدند و او از رسیدن ایشان تقویٰ بہرہ صانیدہ و بر ملا نقارہ زدہ نزد محمد بیگ خان ہمدانی بہ اکبر آباد رفت » -

ان دونوں بیانوں میں سے پہلا غالباً شاہ نامہ منوں لال سے لیا گیا ہے اور اس لیے فراقی کے بیان سے ملتا جلتا ہے - تاریخ مظفری نے اپنے ساخذ کا ذکر نہیں کیا ، لیکن ایک بات اس نے بھی پتے کی کہی ہے - یقیناً ان دراندازوں نے پہلے اس کے لشکر میں بغاوت پھیلانی ہوگی ، اور بعد میں بادشاہ کو ابھار کر مسجد جامع تک لائے ہوں گے -

شیخ محمد کے حوض اور مہابت خان کی رہتی کے لیے واقعات دارالحکومت دہلی : ۶۱۵۲ - ملاحظہ ہو ۔

ص ۱۵ - سط ۱۸ - « حویلی قمر الدین خان » - یہ دراصل ان کے باپ محمد امین خان کا تعمیر کیا ہوا مکان تھا ، اور اجیری دروازے کے قریب واقع تھا ۔ محمد امین خان نے دوسروں کے مکان خریدے بھی اور چھینے بھی ، اور اس طرح اپنی حویلی کو اتنا بڑا کر لیا کہ اس کے ڈانڈے جامع مسجد اور بھوجلا پہاڑی سے آملے تھے ۔ ان کے مرنے پر نواب قمر الدین خان نے چھینے ہوئے مکانوں کی یا تو قیمت ادا کی ، یا مکان واپس کر دیے ۔ (سفرنامہ محاصرہ حاشیہ ۵ ص ۲ -)

ص ۱۶ - سط ۷ - « پول فرنگی » - اس نام کا انگریزی املا « Pauly » ہے ۔ تنقیح : ۲ ، ۵۹۴ ب اور فرینکلن : ۷۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس کا باشندہ اور سمرو کی پلٹن کا کمانڈر تھا ۔

ص ۱۶ - سط ۱۱ - « خضر آباد » - خاندان سادات کے پہلے بادشاہ خضر خان (۸۱۰ تا ۸۵۲ھ - ۱۴۱۴ تا ۱۴۲۱ھ) نے دریائے جہنا کے کنارے کلوکھری سے جنوب مشرق کی طرف ایک میل ہٹ کر اوکھلے کی سرحد میں بسایا تھا ۔ اس شہر کا ہرے سے وجود نہیں رہا اس بنا پر اس کے مقام کا صحیح نام مشکل ہے ۔ ملاحظہ ہو واقعات دارالحکومت دہلی : ۳۲۳ و آثار الصنادید سرسید ۔

ص ۱۶ - سط ۱۱ - « داراشکوہ » شاہ جہاں کا بڑا بیٹا تھا ۔ پیر کی رات کو صفر کی ۲۹ میں تاریخ ۱۰۲۳ھ (۲۰ مارچ ۱۶۱۵ء) میں ممتاز محل کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔ (تزک جہانگیری : ۱۳۸ ، تنقیح : ۲۶۰ الف -)

سبحان رامے بھٹاری نے خلاصۃ التواریخ : ۴۵۲ میں ۱۹ صفر تاریخ لکھی ہے ۔ سیر ، مقدمہ : ۲۹۱ میں ، جو خلاصۃ التواریخ ہی کا مرصعہ معلوم ہوتی ہے ، اور ملخص التواریخ میں جو سیر کا خلاصہ

ہے، یہی ۱۹ صفر تاریخ نقل کی گئی ہے۔ مگر جہانگیر کے بیان کے بیش
نظر یہ تاریخ کوئی اہمیت نہیں رکھتی، بلکہ بالیقین سہو قلم معلوم
ہوتی ہے۔

جمعہ ۲ شعبان ۸۱۰۴۲ (یکم فروری ۱۶۳۳ء) کو نادرہ بانو
بیگم بنت سلطان پرویز بن جہانگیر کے ساتھ بڑے شان و شکوہ سے بیاہ
ہوا۔ ابوطالب کلیم نے « قرآن کردہ سعدین برج جلال » مادۂ تاریخ
نکالا۔ (عمل صالح : ۵۲۲، ۱، بعد، سیر، مقدمہ : ۳۱۵، تنقیح : ۳۸۹، ۲
الف، مرآت آفتاب : ۲۱۰، الف، تاریخ مظفری : ۲۱ الف۔ بیل
نے سہوا ۸۱۰۴۳ لکھ دیا ہے۔)

سنہ ۸۱۰۶۴ (۱۶۵۳ء) میں شاہ جہاں نے ولی عہد مقرر کیا اور
ڈھائی لاکھ کی قیمت کا خلعت، اور ایک لاکھ ستر ہزار روپے کا سرہند
اور « شاہ بلند اقبال » خطاب عطا کر کے اپنے تخت کے برابر سونے
کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ (تنقیح : ۴۰۶، ۲، الف، تاریخ مظفری :
۴۲ ب)

۸۱۰۶۷ (۱۶۵۷ء) کے آخر میں ۵۰ ہزاری ۳۰ ہزار سوار دو
اسپہ و سہ اسپہ منصب عطا کیا، اور ربیع الثانی ۸۱۰۶۸ (۱۶۵۸ء) میں
۶۰ ہزاری ۳۰ ہزار سوار کا منصب دے کر ۲۳ کروڑ دام کا علاقہ
اور ایک کروڑ روپیہ نقد اور بہار کا صوبہ مزید عنایت کیا۔

اس زمانے میں شاہ جہاں سخت بیمار اور کام کرنے کے ناقابل
ہو چکا تھا۔ داراشکوہ نے باپ کی بیحد محبت اور انتہائی کمزوری سے
فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس راہ کا پہلا قدم بھائیوں کے کانٹوں کو راہ سے
ہٹانا تھا۔ اورنگ زیب سیاسی لحاظ سے سب میں نمایاں تھا۔ دار نے
پہلے اسی کو نشانہ بنایا۔

شاہ جہاں نے بستر دلالت پر لیٹے لیٹے صلح و صفائی کی کوشش کی، مگر
ناکام رہا۔ آخر کار سب بھائیوں نے دارا کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ دارا
کو ہر معرکے میں شکست ہوتی، اور وہ ۲۰ ذی حجہ ۸۱۰۶۹

(۲۸ اگست ۱۶۵۹ء) کو گرفتار کر کے دہلی لے آیا گیا - خضر آباد کی عمارتوں میں سے خواص پورہ کی ایک مضبوط عمارت جیل خانہ قرار پائی - دلی والوں میں سے جو لوگ دارا کے خواہ تھے، انہوں نے شورش برپا کر دی - اس پر عالمگیر کے حکم سے جمرات کی رات کے اول حصے میں ۲۱ ذی حجہ سنہ ۱۰۶۹ھ (۳۰ اگست ۱۶۵۹ء) کو دارا شکوہ قتل کر دیا گیا، اور نعش ہمایوں کے مقبرے میں سپرد خاک ہوئی - ۴۶ سال سے کچھ کم عمر پائی -

ملاحظہ ہو عالمگیر نامہ محمد کاظم : ۴۳۲، عالمگیر نامہ مستند خان : ۱۴، آئینہ تخت : ۲۳۰ ب، 'مرآة جہان نما : ۴۹۱ ب، 'سیر، مقدمہ : ۳۸۹، تنقیح : ۴۲۵، ۲ ب، 'تاریخ مظفری : ۲۷ ب، 'جام جہاں نما : ۱۲۶، ۱ الف، 'مفتاح : ۲۶۷، یل : ۱۱۷ -

ان تمام تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۱ ذی حجہ کو بدھ کا دن تھا - عالمگیر نے بدھ کے دن کے آخری حصے میں قتل کا حکم دیا، اور جمرات کی رات کے شروع ہونے پر دارا کو قتل کر دیا گیا - صرف دو کتابوں میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے - پہلی کتاب تاریخ محمدی ہے - اس میں سنہ ۱۰۶۹ھ کے تحت یہ لکھا ہے کہ ۲۲ ذی حجہ شب پنجشنبہ کو یہ واقعہ پیش آیا - سیر میں آخر روز چہار شنبہ کو وقت قتل قرار دیا ہے -

لیکن اس اختلاف سے کہیں زیادہ حیرت انگیز منتخب الباب : ۸۷، کا یہ بیان ہے کہ ماہ ذی حجہ کے وسط میں (یعنی ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں سے کسی ایک تاریخ کو) دارا شکوہ گرفتار ہو کر دہلی آیا - حکم شاہی تھا کہ اسے اور سلیمان شکوہ کو کھلے حوضے میں بٹھا کر شہر کٹاں خضر آباد لیجائیں - اوباش شہر نے یہ دیکھ کر محافظ دسنے پر گندگی اچھالی - دوسرے دن بادشاہ کے حکم سے اس سرکش گروہ کا سرفتنہ ہیبت نامی قتل کر دیا گیا، اور اس کے دوسرے دن کہ ذی حجہ کا آخر تھا، دارا شکوہ بھی الحاد و بیدینی کے جرم میں مقتول ہو گیا -

غالباً منتخب الالباب کے اسی بان کے پیش نظر منطاح : ۲۷ میں لکھا ہے کہ بعض مورخ محرم کی چاند رات کو دارا شکوہ کا واقعہ قتل بتاتے ہیں ۔

میرے نزدیک سیر کا اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ « آخر روز چہار شنبہ » اور « اوائل شب پنجشنبہ » کے معنی ایک بھی ہو سکتے ہیں ۔ یہی اتحاد معنی کا پہلو وجہ التباس ہو گیا ہے ۔ تاریخ محمدی کے ۲۲ ذی حجہ بقید شب پنجشنبہ کا یہ مطلب ہے کہ مغرب کے وقت سے ہجری تاریخ کا آغاز ہوا کرتا ہے ۔ چونکہ جمہرات کی رات کے ابتدائی حصے میں یہ واقعہ پیش آیا تھا ، اس لیے اس نے ۲۲ تاریخ قرار دے لی ، اور جن مورخوں نے ۲۱ تاریخ لکھی ، انہوں نے اپنے ذہن میں بدھ کا دن رکھا ۔

منتخب الالباب کا بیان ناقابل تاویل اور اس لیے دو سری معاصر تاریخوں کے مقابلے میں لائق رد ہے ۔

دارا شکوہ صوفی منش شاہزادہ تھا ۔ ابتدا میں سلسلۂ قادریہ میں ملا شاہ بدخشی کے ہاتھ پر بیعت ہوا ۔ سکینۃ الاولیاء اور مجمع البحرین اسی ذوق کے تحت تالیف کی تھیں ۔ بعد ازاں ہندو تصوف کا دلدادہ ہو کر قیود مذہب سے آزاد ہو گیا ۔ امرای دربار اور عام مذہبی رعایا اسی باعث اس سے بدظن تھی ۔

یہ شاعر بھی تھا اور قادری کرتا تھا ۔ مختلف مجموعوں اور تذکروں میں اس کے اشعار اور رباعیاں ملتی ہیں ۔ دیوان کا مکمل نسخہ جناب ظفر الحسن صاحب ، بی اے ، سابق سپرنٹنڈنٹ محکمۂ آثار قدیمہ ، ہندوستان کے پاس کئی سال ہوئے میں نے خود دیکھا تھا ۔ خدا جانے اب وہ کہاں گیا !

کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں مولانا جامی علیہ الرحمہ کی تفحات الانس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے ۔ اس کے سرورق پر دارا شکوہ کے قلم کی دو تحریریں ثبت ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کو دارا شکوہ

نے پہلی بار ۲۵ رمضان ۱۰۳۸ھ (۸ مئی ۱۶۲۹ء) کو، جب کہ اس کی عمر کا ۱۵ واں سال تھا، پڑھا، اور دوسری بار نوشہرہ میں ۲۵ ذی قعدہ ۱۰۴۵ھ (۲۱ اپریل ۱۶۳۶ء) کو اس کا مطالعہ کیا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۱ سال ۹ ماہ کی تھی۔

ص ۱۷ سطر ۱۲ - « عرش منزل » سے مراد عالمگیر ثانی والد شاہ عالم ہیں۔ عماد الملک نے انہیں دھوکے سے کولہ فیروز شاہ میں قتل کرا دیا تھا، جیسا کہ ص ۵ پر گزر چکا ہے۔

ص ۱۷ سطر ۲۲ - « سلیمان شکوہ » شاہ عالم کے بیٹے تھے۔ غلام قادر خان نے جس دن بادشاہ کو ادا کیا تھا، اس کے دوسرے دن قلعہ معلیٰ سے نکال کر راجپور پہنچے۔ نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے پیش کش گزرائی۔ ۱۲۰۵ھ (۹۱-۹۰ء) میں لکھنؤ گئے۔ ۵ ہزار سوار اور بیدل ساتھ تھے۔ تین مہینے شہر کے باہر فروکش رہے۔ آخر لارڈ کارن والس کی تحریک سے انہیں آصف الدولہ نے ہاتھی پر سوار کیا اور خرد خواصی میں بٹھہ اور چنور ہاتھ میں لے بڑی عزت سے شہر میں لائے۔ ۶ ہزار روپے ماہوار جیب خرچ کے لیے مقرر ہوئے۔

نصیر الدین حیدر کے زمانے میں ناراض ہو کر کاس گنج گئے۔ مگر وہاں بھی صحبت برار نہ ہوئے کے باعث آگرہ چلے گئے۔ اور ۲۹ ذی قعدہ ۱۲۵۳ھ (۲۴ فروری ۱۸۳۸ء) کو وہیں انتقال کیا۔ سکندرہ (آگرہ) میں اکبر اعظم کے مقبرے کے اندر دفن ہوئے۔

سلیمان شکوہ بڑے علم دوست اور ہنر پرور شاہزادے تھے۔ دلی سے جو شاعر بھی لکھنؤ گیا، اس نے پہلے انہیں کے دامن قدر دانی میں پناہ لی۔ چنانچہ مصحفی و انشا وغیرہ سب اسی زمرے میں شامل ہیں۔ شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ دلی میں شاہ حاتم سے اصلاح لیتے تھے۔ لکھنؤ پہنچ کر ولی اللہ محب، شاگرد سودا، مصحفی اور انشا سے علی الترتیب مشورۂ سخن کیا۔ ملاحظہ ہو بیل : ۳۹۰، گل رعنا : ۲۶۴ حاشیہ۔

جام جہان نما : ۲۷۷ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان شکوہ ۱۸۱۹ء (۱۸۵۰ء) میں دہلی سے مخفی طور پر روانہ ہو کر مراد آباد پہنچے ۔ وہاں سے رامپور آئے ، تو نواب سید فیض اللہ خان بہادر نے ۴ کوس آگے بڑھ کر استقبال کیا ، اور نذر پیش کر کے بڑے اعزاز کے ساتھ قلعے میں لائے ۔ نقد و جنس ، ہاتھی ، گھوڑے ، مٹھیاں اور خیمے وغیرہ پیش کش کیے ۔ چار دن شہزادے نے قیام کیا ۔ جمعے کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور خطیب کو بھاری خلعت عطا کیا اور بعد نماز گھوڑے پر سوار ہو کر بریلی کی طرف کوچ کیا ۔ نواب صاحب مع فرزندان و سرداران مشاہیر کے ایسے خیمے تک گئے ۔ شام کو عمر خان کے ذریعے ضافت ارسال کی ۔ شہزادے نے نواب صاحب کے لیے خلعت بھیجا اور عمر خان کو دستار اور دو شاہ عطا کیا ۔ دوسرے دن صبح کو اکھنڈ کی طرف کوچ کر دیا ۔ آصف الدولہ ایک منزل تک استقبال کے لیے آئے اور بڑی عزت کے ساتھ لیے جا کر پیش کش گزرائی اور جدا گانہ محل اقامت کے لیے طے کر کے ۶ ہزار روپے ماہانہ ضروری اخراجات کے لیے مقرر کر دیا ۔

ص ۱۸ سط ۱۸ - « میرلطیف » عبرت نامہ خیرالدین : ۱۴ الف ، فرینکلن : ۱۱۳ اور تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب کا بیان فراقی کے برخلاف یہ ہے کہ محمد بیگ خان کے بھتیجے اسماعیل بیگ خان نے محمد شفیع خان کے پہلو میں پیش قبض مارا تھا ، جس سے اس کی موت واقع ہوئی ۔

ص ۱۹ - ط ۱۳ - « درایام حکومت اشرف الدولہ » - ولی عہد کے دہلی سے چھپ کر اکھنڈ پہنچنے کی داستان عبرت نامہ : ۵۹ بعد ، واقعات اختری : ۵۷ الف بعد اور تاریخ اودہ : ۲۵۴۳ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے ۔ تنقیح میں بھی یہ اہم واقعہ ضرور بیان ہوا ہوگا ۔ مگر سوہ اتفاق سے ہمارا نسخہ یہاں پہنچ کر ناقص ہو گیا ہے ، اس لیے اس کے بیان کے متعلق کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی ۔

ایک بات یہ ظاہر کر دینے کی ہے کہ تاریخ اودہ میں عبرت نامہ ہی کے بیان کا ترجمہ لکھا گیا ہے، مگر کسی غلط فہمی کی بنا پر عبرت نامہ کی جگہ تاریخ تیموریہ کے نام سے اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔

دوسری بات قابل ذکر یہ ہے کہ مولف تاریخ اودہ نے جلد مذکور کے صفحہ ۲۶۷ پر وقائع عالمشاہی کے مصنف پر اعتراض کیا ہے کہ اس نے اس واقعے کو سلیمان شکوہ کے متعلق لکھ دیا ہے۔

در اصل یہ اعتراض درست نہیں ہے۔ وقائع میں اس واقعے کو ولی محمد سلطنت ہی کے متعلق بنایا گیا ہے۔ مواف تاریخ اودہ کو سہو یا غلط فہمی سے یہ خیال ہو گیا کہ وقائع میں اس جگہ سلیمان شکوہ کا ذکر ہے۔

ص ۹۰ - ۲ - « مکرم الدولہ علی اکبر خان بہادر » عبرت نامہ : ۵۹ ب ۱ مجموعہ نغز : ۶۷۱، طبقات شعرائ ہند : ۱۸۲ اور نغمخانہ : ۳۷۵ میں ان کا پورا نام « مکرم الدولہ سید اکبر علی خان بہادر مستقیم جنگ » لکھا ہے۔

یہ نیک سیرت، خوشرو اور رنگیں طبع رہنما تھے۔ تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی۔ علم موسیقی میں بھی اچھا دخل تھا۔

شعرا ری ریخہ کا ایک نہایت عمدہ تذکرہ چالبس تذکروں سے مدد لے کر مرتب کیا تھا۔ ایک اردو مشوری « نللمن » ایک اردو دیوان اور ایک فارسی دیوان بھی یادگار چھوڑا تھا۔ مگر اب ان میں سے کوئی کتاب نہیں ملتی۔

طبقات شعرائ ہند میں تخمیناً سنہ ۱۷۲۸ء میں انتقال بتایا ہے، جو ۱۸۱۲ء کے مطابق ہے۔ نغمخانہ میں ۱۸۰۳ء تاریخ وفات لکھی ہے جو ۱۸۱۸ء کے مطابق ہے۔

ان دونوں میں سے چھانہ کی رائے صحیح ہے اس لیے کہ مجموعہ نغز مصنفہ ۱۲۲۱ء میں یہ لکھا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا جو اکبر علی خان کا انتقال ہو گیا۔ اگر وہ ۱۲۲۸ء میں فوت ہوا ہوتا، تو مجموعہ نغز میں انتقال کا ذکر آنا ممکن نہ تھا، الا یہ کہ اتنا حصہ بعد کا اضافہ ہوتا، جس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ کتاب خانہ رامپور کے نسخہ طبقات شعرا کے کاتب سے غلطی ہوئی جو اس نے ۱۲۱۸ء کو ۱۲۲۸ء لکھ دیا ہے۔

تنقیح : ۳۶۲ الف میں سنہ ۱۱۷۵ء کے تحت لکھا ہے کہ ۲۵ شعبان کو شاہ عالم نے اکبر علی خان کو جو میرزا اکبر شاہ کے نانا تھے، نیابت خانسماں کا عہدہ عطا کیا۔ اس میں مصنف سے سہو ہو گیا ہے۔ اکبر علی خان کا کوئی رشتہ اکبر شاہ سے نہ تھا، بلکہ وہ جہاندار شاہ کے حقیقی ماموں تھے۔ چنانچہ مذکورہ بالا تذکروں کے ماسوا تاریخ مظفری : ۲۰۸ الف میں یہی تحریر ہوا ہے۔ اسی تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکبر علی خان کا قیام نواب عمدة الملك امیر خان انجام تخلص کے محل میں تھا۔

ص ۲۰ سط ۳ - « تعلق سلطان بیگم » - فراقی سے خطاب کے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل ان کا خطاب قتل (یا قتلغ) سلطان بیگم تھا۔ ملاحظہ ہو واقعات مظفری : ۱۲ الف و ب و ۵ ب، مرآت آفتاب نما : ۳۶۹ الف، عماد : ۱۷۰ نشرہشت : ۱۸۲ بعد مجموعہ نغز : ۱۷۸، طبقات شعرا مولوی کریم الدین : ۱۹۵۔

یہ واضح رہے کہ قتل اور قتلغ میں کوئی معنوی فرق نہیں ہے۔ ترکی میں ق اور غ کا باہم بدل ہوا کرتا ہے۔ یہی اصول اس اختلاف میں کار فرما ہے۔

ص ۲۰ سط ۹ - « مولوی فخر الدین » - واقعات دارالحکومتہ دہلی : ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ آپ مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادے تھے، اور ۱۱۲۶ (۱۷۱۴ء) میں مقام اورنگ آباد پیدا

ہوے ۔ باپ کا سلسلہ نسب شیخ شہاب الدین مہروردی رحمہ اللہ تک اور ماں کا حضرت سید محمد گیسو دراز تک پہنچتا ہے ۔

مولانا نے تحصیل علم ظاہر کر کے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی ، اور آخری دور کے چشتی بزرگوں میں علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے لحاظ سے ممتاز ترین شخصیت اور اثر کے مالک ہوئے ۔ تصنیفات میں نظام العقائد مشہور فارسی رسالہ ہے ۔ لیکن آپ کی عالمانہ تحقیق پر مشتمل جو کتاب ہے ، وہ « فخر الحسن » نام سے موسوم ہے ۔ اس میں ازروی علم رجال یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت حسن بصری کا امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے استفادہ ایک تاریخی واقعہ ہے ۔ یہ کتاب رامپور کے کتاب خانے میں بھی موجود ہے ۔

آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۱۹۹ھ (۷ مئی ۱۸۸۵ء) کو دہلی میں انتقال کیا ، اور مہرولی میں خواجہ صاحب کی درگاہ کے دروازے کے پاس مسجد کے پیچھے دفن کیے گئے ۔

مولانا نصیرالدین عرف کالے صاحب ان کے پوتے تھے ، جن کا تذکرہ شاہ ظفر اور میرزا غالب کے حالات میں آتا ہے ۔

ملاحظہ ہو مفتاح : ۳۶ ، یل : ۱۲ ، تواریخ عجیبہ : ۲۹۱ ب بعد و تذکرہ های صوفیای چشتیہ ۔

ص ۲۰ سط ۱۰ ۔ « تحت الحنک » ۔ یہ عربی کا فقرہ ہے ۔ « تحت » کے معنی نیچے اور « حنک » بفتح حا و نون کے معنی ٹھوڑی کا نچلا حصہ ۔ « تحت الحنک » پگڑی کے اس حصے کو کہتے ہیں ، جو نماز کی حالت میں ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دوسری طرف پگڑی میں باندھ لیتے ہیں ۔ یہاں فرائضی کا مطلب « ڈھانٹا باندھ لینا » ہے ، تاکہ دیکھنے والے صورت نہ پہچان سکیں ۔

ص ۲۰ سطر ۱۲ - « فیض نہر » - واقعات دارالحکومت دہلی :
۲۳۵۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی نہر عام طور پر « نہر سعادت خان »
کہلاتی تھی - یہ سعادت خان کون تھے ، اور ان کے نام پر یہ نہر کیوں
مشہور ہوئی ، اس کا پتہ کچھ نہیں چلتا -

یہ نہر ۸۶۹۱ (۱۱۲۹۱) میں فردر شاہ خلجی کے عہد حکومت میں
خضر آباد سے سفیدون تک ، جہاں شاہی شکار گاہ تھی ، کھولی گئی تھی -
۸۹۶۹ (۱۵۶۱-۶۲) میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے
مرمت کرا کے اس کا نام « نہر شہاب » رکھا -

۱۰۴۸ (۱۶۳۸-۳۹) میں شاہ جہان نے پھر اس کی مرمت
کرائی اور سفیدون سے قلعہ معلی تک بڑھا دیا - (تاریخ ہندی : ۲۰ء ب
واقعات) پھر ۱۸۲۰ء میں حکومت انگریزی کی جانب سے مرمت ہوئی
اور بعد ازاں حفظان صحت کے اصول کے پیش نظر پاٹ دی گئی -

ص ۲۰ سطر ۱۸ - « جماعت سنگھ » - عبرت نامہ : ۶۲ الف میں
« جیت سنگھ » نام لکھا ہے اور اسے موضع سدامن کا فوجدار بتایا ہے -

ص ۲۰ سطر ۲۰ - « فیض اللہ خان زمیندار رامپور » سے مراد نواب
صید فیض اللہ خان بہادر پسر نواب سید علی محمد خان بہادر بانی ریاست
روہیل کھنڈ ہیں -

آپ ۱۱۴۶ (۱۷۴۳-۴۴) میں پیدا ہوئے - عہد نامہ لال ڈانگ
کے بعد ، جو رجب ۱۱۸۸ (ستمبر ۱۷۷۴ء) میں مرتب ہوا تھا ،
رامپور کی ریاست کے باضابطہ والی مقرر ہوئے - ۲۰ برس حکومت
کر کے پنجشنبہ ۱۷ ذی حجہ ۱۲۰۸ (یکم جولائی ۱۷۹۴ء) کو ۶۳ برس
۷ مہینے ۵ دن کی عمر میں انتقال کیا - یہ تاریخ انتقال خلیفہ معظم نے
جنگ نامہ دو جوڑا میں نظم کی ہے - امیر مینائی مرحوم انتخاب یادگار
میں پنجشنبہ ۱۸ ذی حجہ لکھتے ہیں -

نواب صاحب بڑے پرمیز گار ، رحم دل ، قدردان علم و فضل اور سیاستدان حاکم تھے ۔ ان کے عہد حکومت میں رامپور علما و مشائخ اور دوسرے اہل کمال کا ملجا و ماوی بن گیا تھا ۔ حافظ رحمت خان کی شہادت کے بعد جو روہیلہ سردار بھی رامپور آگیا ، اس کو خاطرخواہ تنخواہ دے کر اپنے یہاں بسالیا ۔ بحرالعلوم مولانا عبدالعلی فرونگی محلی اور شاہ عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہما کی پالکیوں کو کاندھا لگا کر شہر کے باہر سے لانا اس متقی رئیس کی زندگی کے مشہور واقعات میں سے ہے ۔ میرضیاء الدین عبرت دہلوی ، غلام علی عشرت بریلی ، جنہوں نے پداوت (اردو) لکھی ہے ، اور اردو زبان کا بہت بڑا شاعر قائم چاندپوری یہ اور دوسرے بہت سے ادیب انہیں کے عہد حکوف میں رامپور آئے اور رہے ۔ مفصل حالات کے لیے انتخاب یادگار امیر مینائی اور اخبار الصنادید ج اول ملاحظہ ہو ۔

ص ۲۰ سط ۲۱ - « رامپور » جام جہاں نما : ۶۲ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ سات دن تک رامپور میں مقیم رہا تھا ۔

ص ۲۱ سط ۱ - « بریلی » - جام جہاں نما میں خواجہ عین الدین کو آصف الدولہ کی جانب سے بریلی کا حاکم بنایا ہے اور اسی کے نذر پیش کرنے کا ذکر کیا ہے ۔

ص ۲۱ سط ۲ - « راجہ صورت سنگھ » - یہ نواب شجاع الدولہ کا بڑا معتمد اور معتبر دیوان تھا ۔ آصف الدولہ تخت نشین ہوئے اور مختار الدولہ کی کمان چڑھی ، تو صورت سنگھ کو « مہاراجہ بہادر » خطاب اور خلعت دیکر محمد بشیر خان کی جگہ فوجدار مقرر کیا گیا ۔ (عماد : ۱۲۲ ، تاریخ اودہ : ۶۶۳ ، عبرت نامہ : ۶۲)

الٹ : ۸ ، ۲۳ و ۳۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں صورت سنگھ اس خدمت سے برطرف کردے گئے تھے ۔ تاریخ اودہ : ۱۳۳۳ میں لکھا ہے کہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان اس کی برطرفی کا باعث ہوا تھا ۔

ص ۲۱ سط ۲ - « جنگن تاتہہ » عہاد: ۱۲۲ اور تاریخ اودہ : ۶۶۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار الدولہ نے اسے راجہ کا خطاب دلا کر آصف الدولہ کا دیوان مقرر کرا دیا تھا ۔

ص ۲۱ سط ۶ - « ہسٹنگس بہادر » فراقی نے آئندہ تین جگہ (صفحہ ۵۳، ۵۴، ۱۱۳) اس نام کو « ہسٹین » لکھا ہے، جو اس عہد کی فارسی تحریروں میں بالعموم استعمال ہوتا رہا ہے ۔ بعض اصحاب اس نام کو غلطی سے ” ہسٹین “ پڑھ لیا کرتے ہیں ۔

ہسٹنگس یا ہسٹین سے مراد ہندوستان کا بدنام گورنر جنرل وارن ہسٹنگز (Warren Hastings) ہے ۔ یہ اکتوبر ۱۷۷۴ء (شعبان ۱۱۸۸ھ) میں گورنر جنرل مقرر ہوا تھا ۔ فروری ۱۷۸۵ء (ربیع الآخر ۱۱۹۹ھ) میں انگلستان واپس بلا لیا گیا ۔ سرکار کمپنی کے مفاد کے خلاف کارروائیاں کرنے کے الزام میں فروری ۱۷۸۸ء میں اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا ۲۲ اگست ۱۷۸۸ء کو اس نے انتقال کیا ۔ (بکلبنڈ : ۱۹۳)

ہسٹنگز کی پالیسی ہندوستانی صالح عناصر کے صدا خلاف رہی ۔ روہیلوں کو اودہ والوں سے لڑا کر تباہ کرنے میں یہی حکمت عملی کام کرتی نظر آتی ہے ۔ خود آصف الدولہ اور اس کے اخلاف بھی اس زہر سے نہ بچ سکے، اور ہسٹنگز اور اس کے جانشینوں کے ہاتھوں اسی انجام تک پہنچ کر رہے، جسے دوسری ابھرتی ہوئی ہندی طاقتوں کا ہوا تھا ۔

ص ۲۱ سط ۱۰ - « کپتان اسکات » - اس سے جونینہن اسکات (Jonathan Scott) مراد ہے ۔ یہ وارن ہسٹنگز کا فارسی پیشکار تھا ۔ بنگال کی رایل ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام میں معاون و مددگار رہا۔ تاریخ فرشتہ کے اس حصے کا مترجم بھی ہے جو دکن کی تاریخ سے متعلق ہے ۔ الف بلہ کے فرانسیسی ترجمے سے انگریزی میں الف بلہ کا ایک ترجمہ بھی تیار کیا تھا ۔ ان کے علاوہ اور کئی فارسی کتابوں کا بھی مترجم ہے ۔

ہندوستان کے متعدد تاریخی اور جغرافیائی کتابوں کے لکھنے والوں نے اپنے دیباچوں میں اس کا ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہندوستانی اہل قلم کی عی ہمت افزائی کیا کرتا تھا ۔

۱۷۵۳ء میں پیدا ہوا - ۱۷۷۲ء میں ہندوستان آیا - ۱۷۷۸ء میں کپتان کا رینک پایا - ۱۷۸۵ء میں انگلستان واپس گیا - ۱۸۰۲ء سے ۱۸۰۵ء تک آراہم کالج میں مشرقی زبانوں کا استاد رہا - ۱۱ فروری ۱۸۲۹ء کو انتقال کر گیا - (بکلینڈ : ۲۷۹)

ص ۲۱ سط ۱۳ - « مہان » یہ اودہ کا وہی نصاب ہے جسے آج کل موهان کہتے ہیں - اردو کے مشہور غزل گو شاعر مولانا حسرت موهانی اسی نصاب کے رہنے والے ہیں -

ص ۲۲ سط ۱۶ - « در بندگی طلبیدہ » - تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب میں لکھا ہے کہ شاہ عالم نے افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد ہمدانی کی سرکشی کے تدارک کے لیے مہاجی سیندھیا کو مالوے سے لایا تھا -

مرآت آفتاب نما : ۳۶۸ الف سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود پٹیل نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضیاں لکھی تھیں کہ حضور والا آگرے تشریف لے آئیں ، تو میں باغیوں کی سرکوبی کرنے کے لیے حاضر ہوں -

کین (ص ۸۰) کہتا ہے کہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد آگرے سے پٹیل دہلی پہنچا ، اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خدمات پیش کیں -

میری دانست میں ان سب بیانیوں کے مقابلے میں فراقی کا بیان زیادہ فریں واقعات ہے - اسی کو ڈف نے تاریخ مرہٹہ : ۱۷۹۲ء میں اسکاٹ کے حوالے سے نقل کیا ہے -

ص ۱۲ سط ۵ - « شانز دہم سوال المعظم » فراقی سے اس جگہ مبینے کا نام لکھنے میں چوک ہو گئی ہے - صحیح ” شعبان المعظم “ ہے جیسا کہ خود اسی نے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے -

مرآة آفتاب نما : ۳۸۰ الف میں روانگی کی تاریخ ۳ رجب لکھی ہے مگر فراقی کے بیان کے سامنے اس کی صداقت پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ فراقی خود شریک صفر تھا -

ص ۲۴ سط ۸ - ” راو خوش حالی رام “ تنقیح ۲/۳۶ ب میں اسے راجہ جے پور کا دیوان بنایا ہے -

ص ۲۴ سط ۱۲ - ” سلیم چشتی “ - آپ ہندوستان کے مشہور چشتی صوفی ہیں - جہانگیر انہیں کی دعا کا نتیجہ اور انہیں کے نام سے موسوم تھا -

شیخ سلیم ۸۸۸۳ (۱۱۴۷) میں بمقام دہلی پیدا ہوئے - ” نجم معرفت “ تاریخ ولادت ہے - خواجہ ابراہیم چشتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور سیکری کے پاس ایک پہاڑی کو مسکن بنایا - ۲۷ رمضان ۹۷۹ (۱۳ فروری ۱۵۷۲) کو ۹۶ سال کی عمر میں انتقال کیا اور سیکری کی مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے - ” شیخ ناجی “ تاریخ وفات ہے - یہ مسجد خود جناب شیخ نے ۵ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی تھی - مزار کی عمارت جہانگیر کے عہد میں بنی ہے -

نورجہان کے شوہر شیرافگن خان کے ہاتھ سے جو قطب الدین خان نامی سردار قتل ہوا تھا ، وہ ان کا بیٹا ، اور اسلام خان جو عہد جہانگیری میں بنگال کا گورنر تھا ، ان کے دوسرے بیٹے شیخ بدر الدین کا بیٹا تھا -

تاریخ محمدی : تحت سنہ ۹۷۹ - مفتاح : ۱۸۲ ، بیل : ۳۴۸ - ان کے علاوہ صوفیوں کے حالات پر مشتمل تذکرے اور عہد اکبری سے متعلق تاریخیں ملاحظہ کیجئے - یہاں یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ شیخ کی عمر میں اختلاف ہے - صاحب تاریخ محمدی کی رائے یہ ہے کہ ۸۲ برس کی عمر پائی - دوسرے مورخ ۹۶ اور ۹۵ بھی بتاتے ہیں -

ص ۲۴ سط ۲۰ - « يك لك سوار و پیاده » - فرینکلن : ۱۲۶ ،
نے ۳۰ ہزار کی تعداد ظاہر کی ہے ۔

ص ۲۵ سط ۱ - « باہد گر ملاقاتہا کردہ » - ڈف نے تاریخ مرہطہ :
۱۸۲۲ء میں لکھا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۲۷ء (۷ ذی حجہ ۱۲۴۸ھ)
کو ان دونوں سرداروں کی ملاقات ہوئی تھی ۔

فرینکلن : ۱۲۹ لکھتا ہے کہ یہ ملاقات نومبر میں ہوئی تھی اور
اسی ملاقات کے دن سیندھیا کے چلے آنے کے بعد زین العابدین خان نے
افراسیاب خان کو قتل کرایا ۔

ص ۲۵ سط ۵ - « ہندھم ذی حجہ سال مذکور » یہ تاریخ مطابق
ہے یکم نومبر ۱۸۲۷ء کے ۔

ص ۲۵ سط ۱۴ - « مدھویگ » - فرینکلن : ۱۲۹ میں بھی یہی نام
بتایا گیا ہے ۔ تاریخ هنری : ۱۳۰ الف میں « ملازم زین العابدین خان »
لکھا ہے ۔ تاریخ مظفری : ۲۰۵ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل نے زین
العابدین خان کے حکم سے افراسیاب خان کی ملازمت کر لی تھی ۔

ص ۲۶ سط ۱ - « علی گڈھ » فرینکلن : ۱۱۸ میں ہے کہ افراسیاب
خان نے محمدالدولہ کو اکبر آباد کے قلعے میں قید کر دیا تھا۔ تاریخ فرخ آباد
۱۲۵ الف بھی اسی کی موبد ہے کہ ۱۱۹۰ - سے اس کا قیدخانہ اکبر آباد
تھا ۔ مگر فرینکلن نے ص ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ قلعہ دار میرٹھ سے باز
باز کر کے محمدالدولہ اپنے داماد قطب الاولہ سمیت قید سے نکل خدمت شاہ
میں حاضر ہو گیا ، جس کا یہ مطالب ہے کہ ان کا قیدخانہ علی گڈھ کی جگہ
میرٹھ کا قلعہ تھا ۔

تاریخ مظفری : ۲۰۵ الف سے معلوم ہوتا ہے کہ افراسیاب خان
کول اور سکندریہ کے اضلاع کا جاگیردار تھا ۔ اس حالت میں قلعہ دار
میرٹھ کے پاس محمدالدولہ کو قید کرنے کے معنی سمجھ میں نہیں آتے ۔
وہا اکبر آباد میں مقید ہوا تو یہ افراسیاب خان کے مارے جانے کے بعد کا
واقعہ ہے ، جیسا کہ خود فراقی نے آئندہ لکھا ہے ۔

میرا خیال ہے کہ یہاں فرینکلن سے چوٹ ہو گئی ہے اور اس نے ظلمی سے علی گڑھ کی جگہ میٹھ لکھ دیا ہے ۔

ص ۲۶ سط ۱۸ - « شجاع دل خان » مرآت آفتاب ما : ۳۶۸ الف میں « شجاعت دل خان » ہے ۔ چونکہ فرینکلن : ۱۳۱ میں بھی وہی نام ہے جو فرائی نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منوں لال کے شاہ نامہ میں ہی اس طرح ہوگا جو فرینکلن اور فرائی دونوں کا اہم ماخذ ہے ۔

مرآت آفتاب ما : ۲۶۸ ب سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۲۷ جلوس میں شجاع دل خان نے آگرے کا قلعہ پٹیل کے حوالے کر دیا ۔ پٹیل نے اسے اور افراسیاب خان کے بھائی جہانگیر خان کو گوالیار کے قلعے میں قید کر دیا ۔

ص ۲۱ سط ۲۰ - « محصورش نیارود » ۔ فرینکلن : ۱۳۱ میں مراحت کی ہے کہ عبداللہ قطب الدولہ کے ساتھ حضور شاہ میں حاضر ہوا ، تو شجاع دل خان نے راجہ دیارام کی مدد سے بادشاہ کو اس پر آمادہ کیا کہ اسے دربار میں جگہ نہ دیں ، مگر بادشاہ نے ایک نہ مانی اور ناراض ہو کر عبداللہ کے ہمراہ دہلی کی طرف روانہ ہو گیا ۔

ص ۲۷ سط ۱ - « مطمئن بودند » فرینکلن کا بیان اس کے برخلاف ہے ۔ وہ یہ بتاتا ہے (ص ۱۳۲) کہ بادشاہ نے اپنے بال بچے اس لیے شجاع دل خان کی زیر حفاظت چھوڑے تھے کہ اسے بادشاہ کے متعلق موعظن نہ پیدا ہو جائے ۔

ص ۲۷ سط ۶ - « بیست و نہم ذی حجہ » - یہ ۱۳ نومبر ۱۷۸۳ء کے مطابق ہے ۔

ص ۲۷ سط ۹ - « میرزا جنگلی » ان کا پورا نام مع خطاب « عبداللہ مبارز الملک مرزا شہامت علی خان بہادر ظفر جنگ » ہے ۔ نواب آصف الدولہ کے انتقال پر ابراہیم بیگ افسر توپخانہ اور عبدالرحمن خان

قندھاری کے بھروسے پر منصب و زاونت کی امید باندھ کر بھویگم صاحبہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ میرا ساتھ دین، تو سند مستحکم ہو جائے۔ مگر وہ راضی نہ ہوئیں اور انہیں اس ارادے سے باز رہنا پڑا۔ (عماد : ۱۶۶، نوارنج اودہ : ۱۳۵'۱ -)

نواب سعادت علی خان برسر اقتدار آئے تو انہیں لکھنؤ چھوڑنا پڑا۔ یہاں سے نکل کر یہ میرزا نجف خان کے لشکر میں پہنچے۔ میرزا کے بعد افراسیاب خان کے ساتھ رہے۔ اس کے مارے جانے کے بعد پٹیل کا ساتھ دیا۔ بعد ازاں لکھنؤ واپس گئے اور کچھ دن گزار کر عظم آباد (پٹنہ) کا رخ کیا اور وہیں سپرد خاک ہو گئے۔

نواب امین الدولہ مبین الملک میرزا جلیل الدین خان بہادر ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو، جن کا ذکر فراقی کے یہاں صفحات ۸۴ و ۸۵ پر آیا ہے، میرزا جنگلی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ لکھنؤ سے لے کر عظم آباد تک ہر جگہ بھائی کے ساتھ ہی رہے۔ (تاریخ اودہ : ۳۰۵'۲ و ۱۵۰'۳ -)

ص ۲۷ سط ۱۵ - « دو شنبہ غر : محرم » ۱۵ نومبر ۱۷۸۴ء کے

مطابق ہے۔

الحمد لله کہ پہلے دفتر کی تشریحات ختم ہو گئیں

اشارية

۱- اشخاص و اقوام

(الف)

آباد، دبی رام : ۱۳۳ -

آباجی کھنڈر : ۲۷، ۳۳، ۳۷، ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۴۷، ۵۱، ۵۸، ۶۹، ۷۰، ۷۳، ۷۹ -

۸۱، ۹۳، ۱۰۰، ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۸، ۱۴۰ -

آرام، پریم ناتھ : ۹ -

آصف جاہ : ۴ -

آصف الدولہ محمد یحییٰ خان بہادر وزیر جنگ وزیر الممالک : ۱۳، ۲۱ -

آفتاب — شاہ عالم -

آنندراو ترسی : ۳۳، ۳۷، ۴۲، ۵۱، ۶۲، ۷۸، ۹۵، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۱۲ -

احسن، سید احسن اللہ (احسن اللہ شاہ) : ۶۲، ۱۰۹ -

احمد خان : ۵۴ -

احمد خان بنگش : ۷ -

احمد شاہ بادشاہ : ۳، ۴ -

احمد علی خان ہلٹن والا : ۱۰۵، ۱۲۳ -

ارسلان جنگ : ۵۰ -

اسکانٹ (Scott)، کپتان : ۲۱ -

اصمیل بیگ : ۸ -

اشرف الدولہ — افراشیاب خان -

اعتقاد الدولہ — اطافت علی خان -

افتخار الدولہ — محمد بیگ خان ہمدانی -

افراشیاب : ۷۰ -

افراشیاب خان بہادر ثابت جنگ، اشرف الدولہ : ۳، ۱۱—۱۶، ۱۸، ۱۹

۲۲—۲۶، ۳۰، ۳۲، ۳۵، ۵۴، ۸۳، ۱۲۱، ۱۲۹ -

افراسیابی، افراسیابیان : ۲۵، ۲۷، ۳۲، ۵۳، ۵۵، ۵۹، ۶۲، ۶۳، ۶۹، ۸۶
- ۹۳، ۹۵ -

افغان : ۱۱۷، ۱۲۶ -

اکرم، میر : ۱۳۱ -

الہ یار بیگ خان : ۵۹، ۱۲۹ -

امامی، حکیم : ۵۳ -

امامین، علیہما السلام — حسنین علیہما السلام -

امیرالامرا — نجف خان -

امیرالدوا — زین العابدین خان -

امین الدولہ — میرزا مینڈھو -

افواجی مرہٹہ : ۳۲، ۳۷، ۵۰، ۵۸، ۵۹، ۶۳، ۷۳، ۸۷، ۹۳، ۹۵، ۱۰۶ -

۱۳۳ — ۱۳۶، ۱۳۰، ۱۳۱ -

انجم خیل — سکدھوروار سینڈھیہ -

اندرسن (Anderson) فرنگی : ۱۱۳ -

افندی بائی : ۵۱، ۷۳، ۱۱۳ -

انوپ گر، مہاراجہ — مہت مہادر -

انوری : ۶۱، ۶۷ -

اورنگ زیب — عالمگیر -

اہل جنوب — جنوبی -

ایٹھل راور مرہٹہ : ۵ -

(ب)

بایو با : ۷۹، ۱۰۰، ۱۲۳ -

بایوجی ملہار : ۶۳، ۶۵، ۶۹، ۷۱ — ۷۳، ۷۵، ۷۸، ۸۳، ۹۲، ۹۵، ۱۰۰، ۱۲۲ -

۱۳۱، ۱۳۳ -

بالاجی : ۶۷ -

بختاور سنگھ : ۷۰ -

بخت سنگھ کنور : ۸۰، ۹۱، ۹۵، ۱۲۱ -

بدن سنگھ، مہندر : ۱۰۳ -

- برامه : ۱۱۰ -
 برٹ، بخشى : ۱۱۳ -
 برجندر - سجان سنگھ
 برون (Browne) فرنگى، ميجر : ۳۷، ۴۰، ۷۷، ۳، ۱، ۱۳۵ -
 بنجاره : ۳۳ -
 بىرم خان : ۶۹ -
 بيسلجى : ۶ -
 بينى رام : ۷۴ -

(۵)

- بھاو پنڈے : ۵۲ -
 بھگيل سنگھ : ۵۰، ۱۱۳ -

(پ)

- بادشاہ قلى - نجف قلى خان -
 پائيتان جنوب : ۶۵ •
 پٹيل - مادھوراو سيندھيہ -
 پرتاپ سنگھ، ماسچھڑى، راور راجہ (مہارار راجہ) : ۳۷، ۳۹، ۴۰،
 ۵۸، ۶۴، ۷۰، ۷۱، ۸۷، ۸۹، ۹۴، ۹۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۳۳،
 ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۳ -
 پرتاپ سنگھ، بہادر، مہاراجہ دھراج راج راجندر سواى : ۳۲، ۳۷،
 ۷۹، ۸۲ -
 پرتهى اندر - جواہر سنگھ -
 پریم کشور فراقى، کنور : ۱، ۳، ۱۵، ۲۶، ۷۶، ۹۷، ۱۴۳ -
 پریم ناتھ - آرام -
 پسر حيدر نايك - ثيو شاہ -
 پسند، آغا : ۸۱، ۹۸ -
 پول (Pau'y) فرنگى : ۱۶، ۱۷ -

(ت)

- تاج محل بیگم : ۱۹ -
 تاثیر اصفہانی ، میرزا محسن : ۶۰ -
 تارا سنگھ غیبہا : ۹۱ -
 تغلق سلطان بیگم ، شاہزادہ : ۴۰ -
 تکو جی ہالکر : ۶ -
 تلنگہ : ۱۲۱ -
 تلیر فرنگی ، نصرت الدولہ بہادر : ۵۱ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰ -
 "تھرلنگ" — تھور گورگان : ۳۳ ، ۱۲۳ -

(ٹ)

ٹیپو ، شاہ : ۸۰ -

(ث)

- ثابت خان : ۲۰ -
 "ٹمرو (Summer, Sombre) فرنگی : ۱۴۳ -

(ج)

- جاٹان : ۹ -
 جہا سنگھ : ۱۱۷ -
 جگت اندر — رتن سنگھ -
 جگن ناتھ ، راجہ : ۲۱ -
 جلیل الدین خان بہادر — مینڈو -
 جماعت سنگھ گوجر : ۲۰ -
 جم ، جمشید : ۹۸ ، ۹۷ ، ۱۲۹ -
 جنگلی ، میرزا : ۲۷ -
 جنوبی ، جنوبیان ، جنوبیہ : ۷ ، ۸ ، ۲۵ ، ۲۸ ، ۳۰ ، ۳۱ ، ۳۷ ، ۵۰ ، ۵۵ ، ۵۹ ،
 ۶۳ ، ۶۹ ، ۷۷ ، ۸۳ ، ۸۷ ، ۹۴ ، ۱۰۶ ، ۱۰۸ ، ۱۱۱ ، ۱۱۳ ، ۱۱۵ ، ۱۳۱ ،
 ۱۳۲ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ -
 جوان بخت — جہاندار شاہ -
 جواہر سنگھ ، پرتھی ابندر : ۱۰۳ -

- جوراج ، گو بند انند منبت : ۳۷ ، ۵۹ ، ۶۳ ، ۶۵ ، ۱۳۳ -
 جهاندارشاه ، ابو الفتح محمد معزالدين : ۴ -
 جهاندارشاه ، صاحب عالم ميرزا جوان بخت : ۶ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۹ — ۲۲ ، ۵۳ -
 جے سنگھ سوای : ۱۰۸ -
 جبواجی پنڈت : ۴۰ -
 جیون خان بہادر : ۴۰ ، ۶۴ -

(ج)

- چتر بہوج ، راور : ۸۲ ، ۸۵ ، ۱۱۱ -

(ح)

- حافظ شیرازی ، شمس الدين خواجہ : ۲۵ ، ۶۱ -
 حامی الدين — شاه عالم -
 حسام الدولہ : ۷ ، ۸ -
 حسنین علیہما السلام : ۱۸ ، ۲۸ ، ۳۲ -
 حیدر علی خان افراسیابی : ۳۵ -
 حیدر نایک : ۱۰۸ -

(خ)

- خادم حسین خان : ۳۴ ، ۳۵ ، ۵۴ ، ۶۴ ، ۸۳ ، ۸۵ ، ۸۶ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۱۱۵ ، ۱۲۰ ، ۱۲۹ -
 خاقانی : ۶۱ -
 خضری : ۱۰۷ -
 خواہر پٹیل — انندی بانی -
 خوشحالی رام ، راور : ۲۴ ، ۲۷ ، ۳۷ ، ۸۲ -
 خوش دل ، ترسنگداس : ۷ -
 خیر علی خان بہادر : ۱۰۸ ، ۱۲۱ -

(د)

- دارا شکوہ ، محمد : ۱۶ -
 دتو جی : ۱۲۸ -
 درد ، خواجہ میر : ۱۰۶ -

دکھنی - جنوبی -

دلارام کافر ۱۳۵ -

دودراج مہنت : ۵۰ -

دیوارام بہادر ، راجہ : ۱۳۳ ، ۱۳۴ -

دیوی رام — آباد -

دیس مکھہ : ۱۱۵ -

(ذ)

ذوالفقار خان : ۱۱۱ ، ۱۲۵ -

ذوالفقار الدولہ — بھف خان -

(ر)

راجپوت ، راجپوتان ، راجپوتہ : ۱۱ ، ۲۵ ، ۳۱ ، ۳۸ ، ۵۰ ، ۷۱ ، ۸۵ ، ۹۲ ، ۹۹ ، ۱۱۱ -

رادھا ، رادھکا : ۱۳۶ ، ۱۳۷ -

رام چندر گنیش : ۶ -

رامرتن مودی سرکار ، رامے : ۳۸ ، ۵۸ ، ۱۳۳ -

رامڑو : ۱۲۸ -

رام سیوک : ۱۳۱ -

رام نراین : ۳۸ ، ۵۸ ، ۷۵ ، ۱۱۱ ، ۱۳۳ -

رانے خان بہائی : ۳۲ ، ۳۳ ، ۸۰ ، ۱۰۰ ، ۱۰۳ ، ۱۱۵ ، ۱۲۰ ، ۱۲۷ ، ۱۳۲ -

راو راجہ ، راو مایچھڑی — پرتاپ سنگھ مایچھڑی -

رایا جی پٹیل : ۳۰ -

رتن سنگھ : ۱۲۶ -

رتن لال (لعل) : ۳۷ ، ۵۰ ، ۶۹ ، ۷۹ ، ۸۰ ، ۸۲ ، ۸۷ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۳ ، ۱۱۱ ، ۱۱۹ -

۱۳۲ ، ۱۳۳ ، ۱۳۴ -

رحیم بیگ ، یرزا : ۳۲ ، ۱۱۵ -

رحیم خان بہادر : ۸۵ -

رستم : ۷۳ -

رستم خان : ۱۱۷ -

رہوا : ۱۱۶ -

(۲۷۷)

رجیت سنگھ ' راجہ : ۳۲ ' ۳۷ -

روپ زام برہمن : ۱۳۷ -

روہیلہ : ۱۲۱

(ز)

زین العابدین خان ' ایرالدولہ : ۱۷ ' ۲۵ ' ۲۶

(س)

سیہدار جنوب — مادھوراو سیندھیہ -

سداشکر ناگر : ۶۷ ' ۶۸ -

سرمد : ۵۷ -

سعدی شیرازی ' شیخ مصباح الدین : ۳۹ ' ۷۶ -

سکندر : ۱۰۸ -

سکھان : ۱۰ ' ۱۱ ' ۳۳ ' ۳۸ ' ۵۰ ' ۶۳ ' ۷۲ ' ۷۴ ' ۷۶ ' ۸۷ ' ۸۸ ' ۹۰ ' ۹۲

۱۱۳ ' ۱۱۷ ' ۱۲۶ ' ۱۲۷ ' ۱۲۹ ' ۱۳۰ ' ۱۳۵ ' ۱۳۶

سلطان سنگھ : ۵۹ -

سلیم چشتی : ۲۳ ' ۳۰ ' ۳۶ ' ۱۳۴ -

سلیمان خان : ۲۷ ' ۱۳۴ -

سلیمان شکوہ ' شاہزادہ عالم ' میرزا : ۱۷-۱۹ -

سید سیدالشعرا ' غالب علی خان ' میرمنشی : ۹۰ ' ۹۱ ' ۷۷ -

سید محمد خان ' صاحبزادہ : ۱۲۹ ' ۱۳۱ ' ۱۳۲ -

سیف الدولہ ' نجف قلی خان -

سیف الدین محمد خان : ۷ -

(ش)

شاد دل خان : ۱۱۷ ' ۱۲۶ ' ۱۲۹ -

شاہ جہان ' حضرت : ۱۶ ' ۱۰۹ -

شاہ جہان ثانی : ۵ ' ۶ -

شاہزادہ ولی عہد — جہاندار شاہ -

شاہ عالم : ۳-۶ ' ۶۱ ' ۶۷ ' ۶۸ ' ۷۷ ' ۹۷ ' ۱۳۴ -

شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی خلد منزل، ابوالنصر قطب الدین محمد : ۳ -
 شجاع دل خان المعروف بہ خانسامان : ۲۶، ۵۲، ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۳ -

شجاع الدولہ، وزیر الممالک : ۲۷، ۴ -
 شفیع خان — محمد شفیع خان -
 شکر ناتھ بہادر، راجہ : ۳۱ -
 شہدای کر بلا : ۳۲ -
 شیورام داس : ۱۳، ۱۵ -

(ص)

صدیق بیگ خان : ۱۳۴ -
 صفدر جنگ : ۸ -
 صمصام الدولہ — ملک محمد خان -
 صورت سنگھ، راجہ : ۲۱، ۱۳۵ -

(ض)

ضابطہ خان : ۷—۹، ۹۲ -

(ط)

طالب علی خان خواجہ سرا : ۷۴، ۱۳۹

(ظ)

ظفر باب خان شہرہ : ۱۳۴ -

(ع)

عالمگیر بادشاہ غازی خلد مکان، ابوالمظفر محبی الدین محمد اورنگ زیب :
 ۳، ۱۰۹ -

عالمگیر ثانی عرش منزل، عزیز الدین : ۳، ۵، ۱۷ -
 عالی گہر — شاہ عالم -
 عبدالاحد خان — محمد الدولہ -
 عبدالرحمن، حافظ : ۱۴۱ -
 عبدالرحمن خواص : ۲۰ -

- عبدالمجید خان : ۱۳ -
 حرش منزل — عالمگیر ثانی -
 عزیزن ملکہ عالم : ۱۱۶ -
 عطاء اللہ خان بہادر خانسامان مولوی : ۳۳ ' ۱۱۱ ' ۱۱۵ -
 علی اکبر خان بہادر ، مکرم الدولہ : ۱۹ — ۲۱ -
 علی مردان خان : ۵ -
 عماد الدولہ — ہسٹینگس بہادر -
 عماد الملک فیروز جنگ غازی الدین خان : ۳ ' ۵ -
 عمر خیام بيشاپوری : ۱۰۳ -

(غ)

- غلاب علی خان — سید -
 غلام مرتضیٰ خان بڑیچ : ۵۴ -

(ف)

- فارسی : ۶۲ -
 فخر الدین ، مولوی : ۲۰ -
 فراقی — پریم کشور کنور -
 فرخندہ بخت ، بیرزا : ۱۰ -
 فردوس آرامگاہ — محمدشاہ -
 فردوس آستانی — شاہ جہان -
 فردوسی : ۷۰ -
 فرزند عالی جاہ — مادھو راو سیندھیر -
 فرنگی — برون ، مہجر -
 فضل علی خان ، میر : ۷۵ -
 فلاطین : ۶۶ -
 فیاضی ، ابوالفیض : ۱۲۳ -
 فیروز شاہ : ۱۷ -
 فیض اللہ خان زمیندار رامپور : ۳۰ -

(۲۲۰)

(ق)

- قارون : ۶۹ -
- قاسم خان : ۱۳۳ -
- قطب، قطب الدوله، قطب الدين خان : ۱۱، ۲۳، ۲۶ -
- قلندر بيك خان : ۳۸ -
- قمرالدين خان : ۱۴، ۱۵ -

(ك)

- كانهجي : ۱۳۹ -
- كئاره برهن : ۱۳۷ -
- كچهوايه : ۵۰ -
- كرشن : ۱۳۶، ۱۳۷ -
- كريم قلى خان : ۶۳، ۷۷ -
- كشورى : ۳۷ -
- كلانوت : ۵۰، ۵۳ -
- كلو خواص، محمد يعقوب خان : ۱۵ — ۱۷، ۷۷، ۱۱۳ -
- كېكاؤس : ۱۰۴ -

(گ)

- گلزار خواجه : ۳۵ -
- گنگا پرشاد : ۱۱۳ -
- گوینداند — جوراج -
- گو بندرام، راجه : ۲۱ -
- گو بندلال : ۹۳ -
- گو جر، گوجران : ۳۰، ۳۳، ۳۸، ۹۰ -

(ل)

- لطافت على خان خواجه سرا، اعتقاد الدوله : ۱۳، ۱۵ — ۱۷، ۱۹ -
- لطيف، مير : ۱۸ -
- لكهه دھير سنگهه، راجه : ۵۹، ۶۳ -

مادھو راو، سوامی : ۳۹، ۷۴ -

مادھو راو پیشوا : ۱۱۴ -

مادھو راو بہادر، سیندھیہ، پٹیل : ۴، ۲۲، ۲۳، ۲۷، ۳۰، ۳۵، ۳۷، ۴۰ -

۳۲، ۳۸، ۵۰، ۵۸، ۶۰، ۶۲، ۷۵، ۷۷، ۷۹، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۸۸ -

۹۳، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳ -

۱۲۷، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۴۲ -

مارپلٹن : ۵۶، ۸۴ -

مبارک محل، نواب : ۵۳، ۵۴، ۱۱۱ -

مجاہد بن حسین، میر : ۱۲۶، ۱۲۸ -

مجدالدولہ عبدالاحد خان : ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۳۳ -

محمد بیگ خان ہمدانی، افتخار الدولہ : ۱۲، ۱۶، ۱۹، ۲۲، ۲۴، ۳۲ -

۳۶، ۵۰، ۵۸، ۶۴، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۹۲ -

محمد حسن مغل مشنوی خوان : ۶۹ -

محمد زمان بین نواز : ۳۴ -

محمد شاہ، فردوس آرامگاہ : ۴، ۸، ۱۰، ۹ -

محمد شفیع خان بہادر ذوالفقار جنگ، امیرالامرا بخشی الممالک ناصر

الدولہ رستم دوران میرزا : ۱۲، ۱۹ -

محمد وارث : ۱۴۰ -

محمد یحیی خان بہادر مہر جنگ — آصف الدولہ -

محمد بمقیوب خان — کلو خواص -

مختار السلطنہ — مادھو راو سیندھیہ -

مدھویک : ۲۵ -

مرتضی خان بڑیچ : ۶۷، ۱۳۱ -

مرتضی خانیان : ۹۴ -

مرچ گو : ۳۵ -

مرشد زادہ — جہاندار شاہ -

مرشد زاده — سلیمان شکوه -

مرهقه : ۸ ' ۱۳۸ -

مسلمین : ۸ ' ۱۰۸ -

مظفر جنگ : ۷ -

مقلبه : ۲۷ ' ۵۱ ' ۷۵ -

مغول : ۳۷ ' ۳۲ ' ۵۰ ' ۵۶ ' ۵۹ ' ۸۹ -

ملك محمد خان مصاصم الدوله : ۳۵ ' ۵۰ ' ۶۵ ' ۷۱ ' ۸۵ ' ۹۲ ' ۹۹ -

ملکه عالم — عزیزن -

منظور علی خان بهادر، نواب ناظر : ۳۳ ' ۹۸ ' ۱۱۷ ' ۱۳۹ ' ۱۴۲ -

منون لال، راجه : ۱۳۴ -

منیر الدوله : ۶۴ -

منیر علی، میر : ۷۵ -

موسی درسن فردگی : ۱۳۹ -

مهاراو راجه — پرتاپ سنگهه -

مهاراجه دهراج — پرتاپ سنگهه -

مهربان خان : ۱۳۱ -

مهند — بدن سنگهه -

میان صاحب : ۵۵ ' ۵۶ ' ۹۵ ' ۱۲۲ -

میرزا — نجف خان -

میرزا میثو، معین الملك، امین الدوله جلیل الدین خان بهادر، میرآتش عرف :

۸۴ ' ۸۵ -

میندها سنگهه : ۵۶ ' ۸۴ -

میواتی : ۱۰۰ ' ۱۰۶ ' ۱۲۴ -

(ن)

ناصر الدوله — محمد شفیع خان -

ناگر — سداشکر -

نجف خان بهادر، بخشی الملك ذوالفقار الدوله، میرزا : ۸ ' ۱۰ ' ۱۴۳ -

۱۷ ' ۱۸۵ ' ۱۰۱ ' ۱۴۴ -

محجف قلی خان ، بخشى المالك، سيف الدوله : ۱۱—۱۳ '۱۶ '۱۹ '۲۲ '۲۳
'۳۳ '۴۳ '۴۵ '۷۳ '۸۸ '۹۱ '۹۲ '۱۱۳ '۱۳۳ '۱۳۹ '۱۴۰ '۱۴۲ '۱۴۳
- ۱۴۳

بخشى : ۳۷ '۱۳ '۳۲ '۵۳ '۵۵ '۶۲ '۸۵ '۸۶ '۸۹ '۹۰ '۹۱ '۱۰۵ -
'عجب الدوله' اميرالامرا : ۶—۸ -

تراین داس، راجه : ۱۴ '۲۶ '۲۷ '۳۲ '۳۵ '۳۹ '۳۲ '۳۳ '۳۵ '۵۸
'۴۰ '۸۲ '۸۹ '۹۰ '۱۰۸ '۱۱۱ '۱۲۰ '۱۲۶ '۱۲۸ '۱۲۹ '۱۳۵ -
روستگ داس — خوشدل -

نظام الدين شاه : ۳۲ '۵۶ '۹۵ '۹۷ '۱۱۲ '۱۲۲ -

نظامى فنى : ۲۹ -

نظيرى : ۶۷ -

ندرام بخشى : ۵۰ '۸۲ '۹۳ '۱۱۱ -

ندكشور : ۱۴۴ -

ننه خان عرب : ۱۲۱ -

نواب ناظر — منظور على خان بهادر -

نواب وزير — آصف الدوله -

نوشيروان : ۶۸ -

نول سنگهه جاٹ : ۶ -

(و)

وحشى : ۹۶ -

وزير الممالك — آصف الدوله -

ولى عهد خلافت — جهاندارشاه -

(۵)

هاتقى : ۱۰۶ -

هرچند کشور : ۱ -

هرتراین : ۳۸ '۱۱۱ '۱۴۴ -

هشئين، هشينگس بهادر جلادت جنك، اميرالمالك عمادالدوله گورنر مسٹر:

- ۲۱ '۵۳ '۷۷ '۱۱۳ -

هلاکو : ۶۸ -

همت بهادر ، مبارجه : ۲۶ ، ۲۷ ، ۳۵ ، ۳۷ ، ۳۹ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۵ ، ۴۷ ، ۵۱

۵۵ ، ۵۶ ، ۵۹ ، ۶۲ ، ۶۳ ، ۸۰ ، ۸۲ ، ۸۹ ، ۹۰ ، ۹۷ ، ۱۰۱ ، ۱۱۱ ، ۱۲۶ ، ۱۲۸

۱۲۹ ، ۱۳۳ ، ۱۴۱ -

مدانی — محمدیگ خان -

هندی ، هندیان : ۵۷ ، ۶۲ ، ۶۶ ، ۱۳۱ -

هنود : ۱۳۶ -

هوشدار خان بهادر : ۱۴۱ -

(ی)

یرکھیان : ۱۳۶ -

۲۔ مقامات و دریا

(الف)

آگرہ : ۳، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۸، ۲۲—۲۳، ۲۶، ۲۷، ۳۵، ۳۶، ۴۵، ۴۶، ۵۴، ۶۳، ۷۳، ۸۳، ۸۸، ۹۰، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۳۰، ۱۴۳ -

- اجین، دارالفنح : ۷۵ -
- اسلام آباد — منہرا -
- اکبر آباد — آگرہ -
- الور : ۴۰ -
- الہ آباد : ۶ -

(ب)

بالا ہیڑی : ۳۷، ۵۳، ۵۵، ۵۹، ۶۲—۶۵، ۷۲، ۷۴، ۸۰، ۹۹ -
 برجیندر پور — کمبھیر -
 بوندہ : ۸۸، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۱ -
 بریلی : ۲۱ -
 بک لہرہ (؟) : ۹۰ -
 برفداین، بنداين : ۷۳، ۱۳۱، ۱۴۲ -
 بنگالا : ۱ -
 بیانہ : ۳۷ -

(ۛ)

بہاور : ۳۷، ۳۸، ۴۰، ۴۱، ۷۸، ۸۳ -
 بہانوکھر : ۱۳۷ -
 بھج، موضع : ۹۰ -
 بہرت پور : ۳۲، ۳۷، ۳۸، ۴۱، ۴۶، ۷۱ -
 بہیلہ : ۷۴ -

(۲۲)

(ج)

جہیزولی : ۸۷

(ج)

چنبل : ۴، ۲۳، ۷۴، ۷۷ -

چندوسی ۱۳۵، ۱۳۲ -

(ح)

حصار : ۳، ۱۳۳ -

حوہلی اسمعیل بیگ : ۸ -

حوہلی علی مرہان خان : ۵ -

حوہلی قمر الدین خان : ۱۳، ۱۵ -

حوہلی محمدالدولہ : ۱۳، ۲۳ -

حوہلی وانساہ (۹) : ۵۳ -

(خ)

خضر آباد : ۱۶

(د)

دارالخلافہ — دہلی -

درگاہ سلیم چشتی : ۴۶ -

دکن، دکن : ۴، ۶ — ۸، ۳۶، ۴۰، ۴۵، ۸۲، ۹۴، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۱،

۱۲۲ -

دوآبہ : ۹۱ -

دہلی : ۳، ۴، ۶ — ۸، ۱۶، ۱۹، ۲۳، ۳۴، ۴۶، ۴۸، ۵۰، ۵۲ — ۵۴، ۹۴،

۷۱، ۷۳، ۷۶، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۰۹، ۱۱۳،

۱۲۰، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۳ — ۱۳۵، ۱۴۴ -

دہلی دروازہ : ۱۰۲، ۱۳۳ -

دیارشرقی — مالک شرقی -

دیر : ۴۱ -

(۲۲۸)

دېك، دېگه، دېگه : ۹، ۱۸، ۱۹، ۳۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۸۰، ۸۳، ۸۳، ۸۷ —
۹۴، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۳ -

(۵ د)

دهرليور : ۹، ۱۲، ۲۴، ۷ -

(د)

رام باغ : ۹۰، ۱۲۰ -

رامپور : ۲۰ -

رام کڅه : ۳۷، ۵۳، ۵۵، ۵۶، ۸۵، ۹۲، ۹۹ -

رحيم کڅه : ۸۵ -

روپ نگر : ۱۳۶ -

ريوازي : ۷۲ -

(مس)

سياهان (اصفهان) : ۱۲۸ -

سکرتال : ۷ -

سنبه : ۱۳۰ -

سنگيت، موضع : ۱۳۷

سولونه : ۱۳۱ -

سبدپور، موضع : ۲۷، ۳۰، ۱۴۴ -

(ش)

شاه برج : ۱۳۲ -

شاه پوره : ۱۰۲ -

شاه پور دروازه : ۱۴۲ -

شاه جهان آباد — دهلي -

شاه جهان پور : ۲۱ -

شاه مردان : ۱۲ -

(ط)

طوس : ۱۰۴ -

(۲۲۹)

(ع)

- عرب سراى : ۱۲۱ -
- مظيم آباد — پٹنه
- على گڈھ : ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۳۳ ، ۵۳ -
- على نگر : ۱۲۵ -

(غ)

- غوث گڈھ : ۹ -

(ف)

- فتحپور سيکری : ۲۲ ، ۲۷ ، ۳۰ ، ۱۲۲ -
- فرخ آباد : ۷ ، ۹ -
- فرنگ : ۹ -
- فیروز آباد : ۳۵ -
- فیض پور : ۲۰ -

(ق)

- قلعہ سادات — کوٹله سادات -
- قلعہ اکبر آباد : ۲۳ -
- قلعہ الور : ۳۰ -
- قلعہ بھرت پور : ۳۲ -
- قلعہ دیر : ۳۳ ، ۳۷ -
- قلعہ دھولپور : ۹ -
- قلعہ کامان : ۲۲ -
- قلعہ کانوڑہ : ۱۱ -
- قلعہ کمبھیر : ۹ ، ۳۱ -
- قلعہ کپتہ : ۸ -
- قمرالدین نگر : ۱۰۲۰ -

(۲۳۰)

(ك)

- کامان : ۱۶ -
- کامان دروازه : ۹۴ ' ۱۳۲ -
- کافونڈ : ۱۱ ' ۱۳ ' ۱۶ ' ۱۹ ' ۱۳۵ -
- کالموسر، تعلقہ : ۸۶ ' ۱۴۱ -
- کر بلاى معلى : ۴۲ -
- کرنال : ۸۷ -
- کمبریہ کو مہیر : ۹ ' ۱۸ ' ۱۹ ' ۴۱ -
- کمبریہ دروازه : ۱۰۲ -
- کوٹلہ سادات : ۱۱۷ -
- کوٹلہ فیروز شاہ : ۵ ' ۷ -
- کوثر : ۴۲ -
- کو کلاین : ۱۳۸ -
- کوه قناب : ۱۱۹ -

(گ)

- گڈہ مکلیسر : ۱۱۳ ' ۱۲۶ ' ۱۲۹ -
- گنگہ گنگا : ۱ ' ۶ ' ۲۰ ' ۱۱۱ ' ۱۲۹ ' ۱۳۰ ' ۱۳۵ ' ۱۴۲ -
- گوالبار : ۲۲ ' ۲۶ ' ۵۰ ' ۱۱۵ ' ۱۲۸ -
- گوہال گڈہ : ۹۴ ' ۱۰۲ -
- گوردمن : ۱۱۱ -
- گوردمن دروازه : ۹۴ -

(ل)

- لاهور : ۹۱ -
- لکھنؤ : ۲۶ ' ۵۳ -

(۲۳۱)

(م)

مالوہ : ۳۰ -

متھرا ، اسلام آباد : ۵۳ ، ۷۳ ، ۷۴ ، ۸۸ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۸ ، ۱۰۰ ، ۱۰۶ ،

۱۰۷ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲ ، ۱۳۱ ، ۱۳۲ -

مرشد آباد : ۱ -

مسالی ، موضع : ۸۶ -

مستقر الحلافہ — آگرہ -

مسجد جامع : ۱۵ -

مسجد جہان نغا : ۱۲ -

مشرق : ۲۰ ، ۱۱ -

ملك راجپوتیہ : ۱۱ ، ۳۸ ، ۹۹ -

ملك سکھان : ۱۰ -

مالک شرقی : ۴ — ۶ -

مہان (موہان) : ۲۱ -

مہندر پور — دیک -

مہوہ ، قلعہ : ۵۳ ، ۵۵ ، ۵۶ ، ۶۳ — ۶۵ ، ۷۱ ، ۷۲ -

میوات : ۱۳۳ -

(ن)

نجف : ۱۰ -

نور : ۷۵ -

نندگانو : ۱۳۸ -

نولکھہ دروازہ : ۹۴ -

نبہ برج : ۲۰ ، ۹۱ -

(۵)

ہاپڑ : ۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۶ ، ۱۳۰ -

ہلیہ ، موضع : ۳۰ -

ہند ، ہندوستان : ۳ ، ۴ ، ۶ ، ۱۵ ، ۳۰ ، ۳۹ ، ۴۳ ، ۱۰۱ ، ۱۱۰ ، ۱۱۲ ، ۱۱۳ -

ہوڈل : ۹۲ ، ۱۰۹ -

ہنسیا گنج : ۱۲۸ -

۳- کتب

- بوستان : ۷۷ -
- شاهنامه : ۳، ۱۱ -
- شاه نامه فردوسی : ۷۰ -
- فرقان مجید : ۱۸ -
- مثنوی (مولوی معنوی) : ۶۹ -
- وقائع عالمشاهی : ۱، ۳، ۲۸، ۲۹، ۶۷، ۷۷، ۱۳۳، ۱۳۴ -

